

صفت کمال مکار و فضل خلاق و زین
عروج سعیدین آن خلق و زمین



طبع می‌نماید که کسور به طبعین جهان
طبع می‌نماید که کسور به طبعین جهان

URDU STACKS

CHECKED-2009

M.A. LIBRARY, A.M.U.



U54463

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

حاکم حقیقی کے احسان کا شکر کس زبان سے ادا اور کس قلم سے انشائیہ کیے کہ جسے آدمی کی زبان کو
 بات چیت سے بیکھائی اور خط و کتابت کی حکمت ایسی بتائی کہ ہزاروں منزل تک جی کا حال جسے جو
 چاہے لکھ بھیجے اور دوسرے کو کچھ خبر نہویں بات بیشک ایسی لکھنے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے کہ یہاں اپنا
 دامن تک بی تکلف پہنچ جاتا ہے جہاں اپنا گزرنہو اور اس کے محبوب پر درود و سلام جسے خط
 ہماری آزادی کا ہم نہ تھے منشی قضا و قدر سے لکھا یا اور انکا پچھلا علم سیکھا تھا ضرور سمجھا ہوا فرق
 ہماری سچ کے بہو بھی سمجھا دیا صلے اللہ علیہ آلاء و صحابہ وسلم بعد اسکے کہ کتاب فقیر غلام ماسعود
 کہ حبیب پھر صد دیوانی کی الہ آباد سے لکھ آبادائی اور بندہ بھی جناب فیاض مراد عالیشان کہ
 قدر دانی سے غریب پروری اونکی زمانے میں مشہور اور عالم اونکے عدل و انصاف کا مشکوک ہے
 یعنی جناب محسن ٹیلر صاحب بہادر کی رفاقت میں بیان آیا تھوڑے عرصے کے
 بعد نواب عالیجاہ جنگلی تعریف بیان سے باہر اور قدر دانی میں نہ کوئی آؤنگا شیل و نہ ہم سر پہ نہ

اور پرورش کے سہارے سے دنیا میں ہے جہاں میں سخاوت اور انکی عالمگیر اور عالم بین وسیلہ اور نکاح
 اکسیر ہے اگر انکے عمل میں کوئی غریبیت ہے بھڑک کو بیچ کے ساتھ ملائے تو انصاف اور انکے صاف و دو
 کا و دو چانی کا پانی الگ کر دکھائے روشنی اور انکے اقبال کی چاروں طرف ایسی پھیلی ہے کہ چاند کی
 چاندنی اور انکے سامنے میلی ہے حاکم امیر عالم بنطیر نواب مستطاب جناب امین جسٹس صاحب
 لفظیں گورنر بہادر کے حضور سے حکیم ہو چکا کہ انشاء تعالیٰ کے اور کو سمجھ سکیں اور اس سے کہنے پڑے
 کی تعلیم یون اور دین تیار ہو ہر چند کہ فقیر کے جاننے والے اچھی طرح جانتے ہیں کہ اگر کسی نظم خواہ
 شعر فارسی کی فرمائش ہوتی تو وہ زیادہ تر مناسب حال فقیر کے تھی لیکن بجا لانا حاکم کے حکم کا جانکار اور بجا
 اور ان لکھ کر اور انکے چار باب مقرر کئے اور بہار بخیر ان اور سکنا نام رکھا پہلا باب نظم و شعر کے
 بیان میں دوسرا باب بعضے دستورات اور خطوط کے قاعدوں کے بیان میں تیسرا باب
 رقصات میں چوتھے باب میں دستاویزوں کا حال اور ہر ایک کی مثال کہ جانتا اور سکنا
 لڑکوں کو ضرور ہے خدا قبول فرماوے اور لڑکوں کو نفع اور اس سے ہو نیا و سہ

پہلا باب نظم اور شعر کے بیان میں

جانتا چاہیے کہ جو لفظ معنی دارد بان سے نکلے اور سکوا کہتے ہیں جیسے آما جانا کھانا پینا زید عمر و اور
 جہمین و کلید و سے زیادہ ہوں اور سکوا کہتے ہیں جیسے زید نے دیکھا اور خالید نے کھانا کھایا تھیں کلام
 و دو حال سے خالی نہیں نظم ہو گا خواہ شعر یا سطرین و نون کا بیان دو فصلوں میں لکھ دیتا ہوں پہلی
 فصل ہر چند کہ نظم کے قواعد بہت طویل و درطویل و درشکل میں لیکن بیان سہل باتیں جو بچہ
 ائین اور جانتا اور سکنا بتیہ یوں کو ضرور ہے لکھی جاتی ہیں نظم اور اس کلام کو کہتے ہیں جو وزن اور قافیہ
 رکھتا ہو اگر یہ ایک ہی فقرہ کسی وزن پر پایا جاسے تو اور سکوا مصرع کہتے ہیں جیسے مصرعہ فل
 زلف میں سیر ہوا اور اگر دو مصرع ہوں تو اور سکوا شعر اور بیت اور فرد کہتے ہیں جیسے شعر گلبر
 کاٹ کر شمع پیر دانے سے شب جلی کٹی کی ہے اور نظم کی دس قسمیں ہیں غزل قصیدہ تشبیب

باتوں اور عورتوں کے عشق کی باتوں کو کہتے ہیں اور شاعر غزل و س نظم کو کہتے ہیں جن میں عشق اور محبت اور
مشتوق کے حسن اور جمال اور جذباتی کے قلق اور رنج اور وصل کی خوشی کا احوال ہونے لگتا ہے یہ شعر کے
دونوں حصوں کا قافیہ برابر ہوتا ہے اور اسکو مطلع اور دوسرے شعر کو ریب مطلع اور تیسرے مطلع
کہتے ہیں اور اخیر کے شعر میں شاعر کا نام جب تکو تکلیف کہتے ہیں ہوتا ہے حال کے شاعر مطلع میں اپنا تخلص
صورت لائے ہیں اگلے شاعروں کو اسکی کچھ قید نہ تھی اور غزل میں شعرا مضمون علیحدہ اور مختلف ہوتا ہے
یعنی جائز ہے کہ اگر مطلع میں وصل کا حال یا تہذیب میں تہذیب مطلع میں جدائی کا ملال بیان کریں عربی میں
مرد کا عشق عورت کے ساتھ اور فارسی میں مرد کا عشق مرد کے ساتھ اور بھیا کھا میں عورت کا عشق مرد
کے ساتھ بانہتے ہیں اردو زبان میں اکثر فارسی ہی کی پیروی ہوتی ہے مگر کبھی عربی کے طور پر مرد کا
عشق عورت کے ساتھ بھی بیان کرتے ہیں اور اصل تعریف غزل کی یہی ہے کہ اس میں مضمون عشق
کا ہو اور اب لوگ شراب و رباب و رو عطا و نصیحت اور معرفت کے مضمون بھی بانہا کرتے ہیں اور
نئی طرح ایک اور بھی نکلی ہے کہ اپنے مشتوق کو دوسرے کا عاشق ٹھہرا کر کچھ اسکی بیانی کی کچھ اپنا تشریک
کچھ اور چھڑچھاڑ کی باتیں لکھتے ہیں اس سے عجیب لطف اور بیت مزہ حاصل ہوتا ہے محققین کے
نزدیک غزل پانچ شعر سے کم نہیں ہوتی اور گیارہ شعر سے زیادہ نہیں پر اس زمانے میں شاعر اور ناظر
اور کمال بلکہ اس سے بھی زیادہ کہتے ہیں لیکن بعض اگلے شاعروں کے نزدیک ایک غزل کی تعداد
کم سے کم تین شعر اور انتہا پچیس شعر مثال اور سلی

مہر کی تھکے تو فتح تھی ستمگر نکلا	سوم تھکے تھے ترے دل کو سو تھکے نکلا
دع ہوں رشک مجھ سے کہ اتنا بیاب	بسکی تسکین کے لیے گھر سے تو باہر نکلا
جیتے جی آہ ترے کوپے سے کوئی نہ پھرا	جو ستم دیدہ رہا جا کے سو مر کر نکلا
اشک تر قطرہ خون بخت جگر بارہ دل	ایک سے ایک عدد آنکھ سے بہتہ نکلا
ہنسے جانا تھا لگے گا تو کوئی حزن سے	پر ترانہ تو اس شوق کا دستہ نکلا

قصیدہ انت میں کا طبع منفرد کہتے ہیں اور شاعر اس نظم کو قصیدہ کہتے ہیں جس میں ایک مطلع خواہ

دو مطلع یا اوس سے زیادہ ہوں اور شعر اوس کے پندرہ سے کم ہوں انتہا شعر شریک بعضوں کے
 نزدیک تعداد اوس کی کم سے کم چھ ہیں شعر اور انتہا ایک نو شعر تک ہے اور عرب کے شاعر یا شاعر کا بھی
 قصیدہ لکھتے ہیں اور بعضے فارسی کے شاعر ایک سو بیس شعر قصیدہ کی حد مقرر کرتے ہیں لیکن اب
 تو اردو فارسی کے قصیدے میں دو سو شعر ہوتے ہیں اور قصیدے میں قید کچھ اس بات کی
 نہیں ہوتی کہ صرف عشق اور محبت اور مشوق کے حسن و جمال ہی کا اوس میں بیان ہو بلکہ جی
 تمہید میں بہار اور گلزار کی تعریف ہوتی ہے تو اوسکو بہار یا او مشوقوں کی صفت اور چہرہ کی
 حال میں ہو تو عشقیہ اور گردش کی شکایت ہو تو حال یا اپنی تعریف میں ہو تو فخریہ کہتے ہیں بھی
 ایسا ہوتا ہے کہ آخرین جو حرف واقع ہوتا ہے اسی حرف کے ساتھ قصیدے کو نسبت دیتے ہیں اگر
 جیم ہو تو جیمیہ اور لام ہو تو لامیہ اور میم ہو تو میمیہ کہتے ہیں اور کبھی قصیدے کا نام اوس کے تہ پر لگا کر کہتے
 رکھتے ہیں چنانچہ فقیر کے ایک قصیدہ فارسی کا نام المامیہ ہے جسکا ہر ایک شعر صفت حال میں لکھا گیا
 اور دوسرا قصیدہ غمیہ ہے جسکے ہر شعر کی ردیف آفتاب ہے اور جس قصیدے میں دو مطلع سے زیادہ
 ہوں تو اوسکو ذوالمطالع کہتے ہیں اور جب قصیدہ کی ابتدا میں کچھ شعر بہار کی وصف یا زانے کی
 شکایت خواہ عشق اور حسن وغیرہ کے بیان میں لکھا مطلب کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور میں یا جو
 جو منظور ہو لکھا جاتا ہے ہیں تو اگر زیادہ حسن و تخلص کہتے ہیں اگر زیادہ صریح کہ حسین بیان کو
 اصل مطلب کے پہلے شروع کیا وہاں سے بھاگ کر مدعا بیان کرنے لگا اور حسن و تخلص بھی اسی شہرہ
 سے کہ جس بیان میں اصل مطلب سے پہلے پیش کیا تھا وہاں سے خوبصورتی کے ساتھ خلاصی
 حاصل کر کے مطلب پر پہنچا اور اوس ارادے پر ایک اشارہ معقول بھی کر دیا کرتے ہیں اور مدوح کو
 ایک ہی قصیدے میں غائب فرض کر کے مدح کرتے ہیں پھر خطاب پر آکے مخاطب کے طور پر
 تعریف کرتے ہیں اور اس ارادے پر بھی اشارہ کرنے کا معمول ہے اور آخر قصیدہ جو مدح میں لکھا جاتا
 دعائے مدوح سے خالی نہیں ہوتا اوس مقام کو مدعا یہ کہتے ہیں اور ایک بات اور بھی ہوتی ہے
 کہ دعا شرط کے ساتھ ادا کرتے ہیں اس طرح کہ تیرا اقبال ہے جب تک میں دامن رہے اسکو تیرا

کہتے ہیں اور بعض صرف عائد

مثال اس قصیدے کی جو تشبیب کے ساتھ ہے آفتاب کے طور پر

<p>یافض صنع کی ساوہ ورق ہریرے دیوان کا روان ہو جوی خشک کشتان میں چشمہ جوان کا نہ پیکے گرسدیت میں او کی قطرہ میرے بیان کا زمین تا آسمان منون ہے میرے بذر افسان کا وہاں کے دام و دود کو عار ہے منب سلیمان کا گھر کو کیا خط ہے لکھ کر داب عثمان کا مری نقیلین کو دے لعل بند ی تاج سلطان کا مجھے ہے نفث گھر ٹھہے نظارہ حور عثمان کا مقام اوس شخص پر کشف میری عرث نشان کا شہیدی منتبت خزان ہو چننا شاہ مردان کا</p>	<p>یہ قدرت لقب ہے ہرے کلک گوہر افشان کا سحاب ملک طمان ہون کرین برسون گز و پاش کا دلوں میں شاعروں کے گوہر ہستی پر سید ہون کا نیابت اپنی بخشی مبد ا فیاض نے مجھ کو مرے زیر قدم ہے تخت شاہی میں لایت میں رہا میں دہر میں اندیشہ اسید ہے ایمین مری خاک قدم سے تاج خسرو استعانت کے جسے کہتے ہیں سب خدو س اپن بانع ہے ہیرا قافی المرتضیٰ کے مرے جسکو ہو آگاہی عروسیں کو میرے عقد سے لٹو تو لغا خر ہے</p>
---	---

الصن

<p>فضائے لامکان سے تر ہے میرے نستان کا بتایا کان میں مجھ کو علی ہے نام نیران کا اگر ہو تانہ دریدہ اگتفت شاہ رسولان کا مرے معنوں سے معنوں لگا گیا ہے تلم قرآن کا اگر وہ درنو تانہ مصطفیٰ کے شہر عرفان کا پرستش گاہ جمشید کے ہے گاہ ہر سلمان کا کہوں کیا حال اپنے مسرت و در و دروان کا نہ کہ لکھ رہا اظہار گی میں روی خندان کا</p>	<p>مرا سید ہے بیشہ بود و باش شیر نیران کا جو پوچھا میں نے اوسکا مرتبہ پیر لقی سے بتوں کے تو نے میں اوسکا ابراہیم ہمہ تھا توار کے یہ معنی جب لکھا شعر کی ہر ت میں بہت شور تھا دیوار کیونکر بچا ندنی آست شرف حاصل ہوا ہے کہے کو او کی دلدار سے حقیقت جزو گل کی آپ پر شاہ روشن ہے نہ اس لکھنے گل رنگ پی کو میں نے مستی کی</p>
---	---

<p>و لیکن مجھ کو لطفت عام سے امید وائق ہے تصور آپ کی صورت کی وقت تنوع مجھ کو ہو شہید میری مصطفیٰ کا لاڈ لا حیدر کا پیارا ہون</p>	<p>کر دے گے جبر دم میں تم عرب صد سالہ نقصان کا مرا نام سر اس مشرق بنے ہر درخشان کا مجھے کیا خوف ہے بدہ ہون میں شاہ شہیدان کا</p>
--	--

تشبیب لغت میں جوانی کے دنوں کا مذکور اور عشق کا حال بیان کرنے کو کہتے ہیں اور شاعر دن کے نزدیک تشبیب و سکا نام ہے جو قصیدے میں چند اشعار تمہید کے طور پر پرج یا جو سے پہلے لکھے جاتے ہیں اور شاہ پہلی ہی عادت ہو کہ اول شعروں میں معنوں عشقیہ ہی لکھتے ہوں لیکن اب اسکی تمہید باقی نہیں رہی بہار خواہ حسن یا عشق اور حبیط کے شعر جس بیان میں ہوں اور سکو تشبیب کہتے ہیں بیان سے معلوم ہوا کہ تشبیب حقیقت میں قصیدے سے متعلق ہے گویا اسکا دیباچہ اور جزو قصیدہ ہے اس صورت میں قسم علیہ نہ ٹھہری بلکہ تمہید کے شمار میں ہے لیکن مجمع المصنائع اور اکثر کتابوں میں اسکو قصیدے سے علیحدہ لکھا ہے مثال اسکی قصیدے کی مثال میں آچکی ہے فائدہ جو قصیدہ تشبیب کے ساتھ نہواور او میں پہلے ہی سے مع خواجہ شروع کر دین اسکو مجدد اور جو میں خاص یعنی گزیر خواہ اسکو تشبیب کہتے ہیں جیسا کہ اس قصیدے میں ہے اور خود شاہ غاثر اشارہ اس بات کا کرتا ہے

<p>طلوع روشنی جیسے نشان ہوشہ کی آمد کا دستان ازل میں وہ علم عقل کل کا تھا چمن پیرای کن فراش اسکی بزم نگین کا عجم میں زلزلہ نوشیران کے قصر پر آیا شرف حاصل ہوا تو تم اور پراہیم کو اس سے شبے روز اس کے صاحبزادہ کا گواہ جنباں تھا وہ اس عالم میں فن بخش تھوڑی کی تسکین</p>	<p>ظہور حق کی محبت ہے جہان میں نور احمد کا نہ تھا نام و نشان جن روزوں اس لوح بر جد کا بہار فرشتہ ایک بڑا اسکی مسند کا عرب میں شور اوٹھا جس دم کہ اسکی آمد کا نہ تھا فخر عالم نہ تھا اپنے اے حیدر کا عجیبی حب یا تھا روح الامیں کو بھی خوشامد کا کیا جنت میں طوبی نیلے سایہ اس سہی قد کا</p>
---	---

شب معراج چڑھ کر عرش پر دم میں اتر آیا
گدزو حدیث کے کثرت میں نہ توانا ذات مطلق کو
اودھر اللہ سے اصل اور مخلوق سے مثال
خدا بن جائے کیا کیا نہیں دیتا ہے بندوں کو
پیشینگے مثل تقویم کس دیوان ہزار دن کے
ہولی ہے ہمت عالی مری معراج کی کتاب
کبھی نزدیک جا کر آستانے پر پاؤں نکھین
برینے کی زمین کے گرد لائق ہو مرالا شب
تہا ہے رختون پر پلے روغن کے جائیٹھے
خدا منہ جو لیتا ہے شہیدی کس مجھ سے

بیان اوس قلم زمینی کا کیا ہو جہز اور مذکا
نہ بتا صفر گرفتش احس پر مجھ سے رکا
خواص اوس بزرخ کبریٰ میں تھلوت نہ شدہ
تراوست دعا خاص ہے جیسے کل کے مقصد کا
ہوا عالم میں شہرہ میرے اشعار مجھ دکا
میسر موطوات ای کاش مجھ کو تیرے مرقہ کا
کبھی میں دور بیٹھوں اور کروں نظارہ گنبد کا
کسی صحرا میں دانکے میں خورش ہوں اہم و دکا
قفص جس وقت ٹوٹے طائر روح مقید کا
زبان پر میری جس دم نام آتا ہے محسد کا

قطعہ لغت میں کسی چیز کے ٹکڑے کو کہتے ہیں اور شعاعوں میں قطعہ اون شعروں کا نام ہے
کہ مثل غزل اور قصیدہ کے ایک ہی وزن اور قافیے پر ہوں لیکن مطلع ہو کیس واسطے اگر مطلع ہو گا تو
موافق صدیقین کے اوسکو غزل کہیں گے یا قصیدہ اور قطعہ دو شعر کا بھی ہوتا ہے زیادہ کیوا
کچھ حد مقرر نہیں اور اوسکے مضمون میں ایک شعر کا علاقہ دوسرے شعر کے ساتھ ہوتا ہے اس میں
قطعہ علیحدہ بھی ہوتا ہے اور غزل اور قصیدہ میں اگر دو یا تین شعر خواہ اوس سے زیادہ ایک دوسرے
متعلق ہوں تو اوسکو قطعہ کہیں گے مثال اوسکی قطعہ

جو شخص کہ جس چیز کے قابل نظر آیا
غم ہو کہو دیا سب جو مشکل نظر آیا
مجھ کو تو جانیے میں نے بھی جہان دکھیا ہے
ہاں آج ایسا ہی محبوب جہان دکھیا ہے
کیا کہیں تھے کہ الٰہ فیت جان دکھیا ہے

تمت کیا ہر ایک کو قتل نام نہ
ببل کو دیا مالہ تو پر دانے کو جلنا
پھیر کر مجھے وہ بزرگ ایسا کہ جیسے خدا
میں بھی منہ پھیر کے اوس سے یوں لگا
جسکے دیکھے سے کچھ نہیں ہے باقی بچو اس

جو مین نگاہِ زبان سے مری ہو ہن شوخ	یک بیک بول وٹھا کیسے کمان دیکھا ہے
مجھ کو تو چھٹی ہی منظور تھی آئین ادھٹا	ہنس کے کہنے لگاے دیکھ بیان کیا ہے

رباعی چار مصرعون کا نام ہے کہ پہلے اور دوسرے اور چوتھے کا قافیہ ایک ہو اور تیسرے مصرع کا قافیہ اس وزن پر ہونا ضرور نہیں ہے اور اس کو جو مصرعی اور دویتی بھی کہتے ہیں اس وزن سے دریافت ہوا ہے کہ رباعی کا چوتھا مصرع نہایت دلچسپ ہوتا ہے کہ اس سے ساری رباعی مین جان پڑ جاتی ہے اور اگر وہ مصرع دلچسپ نہ ہو تو اس کا حال بے ٹھکانہ کھانے کا سا ہے اور رباعی کے چوبیس وزن خاص مقرر ہیں جائز ہے کہ اول و اوزان مین سے ایک پر چار دن مصرع ہوں یا ہر مصرع اول و اوزان مین سے ایک ایک وزن پر ہو لیکن اگر اس خاص وزن پر نہ ہو گا تو اس کو عروض والے رباعی نہ کہیں گے اگرچہ عوام ناواقف سے اس کو رباعی کہتے ہوں مثال و سلی رباعی

جب پاس وفا او سے ہمارا نرنا	ہم کو بھی خیال دوستی کا نرنا
قربان مین کس اداسے کتا ہوں تھین	اتنے ہی مین عاشقی کا دعویٰ نرنا
کیا خوار و زیون کیا وفائے مجھ کو	کوئے مین بھٹا دیا جانے مجھ کو
نظرون سے تون کی گرڑا تھا مومن	صد شکر اوٹھا یا خدا نے مجھ کو

فردو مصرع ایک شعر کو کہتے ہیں خواہ دونوں مصرع کا قافیہ موافق ہو یا مخالف یہاں سے معلوم ہوا کہ فو کیو اسطے یہ بات ضرور نہیں ہے کہ شاعر جب ایک ہی شعر کے تبا و مکوفہ کیسے گے بلکہ غزل خواہ قطعہ یا قصیدہ یا مثنوی کا بھی اگر ایک شعر لکھا یا پڑھا جاوے تو وہ بھی فرد ہے اور اس کو بیت بھی کہتے ہیں لیکن بعضوں کے نزدیک فرد اسی شعر کو کہنا چاہیے جو تنہا ایک ہی شعر میں ہو اور بیت اس کو کہتے ہیں جو قطعہ اور غزل اور قصیدے کا کوئی شعر ہو خواہ تنہا ہو میں فرد خاص ہے اور بیت عام مثال و سلی

ڈسا ہو کالے نے جب کو ظالم تو وہ دن کے آرزو سے کیلے	وہانی کا کل کا تیرے مارا نہ تھو سے پورے نہ سیر کیلے
ہجر کی شب تھاسیہ خانہ مرا ایسا میب	چاندنی اور تری تھاسے خود کے دیوار سے

مثنوی اس نظم کو کہتے ہیں کہ کچھ اشعار کہ جنکی تعداد کی کوئی حد مقرر نہیں ہے اول و اوزان مین سے

جوشنوی کے لیے قمر بن ایک وزن خاص لکھے جائیں اور دو مصرعوں کے قافیے متفق نہیں ہونے کا
قافیہ علیہ اور مختلف ہو جیسے اردو میں شبنوی میر حسن اور میر تقی کی اور بیت شبنویان مشہور ہیں اور
فارسی میں بوستان اور کند زامہ اور بوست زبنا اور زند بن وغیرہ مثال و سلی مکتوب کے

یہ بھی رہز جو اسکے نیا پناہ تھا نہوئے کے سایے کا تھا یہ سبب جہاں تک کہ تھے یا تھے اہل نظر سجھون نے لیا پتلیوں پر اوٹھا	کہ رنگ دوئی دان تک آیا نہ تھا ہوا صرف پوشش میں کعبے کے سب سجھو یا یہ نور کس لہجہ زمین پر نہ سایے کو گرنے دیا
---	---

ترجیع بند لغت میں پچھنے کو کہتے ہیں اور شاعرین اس نظم کو کہ چند شعر غزل کے طور پر مطلع
کے ایک وزن اور قوافی میں لکھ کر ایک خانہ قرار دین اور اسکے بعد ایک مطلع دوسرے قافیہ پر کہ معنی ہیں اول
اشعار سے کچھ علاقہ رکھتا ہو واصل کر کے بند کے طور گردین تب دوسرا خانہ اوسط طرح دوسری غزل کے طور
دوسرے قوافی میں لکھ کر مطلع کے ساتھ تقصین کرین اوسط خانہ بن جائے جس طرح چاہیں بند لکھتے جائیں
اگر بند کا مطلع جو بعد غزل کے داخل کرتے ہیں ایک ہی ہر بند میں کرنا آتا ہے تو اس کو ترجیع بند کہتے ہیں
اور اگر بند کا مطلع مختلف ہو تو اس کو ترکیب بند کہتے ہیں اور یہ مطلع ترکیب کا جائز ہے کہ ہر مطلع کا
قافیہ علیحدہ ہو یا سب ایک قافیہ پر ہوں اور جو بعضوں نے لکھا ہے کہ قوافی ہر مطلع کے علیحدہ ہوں
ترجیع کرنے سے شبنوی ہو جائیں اور موافق ہوں تو سب ملکر ایک خانہ ہو جائیں آئیں گفتگو ہے کیسے
کہ وہ سب مطلع بند کے اگر قوافی میں مختلف ہوں اور وقت آتے شبنوی ہو سکتی ہیں جب اصل وزن
ترجیع بند کا اوزان معینہ شبنوی میں سے کسی وزن خاص پر ہوگا اور یہ قیدی کتاب میں دیکھی نہیں گئی
ترجیع بند اوزان مخصوصہ شبنوی میں سے ایک وزن خاص پر ہونا چاہیے اور دوسرا اگر سب متجدد القوافی ملکر
ایک ہی خانہ ہو جائیں کسی ممکن ہی نہیں ہے کس میں اسطے کہ ترجیع بندی تعریف سے معلوم ہو چکا ہے کہ ہر
خانے کے شعر مثل غزل کے ہوتے ہیں اور چاہے کہ غزل میں صرف مطلع کے دو مصرعے آتی ہیں یا چھ
باقی اشعار کا صرف مصرع ثانی اسی قافیہ پر آتا ہے اس صورت میں وہ سب مطلع جو ایک قافیہ پر ہوں

مجمع کرنے سے سب کے سیل ایک قافیہ پر مطلع ہو گئے غزل کی صورت نہیں پیدا کر سکتے اور غزل خیال نہیں ہو سکتی تو ترجیح بند کا ایک خانہ سب مل کر کوئی مکمل جانیں گے مثال ترجیح بند کی

<p>تو چھوڑ مجھے چلا گیا دل دلدار کے کھینچنے پڑے ناز یعنی نہیں میرے کام کا دل دیتا ہوں دم ایسے فتنہ گر پر تھا ورنہ بہت ہی پارسا دل گھونٹے ہے گنگے کو کوئی ہدم کس آفت جان سے لگا دل</p>	<p>ترجیح بند افسوس کہ میرے پاس تھا دل کیون دعویٰ دلربائی اتنا انصاف سے دیکھنا مراد دل کیسی مری جان پرین آئی کیا بات کروں کہ ہے غافل اے مونس غمگسار مردم</p>	<p>ہے اوس سے زیادہ بیوقوف یہ دشمن جان بھین مبارک ماکل ادھر آپ ہی ہوا دل اس چشم نے کرو یا خراب اللہ بگڑ گیا ہے کیا دل اے محرم راز کیا کمون میں کیا پوچھے ہے کیونکہ لگیا دل</p>
---	---	---

آن شیخ چنان ربود از من گویا کہ دلم نہ بود از من

<p>پر دے میں ہے رنگ ہیرا ہے مقبرہ خواب گاہ میرا اس سدا سکندری کو توڑو ہے شوق ستم گواہ میرا اے دوستو ماتر سے چلا میں خود جرم ہے عذر خواہ میرا نامع انصاف تو ہی کر یار</p>	<p>کیونکہ نہ دل سیاہ میرا بسک پ میں آؤ تم کو شائد آئینہ ہے سنگ راہ میرا دیکھا تو نے کہ رنگ بدلا قابو میں نہیں دل آہ میرا اے چارہ گرا تو بھینک پیر دل دینے میں کیا گناہ میرا</p>	<p>کیا مرنے کے بعد پاتون پھینکا ہو دل میں گزرا گاہ میرا میں کشیدہ شید بے دیت ہوں اے شوق متون گناہ میرا مرا نہیں اختیار کی بات ہے حال بہت تباہ میرا آن شیخ چنان ربود از من</p>
--	---	---

گویا کہ دلم نہ بود از من اور فارسی من ترجیح بند حضرت شاہ علاؤ الدین صال رحمۃ اللہ علیہ کا جسکے ہر بند کا یہ مطلع کہ چنجان دل مبین جز دوست + ہر چہ بینی بدایمکہ نظر است

مکر آیا ہے مشہور اور معروف اور ایسا مقبول ہے کہ کوئی لڑکا اس کے پٹنے سے محروم نہ رہا مثال کہیں کی

<p>دل کی طرح سے بھی چلی جاوگی ہوا</p>	<p>ترکیب بند</p>	<p>دم میں نہیں سہا مری جان کیا ہوا</p>
---------------------------------------	------------------	--

سرتیاریا جو شانہ پڑا ورنوں ہمارے اوسن سب شک پنجہ برجان کو کیا ہوا دل میں شکر ہے ہفت سلسل کس گئی کچھ زخم ہے مگر ہے نگہ ان کو کیا ہوا گردش پرانی ناز ہے پھر رو کا کو اوس ش نظر کی جنتیں گان کو کیا ہوا	کیا جاوے تیری لب پر شان کو کیا ہوا شیم چم ہے جو جانے رشید القات برجم ہے حال کا کل چان کو کیا ہوا بوی قبا یوسف گلے شیم میں اوس چشم رنگ قندہ دور ان کو کیا ہوا کمان سے سینہ چاک رخ ماہ دیکھ کر	پتی جو اپنا خون لالہ منوں سے حنا شمرندہ ساز مہر خشان کو کیا ہوا لذت قرآن میں الماوس کو کیا ہوا اوس کے شمع عطر گریبان کو کیا ہوا دعویٰ ہے شونویں کا قزاقان شت کو اوس می غیرت تہا بان کو کیا ہوا
---	---	---

عجب پاب شمع رخسان جہان گیا	وہ مہر آسمان نکولی کہاں گیا
----------------------------	-----------------------------

افسوس کوئی پر دہشتیں وہ نہیں جس کے زندگی کا فرا تھا نہیں اپنی خرابیوں کو گمان جا کے رہے وہ قدر دان شکوہ بچا نہیں کس سے بنا ہے کہ سوای وفا ک وہ پردہ چشم سوز تماشائیں رہا	وہ جس جس عشق ہو سرائیں ای چرخ چاہتے سر ہے ہر دم کو کیا وہ شمع روی سخن آرائیں رہا کیس کو گلے لگائے ای شوق تہنار دنیا میں نام و فاکائیں رہا اوس عین فرخ کو کو نکرنہ رہو	حیف اپنی لٹکائی پتھر پٹھانی چاہیں افسے کہ در تنائیں رہا دل میں جگہ نو نکا کس گلہ کروں وہ غوش گلو وہ سینہ مصفا نہیں رہا اب کیس کو دیکھے کیس کو نہ دیکھے انگھو نہیں جو رہے کوئی ایسا نہیں رہا
---	--	--

ہر دم جبین آئینہ آلودہ غم سے حتی	یہ آفت تاب حسن اوسی ہر دم سے حتی
----------------------------------	----------------------------------

مستطط حصیہ لغت میں موتی پر رونے کو اور مستطط پر رونے کو موتیوں میں موتیوں کی لڑائی کو کہتے ہیں
شاعر و نثرین مستطط اوس نظم کا نام ہے کہ پہلے ایک نثر کے مصرع کا ایک وزن اور قافیہ پر لکھا جائے پھر دوسرے بند کا
آخری مصرع اوس قافیہ پر آتا جائے اور باقی مصرع اور قوافی پر ہوں اسی طرح تیسرا اور چوتھا بند اور تیسرا
چاہیں اور یہ بند تین مصرع سے کم اور دو سلا سے زیادہ نہیں ہوتا ہے پس اگر تین ہی مصرع کا بند ہو
تو اسکو مثلث اور چار مصرع کا ہو تو مربع اور پانچ کو مخمس اور چھ کو مستطط و رسالت کو مستطط اور
کو مخمس اور نو کو مستطط اور دس کو معشر کہتے ہیں اور دو میں مربع اور مخمس کی ریوا ج زیادہ ہے باقی کم
ہیجان سمجھنے کے واسطے ہر ایک قسم کے دو دو بند علیحدہ علیحدہ لکھے جاتے ہیں مثلاً کی مثال

مشال

یہ زمانہ بھی عجیب طور کا ہو مغلدہ پست
ابنما نرا ہر شربت گلابی تندست
بزمِ خرم نہ رہا بل سکین بلالان
استپا زنی شہرِ مجرّم جزیرِ پالان
یہ مثال اس شخص کی جو کہ غل کو ایک معرّض کیا کہ شمشاد کیا ہو کہ بھی ہوتا ہو مثال و سکی

ترجیع جو اپنی ہر قسم سے منہ سے اٹھا دیا
سبکو خدا کے نور کا جلوہ دکھا دیا
یہ سٹ کا حسن قصہ پارینہ ہو گیا
دل اس کے عکسِ فر سے آئینہ ہو گیا
اوسکو مجرّم ہے جو کہ تارا کو جو چرنا
مربع کی مثال
عشق میں لبرک ہون پتا را کو چرنا

یار سے کہتا تھا یہ ہر بار آگے جو رخصتا
آہ و رگھو می ای بار آگے جو رخصتا
جو نظر آو تو بھئی ہی سے لیکر بامیاد
جسٹ کو آکر چکی تری بقی بھگتا
کوئی جاو جو او شرم گما ہو گتا

چاہیے رحم سر حال تباہ ہے گاہے
دوبدم خطہ طبع نہیں ہے گاہے
ہندو بچ چھو نہ حال دل پر غم دور
دل سو شرم سدا لبت ہو نہ دم دم
محشم کی مثال
اسٹ بھی تھیں لایم ہو گا ہو گا
اشکبیں آگہو نیچ ہو گیا ہو گیا
دل فرست نہیں اتنی کر اب گاہے

اور محشم میں کبھی باخچان مصرع ترجیع بند کے طور پر ہر بند میں مکرر بھی لاسے ہیں

جیسے کو احسان جسے حیرت ہوں
مضطر و شہد و حیران مختار ہوں
منہ لپٹے ہو و درات پڑا رہا ہوں
تبریز چیکے کہ ہو کوئی طرفہ جاش
مشال و سکی
تو دل میں سے طاعت کی کوئی بھی نہیں
اوس طرح خانو تارک تینا خاموش
کیا کوئی شہید تینا ہوتا تھا
کسی جو میں مشغول ہیں کیا تھا ہوتا
تو کہ بابت ہی کرتا رہا تھیں ہوش
میں لپٹے ہو و درات پڑا رہا ہوں

اور کسی غل میں تین مصرع ہر شعر کو ساتھ ملا کر محشم بنائے ہیں یہی ہے ترجیع بند

ہے داد خواہ تجھ سے فنا ہو فاسم
کیا لگ علیٰ تجھ سے ہو اور ہا سے ہم
مشال و سکی
راہنی ہو تری خو مرچھا اور چاہے ہم
گفت کہ تجھے لوہے مہیا اور ہا سے ہم

دو سیرین جو قبا اور قبا سے ہم	سبز بہن دوزخ کو رہے سحر ملک	بجلی سی ایک لگتی ہر دو تپنک
پانی نہ چھڑے ماکھی سانی اثر ملک	پہوچی نہ ایک بار اجابت کے ملک	تنگ آئی ہزار سے عا دے عا سے ہم
مثالِ سندس کی		
ہے دایم بلا طرہ دلدار کسی کا	نادیدہ ہوا دل یہ گرفتار کسی کا	یاں ہجر سے جینا ہوا دشوار کسی کا
وان بات بھی کر نیکو نہیں با کسی کا	یاں دیدہ تو ہے ٹالکے دیر کسی کا	وان بند ہوا روزن دیوار کسی کا
یاں لپکے پھر اٹھ پھر جانِ حیرین ہے	جو دم کر گذر رہا ہے دم بار سپین ہے	وان سنست اختیار کو پراپی نہیں ہے
غافلِ حرا احوال وہ پوہ نشین ہے	کھینچے بہن جو کچھ لوگ جواب کا نہیں ہے	کنا نہیں سنتا ہے وہ رہنار کسی کا
پس یہ مثال اوس سندس کی جو مستط کے اقسام میں داخل ہے البتہ ٹھیک ہے نہ وہ سندس کا اردو کے بعضے قاعدہ نویسین نے لکھا ہے یعنی ہر بند میں دو شعر کے چار مصرع ایک قافیہ پراوتیس سے شعر کے دونوں مصرع قافیہ جدا گانہ پراوس مثال کے ہر بند میں مکرر موجود ہیں اس طرح مثال		
جایِ عبرت کے ماحال پریشان بار	آہ تو ہے ہو یہ مایوسی و حرمان بار	دل لگا کر ہوں جستِ تپان بار
ہاں افسوس نہ نکلا کوئی ارمان بار	جی کی حسین ہی تائی تہ نہ پانی	ایک بجلی دوس کے ملاقات نہ پانی
اور بعضوں نے یہ مثال لکھی ہے مثال		
کیا کہوں مجھے کچھ نہ پوچھتا تھا میں	بے زبانی ہوں کہو ہوا جو دھرس	کچھ نہ بانی آرزو گہی دل میں ہوں
یعنی دوزخِ حیران میں تھا کہ اب	صبحِ شب گزشتہ شبیدہ غایت	روسی سحر کی پیدا یابین ہوا غایت
بعد چار مصرع کے جس طرح اردو کا شعر مثال سابق میں مکرر آتا گیا ہے اس مثال میں فارسی کا شعر ہر بند میں مکرر ہے اور لطف یہ ہے کہ آپ ہی مستط کی تعریف میں لکھے جاتے ہیں کہ پہلے بند کے چند مصرع قافیہ میں متفق ہوں اور بعد اوس کے اوس بقدر اس طرح کے ہوں کہ مصرع اخیر کا قافیہ موافق ان چند مصرع کے اپنے پہلے بند کے ہوا اور آپ ہی مثال دہلی ایسی لکھتے ہیں کہ یہ تعریف اوس سچا و نہیں آئی کس واسطے کہ اون دونوں مثالوں سے ظاہر ہے کہ کسی بند کے مصرع اخیر کا قافیہ خدا دل کے قافیہ پر نہیں ہے بلکہ ہر بند میں تیسرا شعر مکرر آتا گیا ہے پھر وہ مثال مستط کی کس طرح ہو سکتی ہے		

کافیہ

یہاں سے معلوم ہوا کہ جو مستندس موافق مثال مندرجہ اس کتاب کے ہوگا وہ مستطط کے قیام سے ہے اور حسین کوئی شعر مکر خواہ ہر بند میں شعر جداگانہ قوافی مختلف برآیا کرے وہ مثل ترجیح بند یا ترکیب بند کے ہے کہ تعداد اس کے شعرون کی ترجیح بند کی تعداد سے کہ حد اس کی برابر ایک غزل کے مقرر ہے کم نہیں تو مستطط اور ترجیح بند اور ترکیب بند میں کچھ تفرق قافی نہیں رہتا

لطف بہار تازگی گلستان نہیں
سنبل میں بوی کامل غنچہ شاد نہیں
سر راڈرائے خاک ہے باو کھنکھن
بلبل کا آشیانہ کمین ان کسین
دل میں جگمگ کرے جگمگ کرے کین نہیں
شع سان دماغ دل خستہ جلاتا ہے مجھے
نسل وحشی کو شہ روز بھرتا ہے مجھے
قیس مخزون جو کھل اپنی پاپا ہے مجھے
اگر اس شوخ کے کوچے میں گزرتا ہے
ہو گیا آج غم بھر سے لاغر آتنا
رنگ چہر کا اور اسے لیے جاتا ہے مجھے

مستطط کی مثال

گل خندہ زان نہیں کہ وہ آج نہیں
وہ چوچ نہیں ہے وہ شور و فغان نہیں
پتھر باغبان پکتاب ہے سکرین
خالی پڑا ہے دو بھیت کے گھرین

مستمن کی مثال

بوج کے ساتھ ہی دریا تو بہا تا ہے مجھے
ہے تجھے لطف و مائی تہم سے باہر
کہ برا حال ہے ظالم ترے سودا کی کا
جس طرح لیکے پرکاہ کو اور تہی ہے

افسوس! ہن میں وہ سرور نہیں
ایسا کوئی حسن نہیں جس خزان نہیں
بیل کا شاخ گل کوئی آشیانہ نہیں
شبنم شکر گرم سے ہے خیمہ نہیں
لالہ سے آنکھ کا رہے داغ جگر نہیں
قلق اس میں کی جدائی گستاخ ہے
عشق اس میں لطف کا دیوانہ ہے
دو بنا صفت کے شکل نظر آتا ہے مجھے
نا تو ان جان کے ساؤ سو ڈاتا ہے مجھے
کیسے پیغام یاروں ماہ لقا سے میرا
کہ مر مر ساؤ کا ہوتا ہے مجھی پر ہوا

مستع کی مثال

بیٹھنے دیتے نہیں آبلہ پاہم کو
کبھی اس ہنسنے پر آجاتا ہے دناہم کو
آپ ہی بھاگ گیا چھوڑ کے تنہا ہم کو
گل خندان کی قسم عارض نیل کی قسم
دو زندان کی قسم عقد شریکی قسم

طوق درخیز ہے ایسا نس سے رہا ہم کو
کبھی ہنسنے میں ہے اور گل نے لایا ہم کو
آپ ہی لے لے تو دیوانہ بنایا ہم کو
شوہر محبت کی قسم قامت عنا کی قسم
حسن عفت کی قسم عشق زلیخا کی قسم

ہو گیا لطف گر لیکر کا سودا ہم کو
پانوں پڑ پڑ کے لیے جلتے ہیں صحر ہم کو
زور و خشت نہ دکھایا تو شاہ ہم کو
سنبل ترکی قسم زلف چلیبیا کی قسم
غم خون کی قسم عشوہ لیلیٰ کی قسم

دل لان کی قلم بل شیدائی تہم | چشم چاؤ کی قلم گرس شہلا کی قسم | کہ سواتیکر کبھی کوئی نہ بھایا ہنگام
اور اون سب قلموں میں ہو سکتا ہے کہ جو میں چاہیں دو دو مصرع غزل کے نصیب کرین چنانچہ
اس مندرجہ میں میر کی غزل کے دو دو مصرع اور آٹھ آٹھ مصرع اور تین

نماوے پاس آشنائی ہے	معشر کی مثال	نہ ہیں طاقت جدائی ہے
مرگ نے دیر کیوں لگائی ہے	عزیزنے سے تنگائی ہے	بات قسم ہے یہ بڑھائی ہے
اپنے طالع کی نارسائی ہے	ور نہ مرنے میں کیا برائی ہے	زندگی سخت بے حیائی ہے
گرفتہ جان لب پائی ہے	ہنسے کیا چوٹ دل پکائی ہے	اوسکے جو روئے جاسے پیہم
نوا شوق اپنے دل سے کم	بوسہ لعل لب سے واسے قسم	نوسے کا میاب مرتے دم
اوس دہن نے دکھائی راہ دعا	اب جو ان تھا اپنے حق میں سم	کیا کہوں دوستو حکایت غم
اوسکے کو چہ بن مثل نقش قدم	ہو گئے خاک سے برابر قسم	وان دُوبی ناز و خود دنائی ہے

مستزاد ایک فقرہ شکر چھوٹا سا بعد ایک مصرع یا ایک بیت بڑھایا جاتا ہے اور شاعر و ن کے
مزدیک لطف اور خوبی مستزاد کی ہی ہے کہ ایک فقرہ شکر جس مصرع یا شعر کے بعد آئے کلام او
معنی میں ربط بھی رکھتا ہو معنی زائد بھی ایسا ہو کہ مصرع اور بیت اور کا محتاج نہ رہتی وہ فقرہ ہو تو
مصرع اور بیت اپنے معنی میں تمام ہو جاوے مگر حال میں کچھ اسکی قید نہیں رہی ہے اور مستزادین
کبھی معنوں عشقہ مثل قول کے ہوتا ہے کبھی و معنوں بھی باندھتے ہیں چنانچہ مثلاً لون سے معلوم ہوگا

مثال اوس فقرہ مستزاد کی جو ایک شعر کے بعد آتا ہے

جس بامیں دین و رکن ندامت ہیں	جس میں دین و رکن ندامت ہیں	ویرانہ ہے گویا
پروانیں گزرتی ہیں جہان جہاں	عاشق کا تڑپنے کے سوا کائنات میں	پر واز ہے گویا

مثال اوس فقرے کی جو ہر مصرع کے بعد آتا ہے

لپٹے ہو بلائیں گے ہر آن کی چٹ چٹ	تب بول اٹھے ہٹ	چلے جاوے رعد ہو آگے پر ہٹ	بے سب یہ بناؤ
ان آنکھوں کو میں جانتا ہوں بخیر کرہ گلا	ایسا ہی پایا ہوتا	چھوڑ دوں کن کی ایکے دوا کی چوٹ	جیت کر کھلیں چٹ

و اسوخت بیزاری کو کہتے ہیں اور شاعروں میں اس نظم کا نام ہے حسین شوق سے بیزاری اور عاشق کی بے پروائی کا مضمون اور دوسرے معشوق سے دل لگانے کی چھیڑکھ اور سکو جلی کٹی کہتے ہیں لکھن اور حقیقت میں واسوخت اقسام شعر میں سے کوئی قسم علیحدہ نہیں ہے بلکہ اکثر مستند خواہ مثنیٰ چھ مصرع خواہ آٹھ مصرع کا ترجمہ جمع بند یا ترکیب بند کے طور پر دیکھنے میں آیا ہے اسی واسطے استادوں نے اس کی قسم جدا گانہ نہیں مقرر کی ہے لیکن مضمون کے لحاظ سے جو اس کا نام واسوخت رکھا ہے تو

مثال اسوخت کی

آتش آنکھ نہ غریبے ذرا تھی واپس
دیر کے نہ کچھ انداز سے تھا تو آگاہ
میں تیرے جہان میں تجھے دیکھ کے جہان
بیوفا ایسے بھی ہوتے ہیں نہیں محبوب
جانے یہ سے کہاں یہ بدترین ایساں
اتنی غل سچوں میں تھی لگ کی بہا
پاس ان سے کہا ہوا اپنے سے اپنے پاس
اب جو کچھ اور بنا تو تو میں سمجھا غیر
گوشہ باقی ترکہ میں باقی ہے تو غیر

مرثیہ دستور قدیم ہے کہ کسی عزیز اور قریب یا دوست خواہ امیر اور رئیس کے وفات کا و تھا اور خزان و طلال کا حال و زمین لکھتے ہیں اور یہ وضع صرف اہل فارس کی نہیں بلکہ عرب میں بھی ہے دستور قدیم سے جاری ہے اور مرثیہ کبھی قصیدہ اور غزل کی صورت پر اور کبھی مستزاد اور مستند و خیر کی شکل پر ہوتا ہے اس صورت میں اقسام وہ گانہ سے باہر نہ تھا لیکن مضمون کے لحاظ سے جس طرح واسوخت کا نام علیحدہ تھا رہا ہے وہی طرح مرثیہ کو بھی قیاس کرنا چاہیے اور اب مرثیہ اکثر وہی کہلاتا ہے کہ حسین جناب سید الشہداء علیہ علیہ و علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شہادت کا حال و واقعہ کہہ کر دیکھاتا ہے پس اگر یہ قصیدہ کے طور پر ہوتا ہے تو اس کو مجرئی اور سلامی کہتے ہیں لیکن اسی نظم کے مطلع میں مجزا خواہ سلام یا مجرائی اور مجرئی خواہ سلامی کا بھی لفظ اکثر استعمال ہے اور اگر مستزاد کی وضع پر ہوتا ہے تو اس کو نوہ کہتے ہیں اور اگر مستند یا مثنیٰ خواہ ترجمہ بند یا ترکیب بند ہو تو اس کو مرثیہ کہتے ہیں اور یہ مرثیہ ہے

سلام کی مثال

مجرئی اصلانہ شہنشاہ شکر و شہر کیا
سر دیا اور آتش کا راجہ کا جوہر کیا
پورے میدان میں کی آتش خوشی و شہر
قدیر راہ خدا میں تم سے ہر کہ نہ کیا

سلاخی ہے یہ وظیفہ ہر ایک کی مہربانی	سلام کی دوسری مثال	شفیع روز جزا ہے شہ پر اہم بننا
امام پورے عدو ظلم سے نوازائیں	فوصہ کی مثال	روزِ رخصت ہے کس طرح قدم بننا

نوحہ

سیدان ہرین غمِ غنایت بوسے شہزادہ	یا حیدر کرار	مین بھی ہوں عنایت کا مایہ ناز	یا حیدر کرار
بھین ہے کہ تیغ سے آپ سے دھوون	میدانِ بلا	اب سب روٹھ گیا بانی کے جہر کو اطمینان	یا حیدر کرار

مرثیے کی مثال

نورِ تجلیات سے میدانِ کرلا	سموڑ ہو گیا صفتِ عیشِ کبریا	کتے تھے سب ملائکہ اور خیلِ نبیا
ہیں ہر سب کسار کا ملنا نہیں تیا	اوس پھر معرفت کا شتا و حسین ہے	محبو خاص حضرت داوید بن ہے
غش تھا کہ اُشتِ درجہ سے گزرتے ہیں باہم	گھبرا کے لی علی و بی نے کاتیا عمر	اور فاطمہ کے ہاتھ میں لگی تھی لکام
آرائشِ زین کا ہوا اختیار ہوا ہمار	جبریل نے قدم کے تے پر چھاپا دیا	حور و ن نے اپنے مویں پہ چھاپا دیا

تاریخ اوسکو کہتے ہیں کہ ایک فقرہ خواہ مصرع یا شعر ایسا تجویز کیا جاسے کہ اوس کے مکتوبی حروف کے عدد دون سے سنہ اور حال کے واقعہ وفات اور تکام خواہ تولد فرزند یا تصنیف کتاب خواہ لڑائی کی فتح یا بادشاہ کے جلوس یا ادرسی امر کے وقوع کا زمانہ سمجھا جاسے اب قاعدہ حروف کے انداز کا سمجھنا چاہیے کہ پہلے مغلہ اٹھائیں حروفِ تہجی کے ایک سے دس عدد تک مقرر کر کے جاری سے سمجھیں اُنے کی واسطے ترکیبِ دون حروف کی یوں قرار دی اسجد ہو کر حلقی اسکو انا کہتے ہیں تفصیل اوسکی یہ ہے آلف کا ایک تے کے دو حتم کے تین تے و آل کے چار تے کے پانچ و او کے چھ تے کے سات تے کے آٹھ طو کے نویس کے دس پھر گیارہ وین حروف سے اٹھ پھر دس وین حروف سے بڑھا کر نوے تک پہونچا اوسکو عشرات کہتے ہیں اوکلہ مرکب اوسکا یوں ٹھہرایا کلین تسعہ قص تفصیل اوسکی کاف کے بیس لام کے تین میم کے چالیس نوآن کے پچاس سین کے ستائیس عین کے تترے کے اسی صد کے نوے پھر اونیون حروف کے تسعہ و ٹھہرا کر

نورِ حروف پر تلو تو ابرہا کرتا ترک پہونچایا اور سکوات کہتے ہیں اور مرکب و سکا سطح ٹھہرایا
 قرشت شخوذ ضطغ تفصیل اور کی قواف کے تورتے کے دو توشین
 کے تین توستے کے چار توستے کے پانچ توستے کے چھ توستے کے سات توستے
 کے آٹھ توستے کے نو توستے کے دس توستے کے سب توستے حروف ہوتے اور فقرہ کو الف کے
 حساب میں رکھا بعد دریافت ہونے اس قاعدے کے سمجھنا تاریخ کا سہل ہو گیا مثلاً اگر کوئی لڑکا
 بارہ سو چار فصلی خواہ ہجری میں پیدا ہوا تو اسکی تاریخ چار غبے اور اہل سلام کا لڑکا چارہ سو
 پچیس میں پیدا ہوا تو اسکا نام تاریخی منظر علی بہت خوب ہے اور اسی طرح اگر بارہ سو انیس میں
 مرگیا تو دن و جگر اسکی فوت کی تاریخ بہت زیبا ہے اسکو مادہ تاریخ کا کہتے ہیں اور مصرع اور
 فقرہ اور شعر کی مثالوں کو اسی پر قیاس کر لینا چاہیے اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ مادہ تاریخ کا حساب
 ہاتھ آگیا مگر او میں ایک دو خواہ میں چار عدد کم ہوتے ہیں تو اسکی کسی اور نقطہ سے کئی حرف
 اویسی عدد کا جو کم ہوتا ہے تلاش کر کے ملاتے ہیں اور اس کے ملانے کے واسطے خوبصورتی
 کے ساتھ اشارہ بھی کر دینا واجب و ضرور ہے جیسا تاریخ کے مقام میں ایک عدد کے واسطے
 سرآہ اور چار کے لیے سرور و اور خوشی کے مقام میں ہ د کے واسطے سہ شہادت وغیرہ اور اسکا
 نام تعمیر رکھا ہے اور کبھی کچھ بڑھتے ہیں تو اسی طرح اشارہ کر کے خارج کرتے ہیں اور اسکا نام تخریب
 رکھا ہے مثلاً کسی مادہ میں چھ عدد بڑھے تو اس کے تخریب کا اشارہ بے بد اور مثل اس کے تعمیر ہے
 اور لطف تاریخ کا یہی ہے کہ مادہ تاریخ بے تعمیر اور بے تخریب ہو مگر بصورت جیسا کہ بیان کیا اور تعمیر
 احادیث کا البتہ جائز رکھا ہے عشرات کا عیب سے خالی نہیں سیکڑوں کا زیادہ تر معمول ہے
 اور تخریب کا مرتبہ اگر خوبی کے ساتھ عشرات تک پہنچے تو مضائقہ نہیں شاعرون نے طرح طرح کی
 صفیتیں اور خوبیاں تاریخ میں ادا کی ہیں کہ بیان اور حکما اس مختصر میں اد نہیں ہو سکتا
 قائدہ جاننا چاہیے کہ قافیہ کا بیان بہت طول و درطیل ہے لیکن یہاں آہی قدر سمجھ لینا
 چاہیے کہ قافیہ حرف اخیر کو کہتے ہیں اور اویسی کا نام رومی ہے اور وہ اخیر ایسا ہوتا ہے کہ اس کے

پہلے کا حرف ایک ہی واقع ہو جیسے کار اور بار اور شور اور مور اور دیر اور شیر اور تہہ اور سند اور قل
 اور نقل اور مثل اور سکہ یا او سکے پہلے حرف کی حرکت موافق ہو جیسے در اور بر اور زر اور سر اور کم
 اور تم اور قل اور گل اور مثل اسکے یا او سکے بعد کے حرف ان سب باتوں میں موافق ہوں جیسے
 ہستی اور ہستی اور چانی اور چشمانی اور توانائی اور توانائی اور مثل اسکے اور قواعد کی کتابوں میں
 ان سب کلمے پچھلے حروف اور حرکات کا نام علمہ و علمہ مقرر ہے بیان بیان اور سکا طول کلام
 سے خالی نہیں ہے اور ردیف ایک لفظ ہے کہ قافیہ کے بعد کمرائے مثال و سکی بیت
 ہر رنگ میں شراب ہے تیرے طور کا پد موسیٰ بنین کہ سیر کردن کوہ طور کا پد نور اور طور میں اسے قافیہ
 اور کا دونوں مصرع میں ردیف ہے حال کے شعاع غزل بے ردیف کی کتر کہتے ہیں اور قصیدہ اکثر
 بے ردیف کے ہوتا ہے بعضے قصیدے ردیف کے ساتھ بھی ہوتے ہیں قافیہ جو شعاع و صر
 اپنی غزلوں کو ایک جگہ جمع کر کے لکھے اور سکودیاں کہتے ہیں اور قصیدوں کو جمع کر کے نوا سکود
 قصائد کہتے ہیں لیکن دیوان میں جو غزلیں جمع کی جاتی ہیں سب ردیف و اجزائے شبنی کی ترکیب
 پر ہوتی ہیں اور قصائد میں اس کی رعایت ضرور نہیں اور سب کلام ہوتا اور سکود کلیات کہتے ہیں اور
 جس کلام میں خداوند تعالیٰ کی بڑائی اور اس کی قدرت اور عزائی اور اسکے کمال و جلال کا بیان
 ہوا اور سکود حمد اور ثناء اور تحمید اور تحسین اسکے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف ہوں اور سکود
 اور حسین ان کے اصحاب اور اہلبیت کی تعریف ہو اور سکود مناقب و زینت اور بادشاہ اور امرا و خواجہ اور
 لوگوں کی خوبیاں اور بھائی میں جو لکھا جائے اور سکود اور بڑائی کا بیان ہوتا اور سکود مجاز و مہمت کہتے ہیں

دوسری فصل شرکے بیان میں

جاننا چاہیے کہ شرک تین قسم میں ہے شرک جزا و شرک عاری شرک جزا اس شرک کہتے ہیں کہ سکا
 ہر فرقہ و مہودن یہی شرک کے کسی وزن پر پایا جاوے اور منافق نہ ہو اور یہ قسم بہت کم پائی جاتی ہے
 مثال و سکی اپنے ہاتھوں سے دے قتل کرے میں نے خون اپنا کر دیا ہے معاف ہو

آئیے بیٹھے کر مکتبے میرے صاحب یہ ایک گھر ہے جو مستحجج اس کے خلاف ہے یعنی اوسمین فقرات
 قافیہ دار ہوں اور موزون ہوں اور فقرہ گہنی تو رنگین ہوتا ہے اور کبھی صاف صاف فقرہ رنگین
 کی مثال سبزے پر بنیم کے قطرے اس طرح نمودار جیسے زرد کی تختی پر ہیرے کے ٹکڑے جڑے ہوں اور
 ہر شاخ پر بیٹے چنبیلی کی کلیوں سے وہ بہا جیسے سبز سبزی کے گلے میں پھولوں کے ہار پڑے ہوں
 فقرہ صاف کی مثال گل میں آپکے گہراؤ کا اور کھانا دہن کھاؤ کا حضرت جو فرمایا لینگے
 ہم اور سکو بجا لاینگے عاری اداں و دون بات سے عاری ہے یعنی نہ اوسمین وزن ہوا و نہ قافیہ
 اور اسکو روزمرہ بھی کہتے ہیں مثال اوسکی رفعت مشفق مہربان آج بندہ منشی صاحب کی
 خدمت میں حاضر ہوا تھا ویر تکاپ ہی کا ذکر خیر تھا اور ایک قصیدہ آپکا جو حسن اور عشق کے مواضع
 میں ہے پڑھتے تھے اور ہر شعر پر وہ جبر کے فرماتے تھے کہ یہ قصیدہ بے نظیر ہے اور یہ تعریف منشی صاحب
 کی سب سے محبت کی راہ سے نہیں انصاف بھی یہی ہے کہ حضرت نے اوسمین سحر کیا ہے بندہ کو نے
 اوس قصیدے کو منشی صاحب سے طلب کیا تو فرمایا کہ میں اوسکو بہت عزیز رکھتا ہوں ایک ساعت
 بھی اپنے پاس سے جدا نہیں کر سکتا اس واسطے عرض کرتا ہوں کہ حضرت اور عنایت فرمائیں فرمیں
 اوسکی نقل کر کے پھر خدمت میں بھیج دوں گا زیادہ نیاز

دوسرا باب خط و کتابت کے دستور میں اور میں تین فضلیں میں

پہلی فصل اردو کے بیان میں جتنا چاہیے کہ اردو فارسی لفظ ہے لشکر کو کہتے ہیں یہاں لشکر
 سے صاف لشکر شاہجہان بادشاہ جم سے مراد ہے اور اصل اوسکی دار الخلافہ شاہجہان آباد ہے
 کہ وہاں دربار سلطنت اور لشکر بادشاہی عرب و ایران اور توران اور ترکستان اور ہند کے لوگ
 سب جمع رہتے تھے اور آپس میں جو گفتگو کرتے تھے تو عربی اور فارسی اور ترکی اور سنسکرت سب ملکر زبان
 پیدا ہوئی اور اوسکو ریختہ بھی کہتے ہیں غرض اس زبان میں عربی اور فارسی اور ہندی اس طرح
 مل گئی کہ اگر کوئی چاہے لفظ عربی خواہ فارسی کا اس میں شمول ہو اور خواص ہندی کے الفاظ میں لکھ کر

تو ہونا دشوار ہو جاسے بلکہ اکثر الفاظ ایسے خاص و عام کی زبان پر جاری ہن کہ ہندی میں ان کا ترجمہ بھی نہیں ہو سکتا بلکہ لوگ اس زبان میں شعر کہنے لگے یہاں تک کہ غزل اور قصیدہ اور مثنوی اور ہر قسم کے شعر جو فارسی میں تھے ان زبان میں کیے گئے اور ہوتے ہوئے شہرچی عبارت رنگین وغیرہ گین شروع ہو گئی اور بہت فارسی و عربی کی کتابوں کا ترجمہ اردو میں ہو گیا اور داستان اور کہانیاں عجیب لکھی گئیں اور لکھی جاتی ہن اور خط و کتابت کا دستور اردو اب تک باری نہیں ہوا پھر اب اگر کوئی زبان اردو میں اسکا رواج دیا چاہے تو جس طرح نظم اور شعر فارسی کے طور پر جاری ہوئی اسی طرح خط و کتابت کا بھی فارسی کے طور پر جاری ہونا ضرور ہو گا اور فارسی میں جو خط لکھنے کے قاعدے مقرر ہن ناچار اردو میں بھی اسی کا تابع ہونا پڑیگا یہاں سے معلوم ہوا کہ جس طرح فارسی میں پڑے اور چھوٹے اور بڑے کو خط لکھتے ہن اسی طرح اردو میں بھی خواہ خواہ لکھنا ہو گا اب سوچنے کی بات ہے کہ فارسی میں جو الفاظ بڑے چھوٹے کو یا ہمسرے کے واسطے مقرر ہن کہ اسکو آفتاب کہتے ہن اور اسکے بعد جو الفاظ لکھے جاتے ہن اسکو آداب کہتے ہن پہلے تو یہی نہیں ہو سکتا کہ فارسی میں جو ان الفاظ کا نام آداب و آفتاب رکھا ہے اردو میں اسکا ترجمہ ہو کر کوئی دوسرا نام ٹھہرایا جاوے مثلاً اگر کسی پرچے کا آفتاب و آداب کو اردو میں کیا کہتے ہن تو ظاہر ہے کہ اسکا جواب کچھ نہیں ہو سکتا پھر ان الفاظ کا ترجمہ تو اردو میں ادبی زیادہ مشکل ہے بلکہ ہوی نہیں سکتا جیسے قبلہ اور کعبہ کہ فارسی میں بڑے کا آفتاب و مشرق مہربان ہمسر اور بر خور دار عزیز جان چھوٹے کے واسطے مقرر ہے ترجمہ اسکا ہندی میں کوئی کیا کر گیا اور آداب بندگی اور سلام اور استیاق و ملاقات اور دعائے عمر و حیات کی جگہ کیا لکھیگا اگر کوئی تکلیف کر کے بعضے لفظ کا ترجمہ کچھ لکھے بھی تو وہ بڑا ڈھکوسلا ہے اور کانوں کو اوس کے آشنائی نہیں ہوتی مثلاً نور چشم سعادتمند بلند اقبال طالع عمرہ کا ترجمہ یوں لکھے آکھ کی ریشمی نیکبختی کے بھرے اونچے نصیب اے بڑے زندگی اوسکی آیا ترجمہ اگر کسی فقرے کا ممکن بھی ہو تو محض بوجہ او محل ہو گا اور اسی طرح اور بھی بسے الفاظ عربی اور فارسی کے ایسے ہن کہ اوسکی جگہ اردو کا کوئی دوسرا لفظ نہیں ہو سکتا جیسے خط کو خط ہی لکھیں گے اور پڑے کے پاس سے جو خط آوے تو اسکو

عنایت نامہ کہتے ہیں اور بادشاہ کے حضور سے اسے تو فرمان اور امیر اور وزیر کے نوشتے کو شرف اور پروانہ بولتے ہیں اور چھوٹا جو خط لکھے تو عرفیہ اور عرفی اور لکھنے والا خط کا کہ اسکو کا کہتے ہیں اپنے تئیں کہ میں اور فدوی اور فقیر اور خادم اور نیاز مند اور مخلص اور مکتوب الیہ یعنی جسکے نام خط ہو اسکو جناب اور حضور وغیرہ لکھتے ہیں پس ظاہر ہے کہ عنایت نامہ اور پروانہ اور فرمان اور وقفہ اور عرفیہ اور عرفی اور فدوی اور کترین اور جناب اور حضور کا ترجمہ اردو میں کسی طرح ممکن نہیں ہے اسکے سوا جب تقریر بڑائی میں جناب اور حضور اور پیر و مرشد اور خداوند اور فدوی اور کترین بولتے ہیں تو تحریر اسکا ترجمہ کیونکر ہو سکے گا بیان یہ بیان دو فوائد سے کے واسطے کیا گیا ایک تو یہ کہ مبتدی اس بات کو سمجھے کہ اس طرح کے الفاظ ہند کے نہیں ہیں دوسرے یہ کہ اس انشاس میں جو فقرات لکھے جائینگے ان میں ناچار ایسے ہی الفاظ عربی اور فارسی کے لکھنے پڑینگے تو کسی کو جاسے اعتراض باقی رہے اب ہم خط و کتابت کے دستور بیان سے لکھے دیئے ہیں کہ اردو اور فارسی دونوں کے لیے کام آوین

دوسری فصل

خط لکھنے کی تعلیم میں کتاب میں خط لکھنے والے کو چاہیے کہ پہلے مکتوب الیہ یعنی جسکے نام خط لکھتا ہے اسکا مرتبہ سوچ لے کہ وہ بڑا ہے یا چھوٹا یا برابر ہے اور یہ بڑائی یا چھوٹائی اور برابری کچھ حوالے سے موقوف نہیں ہے بلکہ بڑائی اور چھوٹائی کبھی مال پر اور کبھی کمال پر خیال کی جاتی ہے اور کبھی سن اور سال پر مثلاً کوئی غریب و غلس اگرچہ عمیق بڑا ہو اور امیر و دولت مند چھوٹا تو امیر کا مرتبہ بڑا ہے اور فاضل عمر میں چھوٹا اور جاہل بڑا ہو تو جاہل کا مرتبہ چھوٹا ہے اور یہ نہیں ہو سکتا ہے کہ کوئی فاضل یا درزی شربس کا اور امیر شربس کا ہو خاں سامان اور درزی اور اس امیر کو لڑکا سمجھ کے بخود اور امیر اسکو بوڑھا جان کے قبلہ و کعبہ لکھے یا مرید عمر میں بڑا اور پیر کم سن ہو تو مرید پیر کو عزیز جان اور پیر مرید کو قبلہ کعبہ لکھے پس میری دانست میں بڑائی اور چھوٹائی سن اور مال کے سوا صرف قرابت میں دیکھنے کے قابل ہے وغیرہ میں بیان سے معلوم ہوا کہ فضل اور کمال کا

آستانہ بنار خیرال

خیال کرنا اعتبار میں اور سن سال کا دیکھنا اپنے یگانوں میں ضرور چاہیے مگر کسی شمش یا
شاعر یا حکیم کو خط لکھنا ہو اور وہ عالم کی راہ سے رتبے میں بڑا یا برابر ہو تو وہ کو عمر میں چھوٹا ہو تو قاب
موافق اور کئے رتبے کے لکھنا مناسب یہی حال ہے مفتی اور استاد اور سپر اور عالم اور قاضی کا
اور اگر چھوٹا بھائی اور بیٹا اور بھانجا اور بھتیجا رتبے میں بڑا ہو مثل باپ جابل اور بیٹا مثل اور
بڑا بھائی فقیر یا پیا دون میں نوکر اور چھوٹا بھائی امیر خواہ تحصیلدار ہو تو وہ ان رتبے کا لحاظ کیا جائیگا
اور بڑائی اور چھوٹائی سن و سال کی دلچسپی یا دیگی یعنی باپ بیٹے کو فاضل ہو یا جابل حال میں
برخوردار اور بڑا بھائی چھوٹے بھائی کو غرض از جان ہی لکھیگا جب یہ دریافت ہو تو سمجھنا چاہیے
ارکان خط کے کہیں ہیں یعنی استادوں نے خط میں کہیں باتوں کا ہونا ضرور مقرر کیا ہے
مقدمہ القاب - اور القاب - اور آدب - اور رعیت - اور اشتیاقیہ - اور ملاقاتیہ -
اور صفت ملاقاتیہ - اور اظہار یہ - اور خطوں کے نام - اور خطوں کی رسید - اور اور کہیہ - اور
کاتب کے نام - اور مکتوب الیہ کے نام - اور دوسرے شخص کی صفت - اور چیز کا بھیجنا - اور
چیز کا مانگنا - اور اپنا آنا - اور مکتوب الیہ کا آنا یا جانا - اور مطلب - اور خاتمہ - اور لفافہ مضبوط
نزدیک خط کے ارکان میں داخل نہیں ہے اگر ہو تو باتیں جو تے میں مقدمہ القاب
برابر والے خواہ پڑے کو القاب کے پہلے اسکی صفت کو صاحب کے ساتھ ملا کر جو الفاظ
لکھے جاتے ہیں اسکو مقدمہ القاب کہتے ہیں اور اس صفت کی ظاہر یا مخفی قسمیں ہیں
پہلی قسم قربت ہے جیسے برادر صاحب اور چچا صاحب اور خالو صاحب اور مونس صاحب
اور والدہ صاحبہ اور خالہ صاحبہ اور عمشیرہ صاحبہ لیکن باپ کے لیے مقدمہ القاب استاد کی
تخریر میں نظر نہیں آیا بعضے قبلہ کا یہ صاحب لکھتے ہیں مگر فیصیح نہیں ہے دوسری قسم
خطاب ہے جیسے تو اب صاحب در راجہ صاحب در خان صاحب در رانی صاحبہ اور حکیم صاحبہ
تیسری قسم صفاتی ہے جیسے مولوی صاحب و مٹنی صاحب در خان صاحب در حکیم صاحب اور
نہدت صاحب اور خوند صاحب اور آتو صاحبہ جو کھتی قسم عمدہ ہے جیسے قاضی صاحب اور

مختفی صاحب دیکھتی صاحبہ اور داروغہ صاحبہ اور دیوان صاحبہ و چودہ صاحبہ
 اور چودہ مرآت صاحبہ یا پانچویں قسم ذاتی ہے جیسے شیخ صاحبہ اور سر صاحبہ و سر صاحبہ
 اور قاضی صاحبہ اور لالہ صاحبہ و ربائی صاحبہ نقد مختفی نے یہ ہے کہ چھوٹے اور بڑے کے واسطے
 مقدمہ القاب نہیں ہوتا کس واسطے کہ اس لقب کے ساتھ لفظ صاحب کا ملایا نہیں جاتا
 یعنی صاحبہ صاحبہ صاحبہ و ربائی صاحبہ و چہرہ صاحبہ صاحبہ لکھنے کا دستور
 نہیں ہے لیکن برادر کا لفظ چھوٹے بھائی اور فرزند کا لفظ بیٹے کے القاب میں قبل از چہرہ
 و از بندہ وغیرہ الفاظ کے سوا اون کے اور کسی کو بھی اسی طرح لکھتے تو اگرچہ وہ مقدمہ القاب ٹھیکہ
 مگر صاحب کا لفظ اوسکے ساتھ نہ لکھا جائیگا اور واضح ہو کہ مقدمہ القاب کے پہلے بھی بعض
 ایک دو لفظ پڑھایا کرتے ہیں جیسے جناب منشی صاحبہ و حضرت مولانا صاحبہ یہ لفظ
 مقدمہ القاب میں بھی داخل ہے القاب پہلے جانا چاہیے کہ فارسی میں مراتب کتابیہ
 کے بہت ہیں لیکن اس مقام میں بیان کرنا صرف اوتھیں مراتب کا جو اردو میں ضرور ہیں
 مناسب سمجھا جاتا ہے سو یہ مراتب قابل یاد رکھنے کے ہیں یعنی ہمسرا کا درجہ تین قسم سے خالی
 نہیں ہے یا ہمسر مطلق ہے کہ سب طرح اپنے برابر ہو تو القاب و سکا فارسی میں مرد کے واسطے
 مولوی صاحب مشفق مہربان کر مفرمای مخلصان اور عورت کے لیے خانم صاحبہ شفیقہ محترمہ یا
 ایسا ہمسر ہے کہ رتبے میں کچھ بڑا ہے تو مرد کے واسطے راجہ صاحبہ عالی شان قدر دان یا زمیندار
 یا تو البصاحبہ الامراتب عالی مناصب یا خان صاحبہ معدن فیض و احسان مخزن جود و
 اتقان اور عورت کے واسطے رانی صاحبہ یا بانی صاحبہ شفیقہ محترمہ اور اگر رتبے میں کچھ
 کم ہے تو مرد کو صاحب مہربان دوستان اور عورت کو چودہ مرآت صاحبہ عصمت مآب لکھیں گے
 اور یہی حال ہے بڑے کا مثلاً اگر رتبے میں کچھ بڑا ہے تو مرد کو برادر صاحب قبلہ و عصبہ
 امید گاہ فردیان اور عورت کو ہمشیرہ صاحبہ مکرمہ کثر بنان اور جو اس سے بھی زیادہ جیسے
 باپ و پریر تو اوسکو قبلہ کو بنیں و کعبہ دارین اور پریر و مرشد بہ حق خداوند نعمت مطلق اور ان

پیرانی کو والدہ صاحبہ کو مکتوبہ لکھ کر اور اگر بہت بڑا ہے جیسے بادشاہ تو قلمیہ عالم و عالیان اور
 بادشاہ سلیم کو جناب عالیہ خاتون خدیجات زمانہ اور شہل کے لکھنا چاہیے علی بن النقیاس جو مالک
 کچھ چھوٹا ہے تو براہ غریب از جان اور پر خور و نور الا بصار اور بہن اور بی کو تمبشیرہ عزیزہ اور نور علی
 قرۃ العینی اور اگر اس سے بھی کم فریق اور ملازم ہے تو مرد کو آغوش دستان عزیز القدر شرافت نامہ
 صداقت و سنگاہ اور عورت کو عصمت پناہ و عفت و سنگاہ اور جو بہت چھوٹا ہے تو مرد کو تمبشیرہ
 فدوی خاص اور عورت کو قدویہ خاص اور شہل کے لکھیں گے اردو خط میں ہی الفاظ عربی اور
 فارسی کے جو فارسی کے خط میں لکھے جاتے ہیں لکھے جائیں گے اکبری شخص کم تر ہے کا صرف نام ہی
 لکھ کر مطلب شروع کر دیتے ہیں اور ایسی تحریر صداقت ہوتی ہے جب مراد اپنے ملازم کو خط خاص
 سے شفق لکھتے ہیں اور عیمہ اور نقیون کو کہتے ہیں جو بعد القاب کے جملہ عربی کا دماغ کے طور پر
 لکھا جاتا ہے اسکو دعائیہ بھی کہتے ہیں جیسے ہر سر کے واسطے زاد لطفہ و دام عنایتہ اور ملکہ اللہ تعالیٰ
 ترجمہ اسکا اگر اردو میں چاہے تو تکلف کے ساتھ البتہ ہو سکتا ہے جیسے زیادہ جو عربی اور ہندیہ سے
 عنایت اور ملی اور شہل کے برے کے واسطے دام برکاتہ اور تکرلہ العالی اور خلد اللہ لکھ کر ترجمہ اسکا
 بھی ہو سکتا ہے جس طرح مذکور ہو چکا اور چھوٹوں کے لیے حال غرہ اور شہل کے اور عورتوں کے
 واسطے انھیں الفاظ میں تمیز انیش کی ہوتی ہے جیسے مدظلہ اور حال عرا وغیرہ اور اسکا
 کے واسطے بقایت باشند و مورد مراحم بودہ باشند اور بعضے لوگ عربی کی جگہ فارسی لکھتے ہیں جیسے
 سایہ عالی بر سر فردیان مبسوط باد اور درہ افرا سے مراتب محبت باشند اور در خط ایسی باشند لیکن
 اردو میں سوائے دعائیہ عربی کے گنجائش ان الفاظ کی ہرگز نہیں واضح ہو کہ مقدمہ القاب
 اور القاب اور ادعیمہ جب سب ملایا جاتا ہے تب اس سب کو القاب کہتے ہیں جیسے جناب فیضی
 مخدوم نیاز مند ان صمیم و قدیم زاد لطفہ و آداب اس فقرے کا نام ہے جو بعد القاب کے
 لکھا جاتا ہے اور جس طرح مقدمہ القاب و ادعیمہ سب ملکر ایک القاب کہلاتا ہے اسی طرح محبت
 اور اشتیاقیہ اور ملاقاتیہ اور صفت ملاقاتیہ اور ظہاریہ سب کو ملاکر آداب کہتے ہیں چنانچہ حال

اسکا ہر ایک کے بیان سے دریافت ہوگا تخت ہمسر کو جو سلام اور نیاز اور بڑے کو
 بندگی اور کورنش اور شہادت اور چھوٹے کو معافی درازی عمر اور شل اسکے جو کچھ لکھتے ہیں اسکو
 تخت کہتے ہیں اشتیاقیہ ہمسر کو شوق اور اشتیاق اور بڑے کو تمنا اور آرزو اور چھوٹے
 کو خواہش جو لکھتے ہیں صفت بنین الفاظ اور کلمات کو تشبیہ کی اصطلاح میں اشتیاقیہ کہتے ہیں
 مٹا تہامیہ بعد لفظ اشتیاقیہ کے ہمسر کے واسطے ملاقات اور مواصلت اور وصال اور
 معاہدہ جہانی اور بڑے کے لیے ملازمت اور قصوری خدمت اور قدیموسی اور چھوٹے کو دیدار
 اور دیدہ بوی وغیرہ جو الفاظ لکھتے ہیں اسکو ملاقاتیہ کہتے ہیں صفت ملاقاتیہ
 اوس ملاقات کی صفت میں جو فقرہ لکھا جاتا ہے اسکو صفت ملاقاتیہ کہتے ہیں جیسے فارسی
 میں ملاقات بہت آیات اور ملازمت کی مبالغہ صفت اور قدیموسی والا اور دیدار فرحت آثار
 اور شل اسکے اور بعض بعد ان الفاظ کے کلمات مبالغہ بھی زیادہ کرتے ہیں بعد کان بیانیہ کے
 جیسے حد سے و نہایتی ندارد و تشریح و بیان درنی آید اور شل اسکے یہ کلمات بھی اسی صفت میں
 داخل ہیں مگر اردو میں ترجمہ صفت انھیں کلمات میاں لکھ کا البتہ ہو سکتا ہے اور صفت کے الفاظ
 بہ دستور فارسی کے رہیں گے اسکا ترجمہ غیر ممکن ہے اظہار یہ بعد ان الفاظ کے جو مطلب لکھنے
 کی خبر دیتے ہیں اسکو اظہار کہتے ہیں جیسے فارسی میں ہمسر کو مشہور خاطر محبت آثار باد یا میگذا
 اور بڑے کو معروض میدارد اور عرض عالی میرساند اور چھوٹے کو مخاطبہ نمائند اور نگارش می رود
 لکھا جاتا ہے مگر اردو میں ان الفاظ کا بعینہ ترجمہ نہیں ہو سکتا ہے وہاں یوں لکھیں گے ہمسر کو
 مطلب لکھتا ہوں اور بڑے کو عرض کرتا ہوں اور چھوٹے کو واضح ہوا اور شل اسکے پہلے یہ معلوم ہوا
 تو اب جاننا چاہیے کہ محبت سے لیکر اظہار تک سب ملکر آداب ہوتا ہے مثال اسکی بعد سلام نیاز و
 اشتیاق ملاقات بہت آیات کہ حد سے و نہایتی ندارد و مشہود عالی خاطر محبت آثار باد و ترجمہ اسکا
 بعد سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات کو جسکی حد اور نہایت نہیں ہے مطلب لکھتا ہوں اور بعد
 اسے کورنش اور بندگی کے عرض کرتا ہے اور بعد عاکے واضح ہو ترجمہ لکھنے واسلے کی تمین سر

موقوف ہے اگر دریافت ہو کہ ترجمہ اردو زبان میں فصیح ہو سکتا ہے تو مکلفانہ نہیں نہیں منظور
 نہیں ہے کہ خط اور مکتوب کو چھٹی یا پانچویں اور مجدد اور قدیموس کو یک لکھنی اور پالاگن لکھنے لگے اور
 واضح ہو کہ اونے کو فرد ہو خواہ عورت آداب نہیں لکھا جاتا اور عورت کو اسی طرح اشتیاقیہ اور
 مکتافاتیہ نہیں لکھنا چاہیے مگر درجہ اعلیٰ کے واسطے قدیموس تک جائز ہے خطوں کے نام
 خط اگر دوسرے آیا اور ہمسرا کا خط ہے تو الفاظ نامہ اور نامہ نامی اور محبت نامہ اور بڑے کا
 خط ہے تو نوادہ نامہ اور سرفراز نامہ اور فرمان واجب لا ذعان اور مشور کرامت مشور اور
 چھوٹے کا خط ہے تو اسکو مکتوب مرغوب خط مسرت خط اور عرضی مرسلہ اور خط جوادہ سے
 بھیجا ہے اگر ہمسرا کو بھیجا ہے تو اس کے مقابلے میں اپنے خط کو قریہ اور فریاد نیاز اور اشتیاق نامہ
 اور بڑے کے مقابلے میں عریضہ اور عرضی اور عرضداشت اور چھوٹے کے مقابلے میں خط کو
 خط لکھیں گے لیکن بہت اونے کے مقابلے میں اپنی تحریر کو ششہ اور پردانہ لکھنا چاہیے
 اور ترجمہ ان سب الفاظ کا اردو زبان میں کچھ نہیں ہو سکتا چنانچہ حال دسکا اون الفاظ
 سے ظاہر ہے خط کی رسید اگر خط ہمسرا کو بھیجا ہے تو فارسی میں یون لکھیں گے
 وصول فرحت نمود اور وصول الطاف شمول فرمود رنگ وصول بخت اور شل اسکے
 وصول اور بڑے کے واسطے ورد فرمود شرف صدہ و بخشید تردل اجلال فرمود اور چھوٹے کے
 واسطے رسید و مسرور گردانید بلا خط گذشت اور شل اسکے اور بڑے لوگ گلیات مغزیہ اور سرور
 بھی ان الفاظ کے ساتھ ملانے میں یعنی یون لکھتے ہیں کہ وصول نمودہ جمیت ظاہر یون
 اقرود وصول نمودہ مسرور گردانید فرمود وصول افکندہ باعث مغفرت گردید و فرود فرق
 عزت واقفا ریف فرق فرقان رسانید اردو میں فقرات کے عوض ہمسرا کو یون لکھا جائیگا
 الطاف نامہ یا نامہ نامی یا محبت نامہ کے پہونچنے سے نہایت مسرور حاصل ہوا اور بڑے کو
 عنایت نامہ یا سرفراز نامہ یا فرمان عالی کے پہونچنے سے سرفرازی حاصل ہوئی اور چھوٹے کو
 خط ظہار پہونچا ہو نہایت خوشی ہوئی اور اونے کو عرضی تھا یہی مکتافاتیہ سے گذری

فائدہ اب اس مقام پر اتنی بات قابل لحاظ کرنے کے ہے کہ مکتوب الیہ کے ہوتے مرتبے اور
 ہر مرتبے کے تین درجے اور پر بیان کیے گئے نہاد اسکا اردو کی تحریر میں اس مقام تک
 ہوا اب آگے جو مقامات آتے ہیں ادن میں ممکن نہیں ہے اور کہیں کچھ ہوا بھی تکلف سے
 خالی نہوگا اسی نظر سے فارسی شاہن میں بھی وہ رعایت متوفرت کر کے صرف ایک ایک مثال
 لکھی جاتی ہے جس طرح فارسی میں اپنے خط کے پہونچنے کو ہسر کے مقابلے میں بلا خط لکھ دیا
 موصول گرویدہ باشد اور بڑے کے مقابلے میں بلا خط اقدس در آمدہ باشد اور نظر فیض مظهر
 بازیا بان حضور لامع النور در گذشتہ باشد اور چھوٹے کو بظاہر در آمدہ باشد یا رسیدہ باشد اور
 مثل و سکے لکھتے ہیں اردو میں ہسر کو بلا خط ہوا ہوگا اور بڑے کو نظر سے گذرا ہوگا اور
 چھوٹے کو پہونچا ہوگا لکھیں گے اور اکیہ خط کے مطلب سمجھنے کی عبارت جو لکھتے ہیں اسکو
 اور اکیہ کہتے ہیں مثلاً فارسی میں ہسر کو یون لکھتے ہیں معنون عطوفت معنون پیرایہ انصاح
 یافت اور بڑے کو ارشاد فیض بنیاد مطلع فرمود اور چھوٹے کو بر حقیقت مندرجہ آگاہی دست داد
 یا دعای معروضہ معلوم شد اور اردو میں یہ مطلب یون لکھا جائیگا حقیقت مندرجہ کو بخوبی
 سمجھا ارشاد فیض بنیاد سے قرار واقعی آگاہ ہوا یا آگاہی حاصل ہوئی اور حال دریافت
 ہوا یا حقیقت معروضہ واضح ہوئی کاتب کے نام خط لکھنے والا اگر ہسر ہے تو اپنے تین
 ہسر کے مقابلے میں فارسی میں آین دوست آین مخلص آین نیاز مند اور بڑے کے مقابلے
 میں قدوی آین غلام آین خادم آین کترین آین نمک پرودہ اور چھوٹے کے مقابلے میں
 آین جانب و ما و آین و ما بدولت لکھیں گے اور اردو میں ہسر ہو تو آپ اور بڑا ہو تو جناب اور
 حضور اور چھوٹا ہو تو تم لکھنا چاہیے مکتوب الیہ کے نام فارسی میں ہسر کو آن کو فدا آن
 مشفق آن ممدوم آن کرم آن شفیق آن مریدان اور بڑے کو آن قبلہ آن حضرت آن جناب
 آن خداوند نعمت اور حضور ملازمان عالی اور بندگان معذور اور چھوٹے کو آن عزیز
 آن برادر آن بر خور دار آن جان عمر آن سعادت پایہ آن سعادت سرمایہ آن نسبت جسگر

اکی نو رویدہ آن مہر الخدمت اُن فردی خاص اور اردو دین اپنے تین مہر کے مقابلے میں
فردی اور گترین اور غلام اور چوٹے کے مقابلے میں اپنے تین مہر لکھیں گے دوسرے
شخص کی صفت اگر خط میں کسی دوسرے شخص کا ذکر آجائے تو موافق اس کے تہ کے
اوسکا اتھاب لکھا اوسکا نام لکھتے ہیں یعنی اگر مہر ہو تو یوں لکھتے ہیں میر صاحب شفیق سید
امیر علی صاحب کی ربانی معلوم ہوا اور پڑا ہو تو لکھنا چاہیے کہ جناب مولوی صاحب مولوی
محمد باقر علی صاحب کے فرمانے سے دریافت ہوا کہ جناب عالی متعالی قبلہ عالم کے حضور سے
ارشاد ہوا اور چوٹا ہو تو بزرگ و عزیز محمد علی اور پروردگار حسین احمد کے بیان سے واضح ہوا کہ گاہ کے
عزم کرنے سے دریافت ہوا اور اگر نام اوس شخص کا ذکر آوے تو یوں لکھنا مناسب ہے کہ
ہجئے میر صاحب موصون کو سجاد دیا اور مولوی صاحب ممدوح سے عزم کر دیا اور جناب عالی
قبلہ عالم کے حضور میں عزم کیا اور پروردگار پروردگار مرقوم سے کھدیا اور بعض لوگ کہہ کر
اور معزی الیہ اور منظم الیہ اور موسیٰ الیہ اور شہار الیہ اور نامبرہ لکھتے ہیں حیر کا بھیجنا
اگر کوئی چیز مہر کے پاس بھیجی ہے تو لکھنا چاہیے کہ آپ کے پاس بھیجی اور پڑے کو لکھتے کہ حضرت
عالی یا حضور الامین ارسال کی اور چوٹے کو لکھتے کہ تمہارے پاس یا تمکو بھیجی خیر کا لکھنا
اگر مہر سے طلب منظور ہے تو بھیج دیجیے یا لطف فرمائیے اور پڑے سے طلب کرے تو عنایت
کیجیے یا رحمت فرمائیے اور چوٹے سے مانگے تو روانہ کرو اور ارسال کرو اور بھیج دو لکھے
اپنے آنے کا حال مہر کے مقابلے میں بندہ حاضر ہوا تھا اور پڑے کے مقابلے
میں گترین مشرف خدمت ہو اکثرین ملازمت کو غلام قدوسی کو حاضر ہوا تھا اور چوٹے
کے مقابلے میں ہم تمہارے بیان گئے تھے یا میں تمہارے پاس گیا تھا یا حضور مابودت
رواق افروز ہوتے تھے مکتوب الیہ کے آنے یا جانے کا حال اگر مہر ہے تو اس کے
آنے کو آپ نے کرم فرمایا تھا اور تشریف لائے تھے اور قدم بچہ فرمایا تھا اور جانے کو
آپ جب سے تشریف لے گئے ہیں لکھنا چاہیے اور پڑے کو جناب یا حضور رونق افروز

ہوئے تھے یا جب سے لکھتے کو قشرین و زایا حضرت فرما ہوئے اور چھوٹے کو تم بیان آئے
یا حاضر ہوئے تھے اور جب سے بنارس کو سدھارے یا اگرے گئے ہر مطلب
خط پہنچا حال معلوم ہوا ہننے پہلے خط روانہ کیا ہے پہنچا ہوگا اوس سے حال بہار دینا
ہوا ہوگا جب سے تم اور حمر گئے ہو کچھ نہیں بھیجا ہے اب میرا شار علی پہنچتے ہیں اونکے
تا تھوچا پس ہزار روپے بھیجو تو ہمارا آنا ہوتا ہے نہیں تو تم آپ کو خاست بعد تمام ہونے
مطلب کے جس کو کھنے زیادہ کیا تبدیع دون زیادہ کیا تحلیف دی جائے زیادہ کیا اگر ارشس
کرے اور فارسی میں بعضے جو اوسکے بعد فقرہ دعائیہ اور بھی بڑھاتے ہیں جیسا آیام جمیست
وشادمانی مدام بکام و عمر و دولت روز افزون باد وغیرہ جو اردو میں چاہے تو یوں لکھتے خوشی
شادمانی ہمیشہ نصیب رہے اور عمر و دولت روز زیادہ ہوتی رہے اور مثل اسکے اور بڑے
کو زیادہ حد ادب زیادہ کیا عرض کرے واجب تھا عرض کیا سایہ آپ کا ہمارے سر ہمیشہ
رہے آفتاب دولت و اقبال کا تابان رہے اور چھوٹے کو زیادہ کیا لکھا جاوے تاکید اور تھوڑے
لکھنے کو بہت سمجھو اور موافق لکھنے کے عمل میں لاؤ واضح ہو کہ مطلب خط کا تشلاد و سقندر
ہے جو اوپر لکھا گیا اور یہ بھی فرض کر لیا جائے کہ لکھانے والا اوس کا کوئی جاہل
ہے اور وہ یہ نہیں جانتا کہ دستور خط لکھنے کا کیا ہے صرف اپنا مطلب بیان کر دیتا
ہے اس صورت میں لکھنے والے پر واجب ہے کہ کاتب اور کاتبانہ کے مرتبے
کو سمجھ لے اور اوس کو تیز چاہیے کہ یہ مطلب جسے کو کس طرح اور بڑے کو کس طرح
اور چھوٹے کو کیونکر لکھنا ہوگا اس صورت میں لکھنے والا اگر تھوڑی سی بھی سمجھ رکھتا
ہے تو قواعد مذکورہ سے یہ مقام بخوبی صاف اور واضح ہو گیا کچھ حاجت زیادہ
تعلیم کی باقی نہ رہی یعنی اگر مقدمہ آفتاب سے لیکر مطلب اور خاتمے تک جو باتیں ہر ایک
کے واسطے لکھی گئی ہیں ہر ایک بات پر نظر کر کے لکھے تو پانچ خط ادسی ایک مطلب کے
عبارت مختلف میں پیدا ہوتے ہیں

پہلا خط ہمسرے کے نام

مولو صاحب شفیق کرم و معظّم زاد لطفہ بعد سلام اور نیاز اور اشتیاق ملاقات مسرّات کے کہ بیان سے باہر ہے مطلب لکھنا ہوں کہ نامہ نامی کے پہونچنے سے دل کو نہایت خوشی حاصل ہوئی مضمون اور سکا بخوبی سمجھا گیا اسکے پہلے مخلص نے بھی نیاز نہایت کیا تھا ملاحظہ ہوا ہو گا اب میر صاحب شفیق میر نیاز علی صاحب حاضر ہوتے ہیں پانچ ہزار روپے میر صاحب موصوف کے ہاتھ لطف فرمائیے بعد بندہ حاضر ہو سکتا ہے نہیں تو آپ ہی تشریف لائیے زیادہ کیا تصدیقہ دون فقط

دوسرا خط بڑے کے نام جو قربت رکھتا ہو

برادر صاحب قبلہ و کتبہ دو جہان اسید گاہ منت فرمان مظلّم بعد آداب و تسلیمات اور تینای ملازمت کیا غاصبت کے کہ شرح او سکی تحریر میں نہیں آسکتی گزارش کرتا ہے کہ نواستہ عالی نے سرفراز فرمایا ارشاد فیض بنیاد سے آگاہی بخشی قبل ازیں کہ اس کترین نے عرضہ ارسال کیا ہے مشرف ہو ا ہو گا اب جناب میر صاحب قبلہ میر نیاز علی صاحب تشریف لے جاتے ہیں پانچ ہزار روپے میر صاحب مدد رح کے ہاتھ عنایت ہوں تو فدوی خدمت عالی میں مضیاب ہو نہیں تو جناب ہی تشریف فرما ہوں زیادہ کیا عرض کروں

تیسرا خط بڑے کے نام جو مرتبے میں بڑا ہو

جناب حضرت صاحب پیروم رشد برحق و تکیہ مطلق دام برکاتہ بعد ادا کرنے کو فرش اور بندگی اور آردہ وی قدم ہوسی کے کہ ظلم کو طاقت تحریر کی نہیں عرض کرتا ہے کہ عنایت نامہ الانے عتہ اور بروقتی اور ارشاد ہدایت بنیاد سے مطلع فرمایا عرضی غلام کی بھی نظر فیض اثر سے

گدہری ہوگی اب برادر صاحب مخدوم مکرم میرزا علی صاحب خدمت اقدس میں فیضیاب
ہوتے ہیں پانچ ہزار روپے میر صاحب عظم الین کے ہاتھ عنایت ہوں تو کترین دولت قدموسی
کی حاصل کرے نہیں تو بندگان عالی آپ رونق انہ روز ہوں زیادہ حد ادب

چوتھا خط چھوٹے کے نام جو قربت میں چھوٹا ہو

برخوردار نور چشم سعادت و اقبال نشان طالع شہرہ بعد دعای و درازی غم اور خواہش دیدار
فرحت آثار کے واضح ہو کہ خط مستر خط سوچا مطلب یافت ہوا پہلے پہلے بھی ایک خط وارت کیا
ہے مختار سلطانے میں آیا ہو گا ای نیراز جان نیز تار علی پہونچتے ہیں یا پختہ زر روپے اونکے ہاتھ
بمید و تو ہارا آنا ہوتا ہے نہیں تو تمہارا آنا ضرور ہے زیادہ اس سے چو لکھا جاوے او سکوت ہو ترا جانا نقط

پانچواں خط چھوٹے کے نام جو رتبے میں چھوٹا ہو

معتبر خدمت شرافت دستگاہ خوش اور محفوظ موعرضی سرسید پہونچی حال معلوم ہوا نوشتہ میانگیا
تکو سوچا ہو گا اب عزیز القدر تار علی روانہ کیے جاتے ہیں چاہیے کہ پانچزار روپے نثار الیہ کے ہاتھ بھیجے
تو ہم اوین یمن تو تم اپنے تین سوچا و زیادہ تاکہ جانو اور غریب خطو کا طرز بھی یاد کرنے کے قابل ہے
انہ زون تو اکثر یونین لکھتے ہیں کہ ہمسر اور چھوٹے کو ایک فرد کا غریب سے شکون دیکر پشانی پر لکھ چکا ہو
پشانی چھوڑ کر ایک طرف سے سیدھی سطرین اور کنار سے بٹیرھی سطرین لکھتے ہیں اس صورت پر

ہمسر اور چھوٹے کے نام کے خط کا نقشہ

میر صاحب مستحق فرمان کرم فرامے مخلصان جو عنایت
بعد سلام اور امتیاق ملاقات کو عنایہ کر کہ بندہ محرمی و یونین اپنے خجہ کو دے
و اگر یمن سوچا قبائلی کو بھیا جب اوئی ان تات کیا جاتا تھا مگلاں سب کے
شاہد کر بلاگو ہوں نہیں کیا دوسرے ہوں ذکی نہ شمین حاضر نہ نہایت تاک اور
اخلاق ملاقات فوالی اور اپنا آوی چکا کر اپنا پاس سے لے لکھا گیا اور فرمایا کہ تھری

اور بڑے کے خط کی صورت یا تو کتابی ہوتی ہے یعنی دو نوٹن طرف سے حاشیہ توڑ کے اور چٹائی یا زیادہ چھوڑ کے پہلے اقباب بیچ سطرین اور اسکے بعد سب سطرین سیدھی لکھتے ہیں اس طرح یہ

بڑے کے نام کے خط کا نقشہ

عمو یصاحب قبلہ و کعبہ دو جہان مثلاً العالی
بعد آداب اور تسلیات کے عرض کرتا ہے کہ آج نواب لکھنؤ گورنر بہادر دام آقباب کا لشکر
مقام کانپور میں داخل ہوا اور کل دوپہر کے بعد لکھنؤ کو کوچ کر گیا ندوی بھی لشکر کے ساتھ روانہ
ہو گا اس سے گزارش ہے کہ کوئی مکان قابل گزارے کہ میرے رہنے کا مقام علیحدہ اور تیار کر دینا اور
باورچیخانہ وغیرہ علیحدہ ہو اور باہر اوسکے گھوڑے اور بالکی اور اونٹ اور چکرے کی گنجائش ہو پہلے
سے کر ایسے رکھیے گا کہ وقت پہنچنے کے تلاش کی حاجت اور تکلیف نہ ہو زیادہ حد آداب فقط
عرضیہ کمترین فیاض علی

یا عرضی لکھی جاتی ہے یعنی سید حامد کینیچر اوسکے اوپر اقباب درختے سے سیدھی سطرین لکھتے ہیں

عرضی کا نقشہ

خداوند نعمت فیاض زمان دام تہالہ
عالیجاہ فدوی دوپہر سے آئیدہ اور پرورش حضور الامین جان ہے
اور اکثر ارشاد ہو اگر وقت خالی ہوئے کسی عہدے کے حکم مناسب یا جائیگا جو ان دنوں عہدہ
رو بکار نویسی کا بندگان عالی کی کچھری میں ہے اس صورت میں آئیدہ و افضل و مکرم کا ہون
پرورش فدوی کی اس محمد سے پر فرمائی جاوے تو عین خاوندی ہے۔ واجب تحاضری کیا
آفتاب دولت و اقبال کا ہمیشہ تابان رہے

عرضیہ کمترین فیاض علی

اور عدالت کے کاغذوں کے لکھنے کا طرزِ مجرا ہے کہ اسکا بیان اگر خدا فرمایا تو ہر سراسر بیان کیا جائیگا لیکن چند سوالات کا نقشہ نوٹ کے طور پر لکھ دیا جائیگا کہ مبتدی اس کے لکھنے کا طرز سے گاہ بہ گاہ متنبہ رہے

سوال کا نقشہ صاحبِ حج کے واسطے

غریب پرور سلامت۔ مجھ مدنی کا مقدمہ شیخ ابامحمّد بن مدنی علیہ کے نام پر بابت داخل پانے ایک منزل حویلی قیمتی دو سو تالیس روپے کے نصف شہر کی کچری میں دار ہے اگرچہ نصف صلیب کے اقصاء سے مجھے امید ہے کہ اپنے حق کو پہنچوں گا لیکن مدنی علیہ نصفی کا وکیل ہے اس سبب بھی اندیشہ اس بات کا ہے کہ کاغذات میں کسی طرح کی چالاکی کرے اس واسطے امید ہوں کہ مقدمہ میرا نصف شہر کی کچری سے طلب ہو کر خواہ حضور میں فیصلہ ہو یا صدر القضاہ کی کچری میں تجویز کے واسطے بھیج دیا جاوے فقط عرضی امین اللہ مدنی مسرور

سوال کا نقشہ صاحبِ کلکٹر کے واسطے

غریب پرور سلامت۔ موضع رمی پور پر گنہ منور مندری موروثی مجھ نمبر دار کی ہے اور آج کل کے قافلے اور تصرف ہوں انہوں مجھ سائل نے موضع مذکور کو سات سو پچیس روپے کے عومین ساہوکار کے ہاتھ بچا کر قبلا بیع نامہ لکھ دیا اس واسطے یہ سوال حضور میں گزارا کرتا ہوں کہ مجھ نمبر دار کا نام نہ دینا چاہیے جو خارج ہو کر مشتری کا نام داخل فرمایا جاوے فقط

سوال کا نقشہ صاحبِ مجسٹریٹ کے واسطے

غریب پرور سلامت۔ دادخواہ اپنی دیوار جو اس سات میں گزری تھی بلند کیا چاہتا ہوں لیکن شیخین چودھری زبردستی اونٹھانے نہیں دیتا اور ضرور دن کو باسیٹ کرتا ہے اور ہمارے فساد پر مستعد ہوتا ہے اور اس کے پہلے ۲۰ جون کو میرے سوال پر کوئٹوال شہر سے کیفیت طلب ہوئی تھی سو اب تک نہیں پہنچی جو

طرت ثانی کا کچھ سچ نہیں اوراد خواہ کو مکان کے بے قید ہوئیے بڑا خوف جو بیکار تہا اور بڑی سے
 بہت نچھٹ ہوا سوا سواستہ دار ہوں کہ کو نوال پر تانید فرمائی جاوی کہ دیوار تزارعہ کو اپنی تانید سے
 دیکھا طریقین کے مکان کا نقشہ مع کیفیت کے حضور میں جلد بھیج دین کہ فدوی اپنی حق کو پہنچے فقط
 عرضی بھوانی دین بقال معروضہ

واضح ہو کہ شقہ اور پروانہ اور فرمان کے لکھنے کی صورت ایک ہے لیکن جہاں شاہ کے حضور سے آواہ
 فرمان در امر اور ذرا اور ناظم اور حکام کی طرف سے آوے تو اسے شقہ اور پروانہ کہیں گے صورت اس کی یہ ہے

فرمان یا شقہ یا پروانے کا نقشہ

فدوی خاص عقیدت نشان لراوت بنیان مورد مرآسم رہو
 عہد داشت اوس فدوی خاص کی نظر سے گذری و تن ہزار روپہ جو قلعہ کی
 مرثیہ کے لیے طلب کیا ہے خزانہ عامہ سے بھیجا جاتا ہے جس طرح آگے ارشاد ہوا ہے
 اس روپہ کو مرثیہ میں لگا دو اور چاہیے کہ فوراً در کے خشن کے پہلے قلعہ کی
 کل مرثیہ ہو جائے اس میں تانید جان کر موافق ارشاد فیض بنیاد کے
 عمل میں لاؤ فقط المرقوم غرہ شہر بیچ الاول ستہ جلوس والا

لقافہ میں کاغذ میں خط لپیٹا جائے اوس کا لفظ کہتے ہیں ایک طرف سے بالکل صاف ہر دن
 وصل کے ہوتا ہے اور دوسری طرف وصل ہوتا ہے کہ اوس کو لاکھ اور گوند وغیرہ سے بند کرتے ہیں
 جہر صاف ہوتا ہے اس میں پہلی سطریں سرے پر صرف الفاظ ارشاد تعالیٰ یا معونہ تعالیٰ کے
 لکھ کر اوس کے برابر خواہ اوس کے نیچے سے تیار اور نشان اوس ملک اور مقام کا جان خط بھیجنا منظور ہے اور
 مکتوب یہ کا نام ہے اوس نقاب کے جو خط میں اوس کے واسطے لکھا گیا ہے لکھا جاتا ہے اور اس طرح کے
 نیچے گوشے میں وہ کلمات جو خط کے پہونچنے کے واسطے دعا کے طور پر ہوتے ہیں اور ہر ایک کے مرتبہ کے
 موافق مقرر ہیں کہتے ہیں اور عید مرتب کیا جاتا ہے اور ہر کتاب کا نام اور تاریخ اور وکیل کا دل لکھ کر بھیج دینا

	نقشہ لقاؤں میں ہمسر کے نام
بسم اللہ تعالیٰ خطبہ اور بیت السلطنتہ لکھنؤ۔ یہ خطبہ منسلک پورسیدہ مطبوعہ مطبعہ اسلامیہ یا مطبعہ اسلامیہ یا مطبعہ اسلامیہ	گرای یا بسامی خدمت خاتما صاحب شفیق کرم منظر لطف و کرم امیر اللہ خاتما صاحب بناد و عنایت
	اور بڑے کے واسطے
انشاء اللہ تعالیٰ۔ لقاؤں ہذا دربلدہ کانپور محلہ پکا پورسیدہ بسور مطالعہ یا مطالعہ بسا جبہ برادر عزیز ازجان قوت بازوی ناتوان شیخ امیر اللہ ظال عکرمہ اور دوسری طرف جہد خط بند کیا جاتا ہے اپنا نام اور تاریخ ہمسر کے مقابلے میں اس طرح رقمیہ الوداد یا رقمیہ نیاز محررہ یا رقمیہ حسین علی عفا اللہ عنہ سیاتہ۔ از اکبر آباد۔ ۲۵۔ ربیع الاول ۱۲۸۵ ہجری	
	اور بڑے کے مقابلے میں
علینہ یا عینی	از مراد آباد معروضہ نم ماہ محرم حال ۱۲۸۵ ہجری کترین نام علی
	اور چھوٹے کے مقابلے میں
الراقم یا رقمیہ الدعا عبد العلی عفا اللہ عنہ از کوکھور مورخہ ۲۔ یا مرقومہ دہم شعبان ۱۲۸۵ ہجری واضح ہو کہ نسخہ اور پروانہ یا اس کے نام کا خط جو ہوگا اس کے لقاؤں پر مطالعہ اور نقد و دعائیہ جو خط پہنچنے کے کھتے ہیں نہ لکھیں گے صرف پتا اور اس کا اقبال و نام لکھیں گے اور قاعدہ و انویسٹ مخفی نہیں ہے کہ یہ الفاظ جو لقاؤں کے واسطے موافق مرتبہ اعلیٰ اور ادنیٰ اور مساوی کے فارسی میں مقرر ہیں اردو زبان میں ترجمہ اس کا کیونکر ہو سکتا ہے معنی بسامی مطالعہ اور گرامی مطالعہ اور شرف خدمت اور نظر فیض منظر اور عالیجناب و حضور فیض گتور یا منتہی باو اور شرف باو اور رقمیہ الوداد	

اور بعضی وغیرہ کے عوض میں ہندی کا کون لفظ قائم کیا جائے مگر یہ کہ اگر قاضی مٹا کر خواہ خواہ
 ہندی لکھا جائے تو وہ سب باتیں چھوڑ کر یوں لکھے یہ خط لکھو بحال سعادت گنج میں پہنچ کر
 میر صاحب شفق یار اور صاحب قندیلہ پر جو در سعادت نشان فلانے کو پہنچے اور دوسری طرف
 اپنا نام امیر علی مقام میں پوری چوہتی رمضان سنہ ۱۱۰۱ ہجری قاعدہ تحریر میں اگر نام کسی پیغمبر کا
 اوسے تو اوس نام کے بعد علیہ السلام اور اپنے پیغمبر کے نام نامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم یا
 صلوات اللہ وسلامہ علیہ اور ان کے اصحاب میں اگر ایک نام ہو تو رضی اللہ عنہ اور دو نام ہوں رضی اللہ
 عنہما اور اوس سے زیادہ ہوں تو عنہم اور اولیاء کے نام کے ساتھ رحمۃ اللہ علیہ یا قدس اللہ سرہ
 دوسرے اشخاص کے واسطے بڑا ہو یا چھوٹا مرد اگر مر گیا ہو تو مرحوم اور معذور اور عورت ہو تو مرحومہ اور
 معذورہ اور باؤشاہ کے حق میں حضرت خلد مکان اور جنت آرام گاہ یا جو لقب بعد مرنے کے اوسے
 لیے مقرر ہوا ہو جیسے حضرت نوح پیغمبر علیہ السلام اور حضرت محمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور
 حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور حضرت عبداللہ ابن مسعود اور حضرت انس ابن مالک رضی اللہ
 عنہما اور حضرت خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اور حضرت پیر و سنگی شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ
 علیہ اور حضرت سلطان المشائخ سلطان نظام الدین قدس اللہ سرہ العزیز اور والد مرحوم برادر معذور
 اور والدہ صاحبہ مرحومہ اور حضرت غلج سبائی خلد مکان اور اوسے کم تر بے کے واسطے مرد ہو تو
 متوفی جیسے پیر و جلاہ متوفی اور عورت ہو تو متوفیہ جیسے جمنی بھٹیاری متوفیہ اور ہند و اگر تیسرے
 رکھتا ہو تو اسکو بھی متوفی لکھنا چاہیے جیسے رام سنگھ بنارہمتوفی

تیسرا باب خطوط اور رقعات میں

پہلی فصل میں ہسرون کے خطوط اور ان کے جواب و اس فصل میں پچھ خط اور ایک قلم
 مع جواب اور ایک خط غیر جوابی ہے پہلا خط جواب طلب سے منع جان کو قفس میں سے
 رہائی ہوتی ہے لیکن اس جان جان سے نہ جدائی ہوتی ہے شفیق میر سے جس نے آپ

لکھتے تشریف لے گئے لکھنؤ کا شہر میری آنکھوں میں اوجھلا اور گھبرائے ایک کالا سا پہاڑ معلوم ہوتا ہو اور ٹھٹھا ہوں تو جگر میں دردِ بی اختیار ایسا اوجھتا ہے کہ نہ چین ہو کر اوجھ کھڑا ہوتا ہوں تو اتنا ہی سے عطر تھرا کر اوجھ پڑتا ہوں روگنٹا روگنٹا بدترین فشر سا جھتا ہے اور کلیجا آٹھ آٹھ ہر آگ کے انکار سے کی طرح جھکتا ہے کھانا پینا چھوٹ گیا اور دل کے زخم کا ناکا ٹوٹ گیا نیند تو خواب میں ہی صورت بنیں دکھاتی اب موت بھی مجھے آنکھ چراتی ہے دن کو بے پانی کے مچھلی کی طرح تڑپا ہوں رات کو کروٹیں بدل بدل کر کانٹوں پر لوٹتا ہوں میں تو بہتیرا اپنے تئیں نبھاتا ہوں لیکن بقول مصحفی صاحب کے دل کو کیا کردن سیت دل کے دھڑکے کا یہ عالم ہے کہ بی منت دست پرزے ہو ہو کے گریبان اوجھلاتا ہے۔ افسوس کی بات ہے کہ میرا تو آپکی یاد میں یہ حال ہے اور آپ نے ایسا مجھے دل سے بھلایا کہ کبھی پیامِ اوسلام سے بھی یاد نہ فرمایا خدا کے واسطے اپنی خیریت سے تو مطلع فرمائیے اور شہرِ جہاں ملاقات کی جگہ بتائیے اور اگر ممکن ہو تو ایک گھڑی انگریزی تھنہ لیکر بھجوائیے کہ جدائی کے سرج سے تارے تو گنتا ہی رہتا ہوں اب ہر ساعت آپ کے انتظار میں گھڑی سنے دم شماری کیا کروں ؟

دوسرا خط اوسکے جواب میں

سے خواب میں تھے اگر شکل دکھائی ہوتی جو بلا جان پر آئی ہے نہ آئی ہوتی شیفق میرے عنایت نامہ کیا پہنچا مصرعہ گو یا مردیکے جلانے کو میسج پہنچا گاغذا دسکا جگر کے زخم کے واسطے کاغذ کا مرہم تھا اور ہر نقطے پر محبوب کے تل کا لطف اور ہر سطر پر مشوق کی زلف کا عالم تھا سفیدی اوسکی آنکھ کی سفیدی اور سیاہی تپکی کی سیاہی تھی علم سے یا نامہ لکھا گیا گو یا سرے کی سلائی تھا کہ اوسکے ہر لفظ سے آنکھ روشن ہوگئی اب اپنا حال کیا لکھوں کہ جدائی سے تپاب رہتا ہوں اور آٹھ پہر آپ ہی کی کہانی دل سے کتا ہوں ہڈیاں شمع کی طرح جلتی اور شمع موم کے پھیلتی ہیں دُعا آتا ہو گیا ہوں کہ پانی کی لہری طرح اپنے افسوں کے دریا میں آپ ہی بہا جاتا ہوں ہر چند کہ زندگی کا کچھ بھروسا نہیں ہے لیکن اگر حیات باقی ہے تو پھر وہی محبت اور وہی باتیں اور وہی دن رات کی

ملاقاتیں اور وہی شکار اور وہی عیش باغ کی سیر ہے اور مر گئے تو اپنا قاتلہ باخیر ہے گھڑی بہت
نفسیں اور عمدہ بھیجتا ہوں اور سکی سوتی سے آپ ہماری ناتوانی اور سرگردانی سمجھ لیں گے اور آپ
اوسکے ہمارے دل کے پرزوں سے خبر دینگے زیادہ سوائے استیاق ملاقات کے اور کیا کہوں

تیسرا خواجہ ابے طلب میں

خاں صاحب شفیق مہربان کر مہر مایہ سلامت رہیں۔ بعد سلام اور استیاق ملاقات
کے گزارش ہے کہ افسانہ محمد صاحب شیرازی مال شینے کا کئی دن سے بیان لائی ہیں اوس مالین
ایک دن دو سالہ سفید دور دراز سوزن کا قیمتی بارہ سوز روپیہ کا مجھے بہت بھلا معلوم ہوا سو روپیہ بیان دیکر اٹھ دج
وہدے پر جا کر لیکر رمضان علی خاں شکار اور پریشان کہا کہ ہاتھ خدمت عالی میں روانہ کیا ہی اگر سب پروردگار کے
اور اطلاع بھیجے کہ باقی قیمت بھی ادا کر دیا دو زمین تو پھر بھیجے کیواسطے کہ بعد اٹھ دج چھ اشکال پر زیادہ قیمت

چوتھا خط اوسکے جواب میں

منشی صاحب مخدوم کرم عنایت فرماے نیاز مند ان زاد عثمانیہ۔ بعد سلام اور استیاق
مواصلت کے یہ التماس ہے کہ نامہ نامی مع دو سالہ سفید دور دراز قیمتی بارہ سوز روپیہ کے پونچھا
شکار اس عنایت کا کمال ادا کروں مجھے ایسے دو سالے کی بہت دنوں سے تلاش تھی فی الحقیقت
بہت ہی تحفہ ہے اور نیاز مند کو نہایت پسند ہوا ہندوی پندرہ سوز روپیہ کی پونچتی ہے بارہ سوز روپیہ کا
قیمت دو سالے کے سوداگر کو دیکر بیش متور و پکا روال ادسی کی جوڑ کا خرید کر کے عنایت فرماؤ زیادہ نیاز

پانچواں خط خواجہ ابے طلب میں

راجہ صاحب عالی قدر قدر فرماے نیاز مند ان زاد عثمانیہ۔ شرح استیاق ملاقات کیواسطے
ایک دفتر چاہیے ناچار اوس سے درگزر کر کے مطلب من کر رہا ہوں کہ بندہ ناخیر چند کسی باہمی

لماقت نہیں رکھتا لیکن سرکاری کی مختاری کے عہدے پر مقرر ہو کر دو برس سے حاضر باش
پہری تھا اور تین مرتبہ مقدمہ پکا تجویزانی کے واسطے ضلع پر بھیجا گیا اور پھر عدالت صدر میں امر
ہوا بارے احمد شہزادہ کے بندے کی شرم خدا سے قتلے نے رکھ لی مینے مقدمہ آج تینوں حاکم کے
اجلاس میں پیش ہو کر ضلع کا فیصلہ منسوخ ہوا اور آپ کے حق میں ڈگری ہوئی حق قتلے آپ کو
مبارک کرے آپ ہماری محنت اور جانفشانی کی قدر دانی آپ کے ہاتھ سے زیادہ کیا عرض کروں

چھٹا خط اوسکے جواب میں

میر صاحب مجمع الطاف بیکران زاد محبت بعد شوق معافہ جہانی کے کہ موجب لذت زندگانی ہے
میر صاحب لکھا جاتا ہے کہ خط آپ کا واسطے اطلاع سرسبزی مقدمہ کے پہونچا دل کو نہایت خوشی حاصل
ہوئی حقیقت میں ریاست خاندانی ہماری آپ کی محنت اور جانفشانی سے قائم ہو گئی مختاری کیسی مجھے
آپ کو اپنے سے بہتر تجویز کر کے مقدمہ کی پیروی اور خبر گیری کے واسطے تحلیف دی تھی بالفعل آپ کی مثال
اور رومال اور ایک گھوڑا مع سا بیٹے کے طور پر بھیجا جاتا ہے اگر قبول فرمائیے تو میں مہربانی ہے
اور ہم ساری عمر آپ کی خدمتگزاری کے واسطے حاضر ہوں زیادہ اشتیاق

ساتواں خط جواب کے طلب میں

مولو صاحب مصدر اشتیاق فراوان منظر اخلاق بے پایاں زاد عنایت۔ بعد سلام اور تمنائی ملاقات
کے عرض کرتا ہوں کہ بندہ آپ کی رخصت ہو کر فرخ آباد میں پہونچا اور صاحب محبٹ بہادر سے
ملازمت حاصل کی صاحب مدوح نے کارگزاری کے پروانے اور نیکنامی کی چٹھیاں ملاحظہ
فرما کر امید فرمایا کہ جب کوئی عہدہ خالی ہو گا پرورش مختاری کی پابنگی بالفعل کوئی عہدہ
خالی نہیں ہے شاید چند روز کے بعد کوئی تھانہ داری خالی ہو اسی امید پر اگر فرمائیے تو
مٹھروں میں تو جیسا ارشاد ہو ویسا عمل میں لاؤں گا اور کیا قصد پڑوے دل سے

آنکھوں خطاؤ کے جواب میں

مرزا صاحب سرِ لطف و عنایت زاد مجتہد بعدِ ہدیہ سلام منوں اور اشتیاق ملاقاتِ مسترِ اہل کتب
 واضحِ رای سامی ہو کہ محبتِ نامہ عینِ انتظار میں ہو چکا حالِ مرقومہ دریافت ہو اندھو کی رائے میں اگر
 کوئی عمدہ سرِ نشہ داری خواہ رو بکار نویسی یا اظہار نویسی کا خالی ہو تو مضائقہ نہیں ہے نہیں تو تھار داری
 ہرگز قبولِ نظر مائے گاہِ کھڑکا اوزنگار رہنا بلکہ جھپٹا لگنا بہتر ہے مگر تھار داری کی نوکری اوس سے بدتر ہے
 عجیب طرح کا عمدہ بیودہ ہے کہ اگر کوئی واردات اور سانحہ مثل چوری اور خون و غیرہ کے اپنے علاوہ
 ہو جائے اور چور اور غویٰ گرفتار نہ ہو تو اوہ تو حکامِ ناراض ہوتے ہیں اور ہزار سائی ثابت ہوتی ہے بلکہ
 نوکری بھی جانی ہے تب خواہ خواہ بیگناہ پر بھی گناہ ثابت کرنا پڑتا ہے پھر اس طرح کا وبال اپنے
 سر پر لینا اور نیت کسی پر رکھنا کسی مذہب میں جائز نہیں ہے آئندہ آپکو اختیار ہے زیادہ خیریت

نوان خط جواب طلب

حضرت سلامتِ بندہ کج آنکھ کے خط کے وسیلے سے لالہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوائی اہمیت جس قدر ثنا
 اور حقیقت انکی انکی زبان سے سنی تھی اوکو دیا ہی پایا میرے ساتھ نہایت محبت اور اخلاق سے پیش
 آئے اور فرمایا کہ میں آپ کے کام میں جان و دل سے محبت کروں گا اگرچہ انکی وضع داری دیکھ کر میرا اطمینان
 قرار دینی ہو گیا لیکن بعض باتیں پہلے ہی گوش گزار کر دینا مناسب ہیں اور بندہ خود اوکو کہ نہیں سکتا اس صورت میں اگر
 حضرت فرصت و وقت خود تشریف لکھیں اور بندہ بھی ساتھ چلوں تو باتیں اور صورت بولی ہو سکتی ہیں زیادہ کیا تکلف ہو گا

دسواں خط اوس کے جواب میں

بندہ نواز۔ لالہ صاحب کی تو فرمایا آپ جو کچھ لکھیں سو تھوڑی ہے شخصِ خلق اور مروت میں اپنا نظیر
 نہیں رکھتا اگرچہ بندے کی حاضری کی کچھ ضرورت نہ تھی اور عمومی ایہ آپ کے فرمانے سے کبھی باہر اور

قاصر نہیں ہوتا لیکن ہوا فتح ارشاد کے کل چار بجے حاضر ہو گا اور ہمراہ رکاب چلو گا زیادہ نہیں

گیا رہو ان خط جواب طلب

شاہ صاحب معدن معرفت اور حقیقت مخزن شریعت اور طریقت زاد عرفانہ بعد تسمیہ لازم کیا اور
مراجم سلام مسنون الاسلام کے مختلف اوقات بابرکات ہوتا ہوں کہ آج ایک مجلس میں غور و فکر میر
اور حدیث کا ہوتا تھا بیان الم کا آگیا دو گفتگو اس بات میں ہوئی کہ مفسرین نے جو ان حروف
کا بیان تفسیروں میں لکھا ہے سو معلوم ہے لیکن معلوم نہیں کہ حضرت صوفیہ اپنے طور پر کیا فرماتے
ہیں آخر یہ بات بھری کہ حضرت کو کچھ اسکے بیان کی تکلیف دی جاے اس واسطے امیدوار ہوں کہ
جناب کسی قدر اسکے بیان میں تکلیف فرمائیں تو ہم لوگوں کو فائدہ حاصل ہو زیادہ کیا گزارش کریں

بارہو ان خط او سکے جواب میں

محب الفقرا محبوب دلسلامت سلام تحفہ اسلام فقیر کی طرف سے ہر پہنچے پھر سوال کا جواب
ملاحظہ ہو کہ الف اشارہ ہے اپنی یکتائی کا کہ میں ایک ہوں اکیلا سب سے بعد ابتداء کے اول اور آخر میں
میں ہوں اور انتہا کے بھی اول اور آخر میں ہوں چھ لام جو اوس سے ملا اوسکو اگر سب چاہے
تو الف لام استغراق ہے یعنی فرا اس اکیلے پن کا وہی پائے جو سب بلکہ آپ اپنے سے بھی الگ ہو کر
مجھ میں ڈوب جائے یا یوں کہے کہ میں ہی کل ہوں بالکل کو احاطہ کیے ہوئے اور اگر اول کو ٹپھے
تو لا ہوتا ہے یعنی مجھ سو کوئی دوسرا موجود نہیں ہے اور حروف لام کو اگر لفظ کے طور پر لکھے تو لام لکھنے
میں آتا ہے جسکے بیچ میں وہی الف ہے یہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ احدیت میری جی ہوئی ہے
پھر حرف لام کے پڑنے میں بھی ہم زبان پڑتی ہے اور لکھنے میں بھی ہم لکھی جاتی ہے ہم مجھ کی محبوبیت کی ہے وہ
یہ فرض ہے کہ الوہیت کے لام کے باطن میں ہم مجھ مخفی ہے اور ظاہر میں بھی ظاہر ہے اس واسطے ظاہر کے بھی لکھا
گیا کہ الف لام ہم پاس الم کو اولیٰ کر کے پڑھے تو لا ہوتا ہے جسکے معنی بھڑو پڑے کے ہیں غلام کے مقابلے میں چ

خالی ہے ہوا کہتے ہیں اپنے تئیں خودی سے خالی کہ تو جہان میری خدائی سے بھرا ہوا ہے خوب
 خلا ملا ہوا کہ سب میں ملا ہوا ہوں کہ ظاہر میں چھپا ہوں لیکن باطن کی آنکھ سے تو رہا ہوں اگر غیر فقرا
 زمین بہت نکمے یا ایک اور بھی کہتے ہیں کہ سمجھنا اور سکا دشوا ہے کس واسطے شکر جب حکمت سے تو نہ بچھا ہوں
 شکر کے کہنے سے مرزا زبان پر نہیں آتا لیکن جتنا بیان میں آسکتا تھا لکھا گیا و السلام اللہ بنی ہو

تیرھواں خط جواب طلب

بلیبل ہزار داستان خوش بیانی طوطی شکرستان سخن خندانی سلامت۔ بعد شرح اشتیاق ملاقات کے
 کہ قلم او کی تقریر و تحریر سے عاجز ہے التماس کرتا ہوں کہ پہلی تاریخ سوال کو حضرت والد مرحوم مفتور نے
 اس جہان خانی سے عالم جاودانی کو حلت فرمائی خوشی کا سامان سب سب بیا تم اور عید کا دن میری لیے
 محرم ہو گیا لیکن جو قصا و قدس سے کچھ چارہ نہیں ہے چارہ ناچار صبر کیا اب جناب عمو بیا صبر کیا کہ سرداؤں کے
 کوئی دوسرا اپنا سر پرست نہیں ہے چاہتے ہیں کہ تقریب عید کے مہینے میں میری نکاح سے فراغت ہو جائے
 ہر چند کہ والد بزرگوار کے غم و الم میں یرشادی ماتم سے بزرگ معلوم ہوتی ہے مگر چا صاحب کے سامنے مجال م
 مار نیکی نہیں اس سبب مجبور ہو کر راضی ہونا پڑا جو شریک ہونا اچھا اس تقریب میں ضرور ہے اس کے
 عرض کرتا ہوں کہ آپ جس طرح ممکن ہو خضت لیکر بیویں و بچے تک تشریف لائے یا وہ کیا تکلیف دینا

چودھواں خط اسکے جواب میں

مجید شاعر شیرین زبانی دیباچہ کتاب سخن و معانی زوہد متہ قلم بعد شرح مراتب اشتیاق آرزو مندی کے
 تعریف کے مضمون سے آئسہ ہوا ہے کہ کچھ خوشی میں اگر مبارکباد کا مضمون بھی زبان پر لانا ہے اس طرح
 نہ مانسے میں خوشی اور غم دونوں کا چولی اور دامن کی طرح ساتھ اور دنیا میں وہو پچھانوں کی ٹپور
 شادی کے ساتھ میں آئسہ ہوا ہے کہ وہ چول کی ہی شاع میں پھرتے ہیں ایک ولہا دلہن کے سہ کے
 ناز آئسہ ہوا ہے کہ تربت پر چڑھایا جاتا ہے دومتی ایک سبب میں پیدا ہوتے ہیں ایک بادشاہ کے

تاج مین لگاتے ہیں دوسرے کو کھل مین سپیکر دوا مین بڑاتے ہیں ایک ہی کا فور سے دو عین مین مین
ایک محفل قص کے کام آتی ہے دوسری طرف کے فرار پر بلائی جاتی ہے مین اگر کلی کھل کھلا کے
مہنتی اور خوش ہوتی ہے نیم اوسکے ہنسنے پر بے اختیار روئی ہے جس بلخ مین خزان ہو وہاں ہمار
بھی ہے اور چنان گل ہے دیان خارجی ہے با دام کے پوست اور مغر کو دیکھیے کہ سختی اور نرمی ایک ہی
نمود اور ہر کو کو پی تو گرمی اور سردی اوسکے ساتھ ہی موجود ہے سختی و نرمی گل و عنایاں کے
اس بات پر کہ عالم مین جب تک نبی آدم مین خزان اور ہمار دونوں باہم مین تقدیر نے اگر صبح کو سب
دن سفید خوشی کا پھنسا تو شام کے واسطے جاہ سیاہ مین بنایا جاں ہے کہ آپ کے والد ماجد کا عین عین
دن انتقال فرما گیا اسی گردش لیل و نہار اور صبح و رات اور خزان ہمار کا تماشا دکھانا تھا اس
غم نے جتنا رولا یا تھا اوتا ہی آکی شادی نے ہنسا یا اوس فسوس مین آسمان جو ماتی لباس
پہنے ہوئے نظر آیا تو شوق کی سرخی نے وہیں خوشی کا رنگ بھی دکھایا بیچ مین پہلے دو ہفتہ جو ہر بار
تو جو خوشی مین مہر و دونوں ہاتھ اوٹھا کر یوں دیکھا مگر کھدا اوس مرحوم کو محبت نصیب کرے اور
آپ سلامت رہیں اور یہ شادی مبارک ہو بندہ بھی ادا سے رسم فاتحہ اور شرکت محفل شادمانی کے
دارے سٹے ضرور ضرور حاضر ہو گا زادہ والسلام

پند رہو ان خط غیبِ جوابی

شیفوق میرے سلمہ بعد سلام کے واضح ہو کہ بعض دوستوں کے بیان سے دریافت ہو کہ آپ کتنی کے خوب
مین اگر عورت کے حسن و جمال کی طرف تھریٹ ہی سکر ایسے شیفوق اور فریقت ہو گئے کہ گھر بار سے باہر
بجھلایا اور تمام غزنیوں کی محبت سے دل دھٹایا اب دس ہزار روپے پر مالد نخل کا ٹھہر ہے اوس مین
پانچ ہزار روپے کا تو اپنا اسباب بیچا اور پانچ ہزار روپے خرچ کیا چاہتہ ہیں اگرچہ حجاب کے سبب مجھے آپ سے
کوچہ نہیں لکھا مگر انھیں دوستوں کے اظہار سے یہ دریافت ہو کہ اس مین بھی اجازت چاہتے ہیں بہت
تعجب ہو کہ اول توئی مستانی بات کا کیا اعتبار ہے دوسرے آپ ایسا آدمی جو عورت کے دام مین جا

تو اور دن کا خدا حافظ ہے اب میں اپنے امین کیا عرض کروں اور اجازت کیا لکھوں

دوسری فصل میں دیکھنے نام کے خطوط

اور اس فصل میں پہلے خط جواب طلب و پہلے خط اور دیکھنے جواب میں اور ایک خط غیر جوابی سب گیارہ خط ہیں

پہلا خط جواب طلب

قبلہ حقیقی و کتبہ حقیقی و نام ظلم بعد ادا کرنے تسلیات اور آداب بندگی کے عرض کرتا ہوں کہ جناب کی بیکاری اور زیرباری کا حال شکر طبیعت کو نہایت قانع اور اضطراب ہوتا ہے بالفعل اس بکھری میں کوئی سبیل تو کوری کی نظر نہیں آتی مگر جناب ولیم گلشن صاحب بہادر کہ عدالت صدر دیوانی میں ماکم بالاستقلال مقرر ہوئے ہیں اور جناب ہنری نیگ بارگمن صاحب بہادر کہ ضلع جوہر میں صاحب بیج میں فدیہ پر ہمیشہ سے نظر تفصیلات رکھتے ہیں اور دونوں حکام والا نشان سے امید قوی ہے کہ قدر دانی اور شرف توفیقی کی راہ سے اگر کہیں بھی کوئی جگہ خالی ہوگی تو آپ کی پرورش فرمائیں گے اسلئے گزارش ہے کہ اگر آپ کی مرضی ہو تو معنی اپنی پیچیدہ دن بدون آپ کی اجازت کے عرضی نہیں بھیج سکتا کہ مبادا وہاں کے طلب کا حکم صادر ہو اور آپ قصہ نفرائین تو کمترین کو شرمندگی حاصل ہوگی زیادہ خدا داب

دوسرا خط اوسکے جواب میں

عزیز جان سادت و اقبال نشان طالع عمرہ بعد دعائے اور تمنا سے دیدار کے واضح ہو کہ مکتوب بھیج دیا ہے پہنچا حال معلوم ہوا جو ہماری بیکاری اور زیرباری کا حال تمہیں اچھی طرح دریافت ہے اس صورت میں کہ کلمہ خواہ جو نوپوسے موافق تمہارے لکھنے کے ہماری طلبی ہوگی تو ہو کہو جائیں گے کچھ عذر ہو گا لازم ہے کہ عرضیاں اپنی لکھ کر بھیجا جاتے ہو تو جلد بھیجو اور جواب دینے کے بعد جلد اطلاع کرو زیادہ دعا

تیسرا خط جواب طلب

قبلہ صوری و معنوی و کتبہ دینی و دنیوی مرطلہ العالی تعلیم اراکات رتم آداب کی راہ کو سر کے بل ٹوک کر

عرض کرتا ہے کہ سرکار اگلیز ہیکل کی عمارت میں کوئی تعلقہ خرید کر کچھ دیان بھی کرے ریاست پیدا کیجے گا
ہندوئی پچاس ہزار روپے کی سادہ بایبلان کو بیلا لال صاحبون کی کوئی سے لاکھ سو سو روپے کی بایبلان
اس طرح کے ساتھ روانہ کر کے اٹھارہ سو روپے کی کوئی تعلقہ کر سب سے شائع خاطر خواہ ہو اور ان تعلقہ کی
توفیق دی گئے نام سے خرید فرمایا جاوے لیکن ایسا نہ ہو جس طرح خالصتاً فیما فیہ زمان و ام اور ان تعلقہ کا
نظام میں خرید فرمایا اور وہ بہت بڑھ چکا ہو ان تعلقہ میں سے ہلو اماندا اچھا لیکن ماندا اچھا نہ آیا
اعتیاد اسکی ضرور ہے کہ نفع کی اٹھارہ نقصان نہ ہو زیادہ اقبال کیا ہمیشہ ہے

چوتھا خط اوسکے جواب میں

براہر بیان برابر فرخندہ اختر علیہ السلام اللہ تعالیٰ بعدد کھائی درازی و رتقی و حیات کے
وامع ہو کہ مکتوب مرغوب مع ہندوئی پچاس ہزار روپے کے پونچھ تعلقہ خریدنے کو جو تین لکھ سو
عمداری کی ریاست کا کیا کتا ہے مگر شکل ہی ہے کہ اول تو بروقت اور بروقت کوئی تعلقہ لاکھ
پچاس ہزار روپے کی قیمت کا ہاتھ نہیں دوسرے اکثر عدالت کے معاملات میں نقصان اور خرچ ہو جائے
پھر چھوٹی شل ٹھہرتی ہو کہ نماز چھڑانے کے روزے گلے پڑے اس صورت میں اگر ریاست پیدا کرانی ہو تو
تو متفرق خرید کرنا بہتر ہے اندون میں تعلقہ نان پارہ دس ہزار روپے پر کیا ہے اگر چہ نفع اوس میں کم
ہے لیکن زمینداری کا ایک پارہ مان بھی غنیمت ہے اس واسطے نان پارہ تو اب خرید کرنا ہون
بعد اوسکے دوسرے تعلقہ کی بھی فکر کرنا خاطر جمع کھو زیادہ خیریت

پانچواں خط جواب طلب

قبلہ حاجات و کعبہ مرادات و ام افضالہ در دولت پر سجدہ غبودیت کا ادا کر کے عرض کرتا ہوں کہ بیچ لالہ
کی بارہویں تاریخ کو مجلس مولد شریف کی خود مولو بیساک کے مکان میں ہوئی اس قدر جو ہم آدمیوں کا
تھا کہ بدن سے بدن چھلتا تھا اور دو مکان کے صحن اور والان اور سہ دریان اور کوٹھوٹکی جیتیں

آدمیوں سے بھری عین اور پچانگ سے لیکر شرک تک آدمی ہی آدمی نظر آتے تھے پانچ ہزار آدمی زیادہ ہونگے کہ نہ تھے اور حکم آدمی اور مرزا جاسکتا تھا اکثر یہ بھی اس مجلس کا مدت سے مشتاق تھا فی الحقیقہ عجیب تاثیر نظر آئی کہ آغاز کتاب سے خاتمہ تک لوگ سیرت نیم میل کی طرح تڑپتے تھے سلام کو کیا اند کو ہے کہ ہندو بھی کوٹھے پر سے گرے پڑتے تھے مذہبی کو شام تک شین تھا اور تمام رات وہی سماں گھومیں سمایا رہا اگرچہ مجلس مینے تک تمام شہر میں جا بجا ہر روز ہوتی ہے لیکن اس مجلس میں کچھ قبولیت کا اثر ہی دوسرے نظر آیا اور اب مذہبی کی آرزو یہ ہے کہ مولوی صاحب کی خدمت میں اکثر حاضر رہا کروں اس واسطے امید دار ہوں کہ اگر حضور کا دستخطی عنایت نامہ پاؤں تو اس وسیلے سے ان کی خدمت میں جاؤں زیادہ سوائے آرزو سے قد سوسے اور کیا لکھوں

چھٹا خط اس کے جواب میں

برخوردار نور چشم سخت بگڑا و علماء بعد دعوات مزاجیات اور شوق دیدار کے واضح ہو کہ خط مشرتاب پہنچا خدا کا شکر کہ دل تھا اس معرفت کے نور سے روشن ہوا اور کیفیت کا مزاج سچ ہے کہ مجلس مقبول ہے بے نظیر اور مولوی صاحب کے بیان کی بے شبہ تاثیر ہے جس شہر میں ان کے جانیکا اتفاق ہوا اکثر اسی طرح مجلسوں کے لوگوں کو کیفیت حاصل ہوا کرتی ہے خط موافق تمھاری طلب کے پہنچتا ہے اگر کوئی رسالہ مولد شریف کاٹے تو ہمارے واسطے ڈاک پر روانہ کرو والدہ شہنا

ساتواں خط جواب طلب

پیر و مرشد بحق دستگیر مطلق دام برکاتہم دیدہ عقیدت میں آستانے کی خاک کا سرمہ لگا کر دعا گزارش کر رہا ہے کہ موافق ارشاد حضور کے ہر روز قرآن مجید کی تلاوت اور درود کی کثرت و صبح و شام شغل و رہبر جمعرات کو حضرت میر صاحب سن شہرہ کے فرار شریف کی زیارت کا معمول جاری ہے لیکن اکثر بیع کی نافرقتا ہو جایا کرتی ہے اگرچہ پڑھ لیا کرتا ہوں مگر جو حق نما پڑھنے کا ہے اچھی طرح

ادائین ہو سکتا امیدوار دعا کا ہون زیادہ اگر وہ قدم پوسی کے سوا کیا عرض کروں

آکھوان خط او کے جواب میں

مکہ گلشن شہادت دارچیندنی سرچشمہ و سرسبندی را در ششمه بعد دعای ترقی دولت ایمان
 حفظ سلامتی جان کے معلوم ہو کہ رقمی محنت تہمید ہو چنانچہ سرسبندی کے کو اپنے مولیٰ کی بندگی چاہیے
 جس حال میں ہو اور جس طرح ہو سکے قبول کرنا اور نکرنا اور اسکا کام ہے خصوصاً نماز و عبادت
 روزِ محشر کرنا جائگذاز بود، اولین پریش نماز بود، قیامت کے دن پہلے نمازی پر بھیجے جائیگا کہ غریب
 نماز میں جا رہا ہے ایسی ہین کہ او میں سے ایک ایک چیز ہر مخلوق کے واسطے عبادت سہجائی گئی ہے
 قیام ہے یعنی اپنے مالک کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑے رہنا سو یہ عبادت درخت اور پہاڑ اور دیوار
 اور سبزہ اور شمع اور فانوس وغیرہ کے واسطے ہے کہ خالق کی راہ میں ایک سناٹا کیے ہوئے
 ہاتھ باندھے کھڑے رہتے ہین دوسرے کو یعنی حق تعالیٰ کے روبرو تہات عاجزی سے جھکا جائیگا
 یہ عبادت جانور و ان کو ملی جیسے گھوڑا اور گائے اور بیل اور شیر اور کبریٰ سب ہر وقت اس کے حضور
 جھکے رہتے ہین تیسرے سجدہ اور یہ خدمت اور تمام مشغلات الارض کے لیے مقرر ہوئی کہ سانپا و بچھو اور چوٹی
 سب اس کی راہ میں سجدہ کرتے اور سرٹکتے ہوئے چلتے ہین جو تھے قود یعنی اس کے دربار میں ناؤب
 ہو کر سر جھکا کر دروازہ بیٹھنا یہ عبادت دیوانوں کے جانور و ان کو عنایت ہوئی کہ گھوڑا اور قاخت اور
 بابل وغیرہ اسی نماز سے بیٹھتے ہین پھر انسان جو سب میں اشرف المخلوقات اور خدمتی خاص تھا
 جو عبادت میں کہ اور مخلوقات کو جدا جدا اعلیٰ تھیں اس کو سب ملا کر عنایت ہو میں کہ نماز میں سب باتن
 اور کیا کریں بہت نیرت کی بات ہے کہ حیوان اور درخت و پتھر تو سب اپنی اپنی خدمت بجا لائیں اور ان
 باوجود ایسی خصوصیت کے پانچ وقت بھی نماز ادا کر سکے غریب سرسبندی کے نزدیک نماز مشغول
 کے نام کو شوق کرنا ہے پس کھڑے ہونا آفت ہے اور جھکنا آلام اور پھر کھڑے ہونا آفت ہے اور جھکنا آلام اور پھر
 کھڑا ہونا دوسرا آفت اور سجدہ جس کی صورت ہے رہے نام نہ کرنا سب باقی ہوں ایک عاجھی جاتی ہے کہ کو

پڑھ کر سوچا کہ اللہ چاہے گا تو صبح کی نماز کبھی قضا نہ ہوگی زیادہ سعادت ازلی نصیب رہے

نوان خط عرضی جواب طلب

خداوند نعمت قیام فرماں دام اقبالہ اندرون فدوی کو اپنے بھائی کی شادی میں گھر جانا بہت ضروری ہے اور وطن فدوی کا شاہ اودھ کے ملک میں بیان سے بہت منزل ہے اس صورت میں امید و افضل کرم کا ہون کہ سوا کی تھیل ٹیم کے خشت دوپٹے کے بندگان حضور سے محبت ہو کہ اس عرصہ میں بھائی کی شادی سے فراغت حاصل کر کے پھر حضور میں حاضر ہوں واجب تھا عرض کیا اقبالہ ان وارثان کا ہوشیہ بیان کیا

دسوان خط پروانہ ہے اس کے جواب میں

فضیلت و کمالات و تنگاہ مولوی ہدایت اللہ سررشتہ دار عدالت دیوانی مور و مرآۃ ہو عرضی ہماری معروضہ پہلی ستمبر ۱۳۲۷ء عیسوی کی دو مہینے کی رخصت کی استدعا میں آج ملاحظہ سے گذری جو رخصت ہماری منظور ہوئی اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ تم اپنے کام سے فرصت حاصل کر کے اندر میعاد رخصت کے حضور میں حاضر ہو فقط المرقوم دوسری ماہ ستمبر ۱۳۲۷ء

گیارہواں خط غیر جوابی

نواب صاحب قدر دان عالی مراتب الاشراف قیام فرماں دام فیوضہ کثرین حیرن اجنار نویں بعد لیم اور آرزوی ملازمت کے عرض کرتا ہے کہ کل تک کا جو حال تھا کل کے عریفیہ سے دریافت ہوا کہ آج انصاف کے بیاہ کی شہر میں دھوم اور تماشا یون کا چاروں طرف جھوم ہے گیارہ بجے انگوہرات جو غلی تو اوس ہنگامہ کا بیان تحریر و تقریر میں نہیں آ سکتا بڑی برات کی دھوم و حام و خلقت کا اڑو حاتم روشنی کی تیاری آرایش کی گلکاری ہر کوہ ایک نمونہ باغ کا جنگا تھا ایک یک تخت پر کا غذا اور ایک کے پھول کترے ہوئے اور طرح طرح کے درخت اور ٹہک ٹگ کے گل بوٹے اور چمن میں قلم و قلم کے پھول

فصل بہ فصل کے کچے کچے پوسے تر و خشک پھلے ہوئے خرد و پنے سروں پر لیے پھرتے تھے یہ معلوم
ہوتا تھا کہ کلیان کھلا جا رہی ہیں اور چڑیاں ڈالیوں پر سے اڑا جا رہی ہیں عجیب طلسمات کا عالم تھا
کہ باغ اور چمن تو ایک ہیے عیالیتی پھرتی پھلداری کر رہے تھے کو گلزار تماشا بناوے اور بہشت کی بہار کو
بھی راستہ بناوے کبھی دیکھنے اور سننے میں نہیں آئی فارسی میں اگر یہ گلگشت سیر کو کشتہ میں لیکن
گلگشت اگر آرایش کا نام رکھا جاوے تو لائق ہے گویا خود برات کے ساتھ گلگشت کو نکلے ہیں رو بہ
ہزاروں پتیا خوات کی کو سونج تک قطار کی روشنی نے ہر طرف رات کو دن بنا دیا ہر پتیا نے
آفتاب سے بچ کر کے میر بھیا کا اعجاز دکھا دیا قدم قدم پر آتش بازی چھوٹی ہوئی دو لہن کے دروازے
تک پہنچی وہاں ایک نقار خانہ سندر و پلا گنگا جمنی جڑوا سن کلن کے ساتھ تیار تھا باپین کا گھنگنا
تھا اسکے سامنے آتش بازی چھوٹے لگی ہمار کی ہمار کیا بیان کیجئے کہ اسکے سوا اگل کے درخت کو کچھ بچتے
پھلتے نہیں دیکھا ہے پھر موتیوں کا جھنڈا اوپر طرہ ہے پھل چھڑی سے پھولوں کا جھنڈا ہاتھ پر کاڑھا اور
ہوائی کا ہوا کے ساتھ آسمان پر جانا اور وہاں سے زمین تک تارے جھپکنا اور چرخ کا چرخ کھاکر
زمین پر سویرج کی صورت بنانا اور کانا چھتا ہوتا ہے چاندنی کا شرمنا پس خدا کی قدرت کا تماشا نظر آتا
تھا چادر کے چھوٹے ہی جو تارے زمین پر چھپتے تو یہ تیز نہیں ہوتی تھی کہ سرک ہی یا لکشاں اور ایسے
چھوٹے سے بعد روشنی کے جو تارے کی ہوتی تو نہیں سمجھا جاتا تھا و حواں ہے یا آسمان عرض اس محل کے
ساتھ جو ہر ایک دسلے مکان عالیشان میں ٹھہرے اور مجلس راستہ ہوئی غل ہوا کہ غاصد گنگا و او کھانا لا
بس حکم ہی کی دیر بھی بڑے بڑے دستار خوان سفید محمودی اور چندیری کے پچھ گئے سترے سترے محل
اور کھواب اور بات کے زیر انداز اور بہتر سے بہتر علمی آفتابے ہاتھ دھولا نیلے حاضر ہوئے اور کھانا آنا
شروع ہوا شیرمال باقرانی کا کویدہ گا و زبان آن فطیری تان ملک تھپکا چپاتی پر کٹے شامی کباب
ختانی کباب گوڑ کباب زگسی کباب کو فتنے پسندے بہتس تکے درغ سلم تنگی اور کش قلیہ اور قورما
شش رنگہ خنی پلاؤ قورما پلاؤ و عطر چمن دیر پرانی دست پیچ نور محل باقوتی شیر مرغ مرغ و بہشت حلوا
قادرہ کھلا ہی درنی سب سے قاجی ہریرہ ہر سیر گشتی کرتا آچار مٹنی ہر دم تم کے کھانے چن سب سے گئے

جسکے بیان سے قلم کے منہ میں پانی بھر آئے اور جلالت اور سکی لذت کی قسم کھائے اور زیارت
 یاد کر کے لوگ دانتوں سے اپنی زبان کاٹتے ہیں اور شیریں بخ کی شیرینی سے انگلیاں پاتتے ہیں
 پس کھانے بعد نوح کی تیاری ہوئی ہر ایک پری سرسبز کا جلن مسمیٰ لگا اور ہلک چوٹی سنوارا
 سے درست اور زیور پوشاک سے چست اور چالاک بنی ہوئی سوا گلزارِ بستی و حالی سب سے گاہی تا
 زنجاری غافل کشتیِ سخا کی کپاسی پستی زعفرانی آودا نافرمانی سحر سی کا سنی کا فوری شہ
 مستدلی اگرئی سردی ملا گیری آبی کارگری حسری تجنی پیاری تافنی تاریخی سنہری پشو ازین از
 وردا من حوتی ٹکے ٹکائے اور دوپٹے رنگ رنگ اپھل پلو کوٹا پٹھ چکا لہر کو گھروبت اور کرن سے
 سب سے سجائے اور شروع گلبدن کغواب طلسم زری زربست تاجی کے پانچاے مغرب مصالحہ دارینہ
 ہوئے اور طرح طرح کے زیور خراومرغ کاربائے بالیاں بندے سب سے سب سے چھکے چلوپی است لڑک
 دھکدگی جگنو چنپا کلی موتی مالاموہن مالا نورق ٹونگے جوشن بازو بند آگلو مٹی چھلے اتنی چری نیہ
 علی بند تیکا پو پو پو جی جی تیکری چوپے دتی توڑے پاریب گنگر و کڑے چھڑے سے آراستہ اور لری ہوئیں اور
 جواہرات تیتی ہیرا آلماس پکھراج نیکم فیروزہ یا قوت زہرہ تسنیا بعل اور ٹوٹیون میں تکی ہوئیں فرج
 کی فرج ایک جھکڑے کے ساتھ جو آگلیں تو داوی واہمن دالان ہکان راہ اندکا اکھا را بن گیا
 ساوجی سازون کے ٹھاٹھ پر دے ٹھیک ٹھاک کر کے ساتھ دینے کو کھڑے ہو گئے دھردپ کی آلاپ کپاچ
 کی تھاپ سازگی کا آلاپ ٹھوڑے کی بھنک ٹیلے کی گنگ گنگری کی کک رات کارنگ ترانے کا رنگ
 سسرون کی ملاوٹ کی کپھاوٹ کھرچ کی تان آتج کی اوٹھان مسز لون کی پکار گنگرون کی جھنکار
 گلے کی نرمی آواز کی گرمی دریا یون کی صفائی لچکا ہون کی روکھائی پشو کا کچر داسن کی ٹھوکر کر کے
 توڑے گردن کے ڈوسے تال پر جانا اتم پرانا گویا ہر تان کے ساتھ جی اور جان کا آنا جانا تھا پتے اور
 ٹھمری اور خیال کو کون خیال میں لانا تھا وہاں بہر مشوق چھراگ چھتیس راگتی کو بھی چنگیون پا
 اور تانا تھا گدینا اور بار بار جو وہاں ہوتے تو کان پر ہاتھ دھرتے اور بیان تالینن آویجو باد سے جو
 زہرہ ہوتے تو آج مرتے رات بھر تو راگ رنگین گزری صبح ہوتے جو ملنے کے حلقے نے صفت باز دھک

کامنا شروع کیا تیرا اچھا بنایا بنے آریوے بس تمام مجلسِ مجموعی اور کسی طرف نگاہ نہ ٹھہرتی تھی وہ نہ
کا طور کا وقت اور یہ رات کی جاگی ہوئی حورین کل گئی پوشا کین کچھ سے ہوئے بال گورے گورے
گالِ نغیواب سرمد آلود انکھوں میں شمعِ مسیح دُور سے بار بار کی انگڑائی کا عالم دیکھ کر بجز آفتابِ آفتاب
صبح کا گریبان نوشتہ کے سر پہ کھلائے ہوئے پھولوں کا سہرا اور اسکی بھینی بھینی خوشبو سے گلِ مدعا تھا
اور نیم سحر کا دامنِ پردن چڑھے براتِ رخصتِ رویہ اشرفیان موتی جھانے پر لٹاتے ہوئے
اوسے دھوم سے گھر میں آئے موافق ارشادِ عالی کے حالِ شادی کا مفصل عرض کیا کیا و التسلیم

تیسری فصل

ہر چند قرینہ یہ چاہتا تھا کہ جیسے دوسری فصل میں چھوٹوں کی طرف کے خطوطِ بڑوں کے نام اور
اوسکے جواب لکھے گئے دوسری تیسری فصل میں بھی لکھے جائیں لیکن اُن خطوط سے جو دوسری فصل
میں لکھے گئے لکھنے کا طوطا معلوم ہوا اس واسطے لکھنا ایسے خطوں کا اس فصل میں محض بیفائدہ جان
بغضِ رقعات متفرقہ لکھے جاتے ہیں قاعدہ جب یہ بات معلوم ہو گئی کہ اردو فارسی اور عربی اور ترکی
اور ہندی سے مرکب ہے تو اب اس بات کا ارادہ کرنا کہ اردو کی تحریر اور تقریر ایسی کیجاوے کہ اس میں
کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے محض بیفائدہ ہے بلکہ ایسی صورت میں بولنا مشکل ہو جائے
کس واسطے کہ بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ اردو میں وہی مستعمل ہیں مثلاً خدا اور رسول و پیغمبر
ہوتے ہیں اگر کوئی چاہے کہ کوئی لفظ ہندی تلاش کرے تو شاید زبان بھلا کھا ہوگی پس
خدا کو بھگوان اور شمع کو دیپکا و چراغ کو دیا اور صندل کو چندن اور سر کو کپاڑا بولتے لکھتے تو ایسے
تشککات سے اردو جسکا نام ہے وہ اردو نہیں باقی رہتی ہے ان دنوں سرکارِ انگریز بہادر کی عملداری
میں جو تحریر اردو کی جاتی ہے بعضے لوگ خواہ مخواہ بھی اپنی قابلیت دکھانے کو ترجمہ پر غش کر لیتے ہیں
جیسے لائق اور قابل کا ترجمہ جوگا لکھ دیا کرتے ہیں یعنی جس جگہ لکھنا ہوتا ہے کہ اس کپڑی کو قابل
لائق نہیں ہے وہاں لکھا کرتے ہیں کہ اس کپڑی کے جوگا نہیں ہے مگر یہ سب زینش اور کو شش

اونکی بنیادہ اور رنگان ہے کس واسطے کہ ہر آخر مقدمے کو مقدمہ اور مدعی علیہ کو مدعی اور
مدعی علیہ اور حاکم کو حاکم کی لکھنا پڑتا ہے اور بہت سے الفاظ ایسے ہیں کہ چاروں جا رہی لکھتے ہیں
اور ہندی اور کسی نہیں بنا سکتی جیسے شے دعویٰ اور وجہ ثبوت اور بنائے فی صحت اور نشا و نحو
اور مثل اسکا حاصل یہ کہ نہاد ایسی بات کا بہت شکل ہے مگر وہ ان اگر کوئی بقوہ فکر و تلاش سے ہیا
لکھا جاوے حسین کوئی لفظ فارسی اور عربی کا نہ آوے تو وہ صنعت میں داخل ہے اگر چاہا تو
عربی نہونے کے سبب اسکے اردو کو بہت خوب کہیں گے چنانچہ

رقعہ کہ آئین ہندی کے سوا کوئی لفظ عربی اور فارسی نہیں ہے

بیانی میرے جیتے رہو جیسے تم گھر سے میرا بہت ہمیں رہتا ہے ڈیڑھ مہینہ اور وہاں
بیٹھا رہتا ہوں میں تو بہتیرا چاہتا ہوں کہ بیان کے کین اور چلا جاؤں پر کیا کروں جی سچ
رہتا ہے کہ جاؤں تو کہاں جاؤں اور رہوں تو ہی نہیں مانتا ہے اور گھر سے نکلتا چاہوں تو
کہاں سے پاؤں یہ بڑا اندھیر ہے کہ تھیں نہ دیکھوں اور چیتا رہوں اب مجھے جیسے کا آہستہ نہیں ہے
آگے اسکے کیا لکھوں

رقعہ حسین ہندی و فارسی کے سوا عربی کا کوئی لفظ نہیں ہے

مہربان میرے خوش رہو نہ اچکا پوٹھا دل کو خوشی اور شادمانی ہوئی گڑگڑائی اور حلیم و سرنوش
نقزی اور نیچہ جواب نے مانگا ہے بیان کے بازار اور چوک میں ہر خند تلاش کرتا پھر اگروستیا
نہو اچھا نہ چاہا تو ایک عینے میں سب خیرین فرمائی بنوا کر داندہ کر دگا آگے نیاز

رقعہ حسین ہندی اور عربی کے سوا فارسی کا کوئی لفظ نہیں ہے

مشفق میرے سلامت رہے مکتوب مرغوب پہونچا مقدمہ کا حال معلوم ہوا حقیر کو سب طرح صلاح اور

قصیدہ منظور ہے مدعی چاہے یوں معاملہ کرے چاہے نا انشی مقرر کر کے طو کرے مجھے حضرت کے اشارہ سے مطلق عذر اور انکار نہیں ہے والسلام قائدہ فارسی کی بعضی انشادوں میں اکثر قصیدہ صنعت کے ایسے دیکھے ہیں آئے ہیں جس سے لڑکوں کی دل لگی بہت ہوتی ہے مثلاً بعضے رقعہ میں اول سے آخر تک الف نہیں بعضے میں بے یا اور کوئی حرف نہیں ہوتا اور مثل اسکے اور بھی صنعتیں کرتے ہیں سوا اگر کوئی ارادہ کرے تو یہ بات اردو میں بھی ہو سکتی ہے جیسے:

رقعہ الف سے خالی ہے

بندہ پروردگار سے ہم لکھنا پونجے و ملی کی کچھ خبر بھی معلوم ہوتی نہیں طبیعت ہر وقت ہر خطہ متعلق رہتی ہے دوستوں کی محبت بزرگوں کی شفقت کسی وقت نہیں بھولتی دیکھے یہ سفر کی تکلیف کتنا ہے جس مطلب کے لیے گھر سے نکلے معلوم نہیں کب ہو وطن کب تک پہنچیں میںک سب بہت تھکے حضرت کے لیے خریدی ہے بیچھے سے کسی صنعت کی معرفت پہنچا لی

رقعہ جبین بے کا حرف نہیں آیا

کوہ فرامیرے سلامت ہے عنایت نامہ امام علی آدمی کے ہاتھ آیا سر فراز فرمایا انگوٹھیاں پہنے اور فریاد کی اور چلے اور موتی مالانہایت تھکاؤ نہیں جو عنایت ہوے یہاں کے جوہر یوں کو دکھایا ہر ایک نے دیکھ کر تعریف کی اور کہا کہ ایسا مال ہماری دکان میں نہیں ہے وہی لکھنؤ سے منگا سکتے ہیں اور موتی ملے کو نہایت تھکے اور خستہ ظاہر کرتے ہیں

رقعہ جسکے کسی لفظ کے پڑھنے میں ہو ٹھٹھ سے ہو ٹھٹھ نہیں ملتا

سعادت نشان عزیز از جان ترا و قدرہ تعطیل کے دن نزدیک آئے اور روانگی کا عرض قلیل لگیا اسٹل لکھنؤ سے اور سب کا زری آگے سے روانہ کیا جاتی ہے فقیر شوال کی اکیسویں تاریخ آدمی رات کو اگر وہ

رقعہ جسمیں سب نقطے نیچے ہیں

برادر صاحب مگر میری مجددہ میرتہ علی صاحبہ لکھا دی سے اور تجھے بڑی راہ و رسم ہے بکار کیے
سب سے گہرا کے آپ کے پاس چلے گئے اس واسطے مجھے یہ ایسا ہے کہ جس طرح ہو سکے آپ صاحب
ممدوح کی کسی جگہ سہی کر کے کوئی کام لائے

رقعہ جسمیں سب نقطے اوپر ہیں

مخدوم دوستان سلامت نواز شہر حضرت کا نازل ہوا تھنا عشر یہ موافق ایشا و ملازمان لا ارسا
کرتا ہوں و رکند تا سہ خوشخط ملا اگر لیتا تو ضرور روانہ کرتا تھوڑا سا عطرحت اگر ممکن ہو مرحمت ہو

رقعہ نظم اور شرو و نون میں پڑھا جاتا ہے

جان اہل نیاز بندہ نواز، بعد تعظیم اور عجز و نیاز، یہ گزارش ہے آپ سے کہ دعا، آپ کے حق میں بہن
کرنا، اور ہمیشہ فراق میں مرزا، دل کو ہر وقت مضطرب کرنا، کب تک خراکین جو قضا،
آئے تو بندہ بیگناہ مرا، حال سے اپنے مطلع کجے، اور جلدی مری خبر تھے فقط

فصل چوتھی ضروری قاعدہ و نکے بیان میں

یہ قاعدہ چھوٹے چھوٹے رفات اور نصیحتوں کے خطوط یعنی لطیفوں کے ساتھ وغیرہ تحریر کے دستور
رقعہ مہربان میرے سلامت رہے آج مدرسے میں امتحان ہے اور میں اپنے گھبراہٹ میں
اس واسطے میری خدمت گار آپ کے پاس پہنچتا ہے آپ میرے مکان پر جا کر وہ کتابیں جو
میرے سرخانے کے طاق پر رکھی ہیں ابھی آدمی کے ہاتھ بھیج دیجیے تو وقت نہ بچے نقطہ
رقعہ ۲ شیفین میرے سدا آپ آج بھی مدرسے میں نہیں آئے دوست آپ کے نامہ ہو چکے آپ کے بارگاہ

حضرت سے آگے بڑھ گئے اس واسطے دوستانہ لکھتا ہوں کہ آج راکو بندہ خانے میں تشریف لاکر
دو دنوں سبق جو مخبر سے یاد کر لیجیے تو اپنے ساتھیوں کے برابر ہو جائیے گا۔
رقعہ ۳ میر صاحب مخدوم میرے سلامت ہمیشہ رہے عنایت آپکی بعد سلام اور نیا کے عرض
ہے کہ بہار دانش آپکی جو بندہ نقل کو واسطے لایا تھا سو پہنچی رسید و سکی عنایت فرمائیے۔
رقعہ ۴ عزیز میرے حیرت سے رہو مگر نامہ نبی کے چھاپے کا جو تھے انکا تھا سو ہاتھ نہیں آیا
لیکن لکھنؤ کے چھاپے کا بت صاف اور صحیح کہ میری دانست میں نبی واسے سے کہیں بہتر ہے
ہم سوچا کہ بھیتا ہوں اگر پسند آئے تو کھدو نہیں فرما بھیجیو کہ واپس کر دیا جائے۔
رقعہ ۵ حضرت سلامت اگر کوئی چاقو قلم تراش راجس کے ہاتھ کا بت اچھا لگتے سو آپکے
پاس آیا ہو تو بھیج دیجیے اور اسکی قیمت سے مطلع کیجیے اگر پسند آئیگا تو لوگ انہیں تو پھر دون کا
رقعہ ۶ عزیز میرے بھتیے رہو بعد دعا کے معلوم ہو کہ کل جسے رقعات عالمگیری اور کاغذ لگا تھا
سو کتاب ایک دوست کے پاس سے منگا کر مع ایک دستہ کاغذ اور سات نیزے قلم اور
سیاہی اور شخرف کے بھیجتا ہوں چاہیے کہ نقل لیکر مہل نسخہ ہمارے پاس بھیج دے فقط
رقعہ ۷ جناب قبلہ دیکھ میرے ہمیشہ رہے سایہ پاک کترین فدویت گرین آداب تسلیمات بجا لاکر
عزم کرنا ہے کہ آج مدرسے میں اس بات کی بحث تھی کہ نور چشمی کا لفظ مرد کو بھی لکھنا درست ہے یا
نہیں کوئی کہتا تھا کہ مرد اور عورت دونوں کو لکھنا درست ہو کوئی کہتا تھا کہ مرد کو لکھنا جائز نہیں ہے
جو کسیکے بیان سے خاطر جمعی نہ ہوئی اس واسطے حضور کے ہنسا کر کہتا ہوں کہ حضرت اس امر میں فرما دیجئے
جواب وسکا بر جزو دار نہ چشم ہرچہ دراز ہو عجز تمھاری بعد دعا کے واضح ہو کہ نور چشمی کے لفظ پر
آگے بھی بحث ہو چکی ہے ریزر احمد حسین قتیل کا قول یہ ہے کہ مرد کو بھی لکھ سکتے ہیں کہ واسطے کہ لیلے
اوہین یاے نسبتی ہے یعنی وہ نور چشمی ہے آنکھ کی طرف خواہ یاے تکلم ہے میری آنکھ کی روشنی اور
یہ جو بعض لوگ اسکو بای تائیت جیسا بیٹا اور بیٹی اور پوتا اور پوتی میں ہے سمجھا کر مرد و عورت کو واسطے
درست جانتے ہیں سو غلط ہے اور کسی بزرگ کا کلام یہ ہے کہ نور چشمی میں سوائے یا تائیت کے

اور کوئی بے نہیں ہو سکتی کہ واسطے کہ نور چشم فارسی کا لفظ ہے یا نہ لفظ اور بے نسبت کی ترکیب
 اس کے ساتھ کہ نہ درست ہوگی اور کا جواب میرزا قنیل لکھتے ہیں کہ عجیبوں نے فارسی کے الفاظ میں
 بہت سے تصرفات کیے ہیں جیسے مرغن اور لیب اور ذوی انور شیدین وغیرہ پھر بے نسبت کی ترکیب
 نسبت کی ترکیب میں کیا قیامت لازم آتی ہے اور اگر ایسی ترکیب درست بھی جائے تو قیامت کا بھی لفظ
 مان کے سوا باپ کو لکھنا کبھی درست نہوا کسی استاد کا شعر بھی سند کے طور پر لکھا ہو بہت فخر و
 اقبالان صغیر دور امیر نو قبلہ کا ہی گوید ان محراب پرور اور میرزا قنیل کا قول مل معلوم ہوتا ہے واللہ اعلم بالصواب

خط نصیحت کے طور پر

برادر عزیز سراپا تیز خوش اور محظوظ اور آفتون سے محفوظ رہو بدعا اور شوق دیدار کے وضع ہو کہ
 آدمی وہی عاقل اور ہوشیار ہے جو اپنے نیک سے خبردار ہے کہ اگر کلفت کے بعد راحت و مصیبت
 کے پیچھے نہ سرت نصیب ہو تو انسان کو لازم ہے کہ پیش و آراء میں وہ سوچ و عالم بھول نہ جائے ابھی
 کی بات ہے کہ تم نوکری کی تلاش میں اتنے سرگرداں اور پریشان پھرتے تھے جس کا بیان نہیں ہو سکتا
 اب خدا خدا کر کے بڑی سعی اور کوشش سے جو نوکری ملی تو سنا جاتا ہے کہ کلیج اور تماشے میں واقعات
 ضائع اور سرکار کے کام میں اکثر غفلت کرتے ہو اور جو کوئی کچھ سمجھتا ہے تو بیٹھے بیٹھے انا بیت اور
 کی نظیر و دیگر جواب دیتے ہو کہ ادھکا کیا ہوا جو ہمارے واسطے کچھ ہوگا سو یہ بات عقل کے بہت خلاف ہے
 یہ زمانہ بہت نازک ہے دوسرے کی ڈھٹائی دیکھ کر آپ بھی ڈھیٹھ ہو جانا عقل مندوں اور دانشور دنیا
 کام نہیں ہے اس واسطے ایک لطیفہ رحیل یاد کیا کہ ایک بار نے مرغ سے پوچھا کہ تجھے لوگ
 خوشی سے پالتے ہیں ہر وقت گھردن میں دانہ چکاتا رہتا ہے اور غروب آسودہ ہو کر کھاتا پیتا ہے
 پھر اس کا کیا سبب ہے کہ تجھے جپ پکڑتے ہیں تو بھاگتا پھرتا ہے اور بیادہ کرکڑا تا اور چلاتا ہے مجھے دیکھ
 جب ہاتھ سے تھکا رہ چھوڑتے ہیں تو پھرتا ہوں اور تھکا کر کے مجھ سے ہوجاتا ہوں مرغ نے جواب دیا میں نے
 اپنی قوم کو اپنی آنکھ سے فوج ہو جاتے اور ادھکا کیا بنا مئے دیکھا ہے اس واسطے بھاگ کر اپنی جان بچا

اور شور و فریاد مچاتے ہیں لیکن کسی باز کو بھی قیام ہوتا ہے اور جان کو متے نہ دیکھا ہے نہ سنا ہے اس میں
ہمارا بھانگنا بچا اور گر کر مارا رہا ہے فقط غریب میرے اپنی عزت اور حرمت اپنے ہاتھ ہے تمہیں اپنے جس کے
لوگوں پر قیاس کر کے اچھا کام کرنا چاہیے انہوں نے میرے کاموں سے کیا کام اونکے اعمال کی جزا
اونکے لیے اور اپنے اعمال کا نتیجہ اپنے ساتھ ہے ایسا کام مت کرو جو نہ کری بھی ہاتھ سے جاے اور پردہ
پر بھی مروت آئے زیادہ دعا ایضاً شہر کے پیشوا علما کے مقتدا فقر کے رہنما سلامت رہے نیاز و
عقیدت کے لوازم اور خلوص اور ارادت کے مراسم ادا کر کے گزارش کرتا ہوں کہ کترین اور گھر کے
بب چھوٹے بڑے غیریت سے ہین اور حضرت کی صحت اور تندرستی خدا سے چاہتے ہین ابنِ دنوں
اکثر لوگوں کی زبانی سنا گیا کہ آپ مروت اس خیال سے کہ حیدر آباد میں شاعروں کی قدر بہت ہے
نو کری جیسے کہ حیدر آباد شریفین بجا یا جاتے ہین ہر چند کہ آپ کو عقل کی بات سمجھائی گوا بقہان کو محنت
سلجائی ہے لیکن دشمنوں کا قول سنا آتا ہوں کہ نہ راق مطلق اگر آدمی روٹی عزت اور طینان کے
ساتھ دے تو آدمی ساری کیواسے اہر و بیری کرے اور اسید وار ہے کہ جسے یہ آدمی دی پوری بھی
دیگا حضرت کا حاکم قدر دان اور آپ پر بہت مہربان ہے باوجود اسکے ایسا ارادہ اللہ صلیت کے خلاف
ہے میری تو خیال نہیں کہ آپ پر متعزین ہو کر متعزین ہوں لیکن خون اس بات کا ہے کہ حکیم کے سے
خواب کا حال خود سے لطیفہ ایک حکیم نے اپنی مجلس میں بیان کیا کہ میں نے آج ایک خواب بھیجا
آؤھا سچا اور اودھا جھوٹا لوگوں نے تعجب ہو کر پوچھا کہ وہ کیا خواب ہے کہنا کہ میں نے دیکھا کہ ایک تیر
کے مناجے کیواسے گیا ہوں اوسنے دو ٹوٹے اشرفیوں کے مجھے دیے میں اپنے مونڈھوں پر لاؤ کر
اپنے گھڑا ہوں اور مونڈھے دو ٹوٹے اودھ کے بوجھ سے دکھنے لگے جیسا کہ کھلگئی تباہی اشرفیوں کے ٹوٹے
تو جسے مونڈھے توڑنے تھے نہ پائے لیکن مونڈھوں میں درد اب تک ہوتا ہے سو بندہ تو انوکری چھوڑ کر
اتنی درد جانا اور سفر دور دراز کا دکھ اودھانا دور اندیشی سے بہت بعید ہے پھر اگر صحبت بابر اور آپ کے
کلام کا کوئی قدر دان اور خریدار ہو تو قدر دان کا خیال خواب پریشان ہو جائیگا اور تریباری اور
شرساری کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئیگا آئندہ آپ مختار ہین ایضاً شفیق غمخوار میرے سلامت

بعد حقوق ملاقات کے معاہدہ ہے کہ اپنے شہر سے ایک کپ قلعی کی راہ سے ایک کاغذ میں کچھ کچھ لکھ گئے
 ہیں جواباً و سکا طلب ہوا بارے فضل انہی سے حاکم مصنف کی رائے میں وہ حضور عداً ثابت ہوا اور
 معاف کر دیا گیا میرے صاحبِ نشان کو چاہیے کہ انکھ کو لکھ اور دیکھ بھال کر کام کیا کرے اور غفلت سے
 اتنا دھوکا نہ کھا وے کہ ایکو الزام اٹھاتا پڑے لطیفہ ایک شخص نے طبیب کے کہا کہ میرا پیٹ دکھتا ہے
 طبیب نے پوچھا کہ کج کیا کھایا تھا کہا کہ جلی روٹی کھا گیا تھا طبیب نے سر نہ دیا اور کہا کہ آنکھوں کا معالجہ
 پہلے کرنا چاہیے کہ واسطے کہ انکھ اچھی ہوتی تو جلی روٹی نہ کھاتا تھا بلکہ یہ کہ سرکار کا کام بہت ہوشیاری اور
 خبرداری سے کیا کیجیے فقط ایضاً بندہ پروردگار و عنایتِ سلام اور نیاز کے بعد گزارش ہے کہ شہر دہلی
 کا عمدہ ایکو مبارک اگرچہ فضل انہی سے آپ خود عاقل اور دور اندیش ہیں کیسے کھانے پڑ جانیکی
 حاجت نہیں ہے لیکن بے تکلفانہ اور دوستانہ ایک بات میں بھی عرض کرتا ہوں کہ اگر حکام کے
 رویہ و عزت اور آبرو اور مرتبہ بڑھانا منظور ہے تو دل سے فساد کا گھٹانا اور زبان کو جھوٹ سے بچانا
 چاہیے یہ لطیفہ مشہور ہے کہ لقمان حکیم کا بچپن میں کسی دانشمند نے امتحان لیا اور ایک بکری دیکر کہا
 کہ اسکو فوج کر کے جو عضو بہتر جانو ہمارے پاس لاؤ لقمان اسکا دل اور زبان سامنے لائے دوسرے
 دن پھر بکری دیکر بدترین اعضا طلب کیا لقمان نے پھر اسی طرح دل اور زبان ہی پیش کر کے کہا
 کہ اگر یہی دل اور زبان عیون سے پاک ہے تو سب اعضا سے بہتر ہے اور جو عیب سے پاک نہیں تو سب سے
 بدتر ہے مختصر یہ کہ اگر اپنے دل میں بڑی سامنی تو اپنی دشمن ساری خدائی اور جزایان کو جھوٹ سے
 آشنائی ہے تو حاکم کے نزدیک اپنی حقارت اور دنیا میں رسوائی ہے **قصہ منشی صاحبِ مخدوم**
 مکرم صاحبِ فقر محبوب دہلہ ازاد عنایتِ بعد سلام اور نیاز اور **قصہ منشی صاحبِ مخدوم**
 تقریر کی قدرت نہ قلم کو تحریر کی طاقت ہے عرض کرتا ہوں ظاہر ادبیات ہوتا ہے کہ خیال میں ناچیز کی
 ہزلیات کو جمع کر کے کلیات کے طور پر چھپوایا چاہتے ہیں اگرچہ شفقت اور عنایت کے سبب اس کے
 عیوب خاطر عالی میں نہ گزرتے ہوں لیکن حقیقت میں کوئی حرف بھی عیب سے خالی نہیں ہے قصہ
 کے واسطے یہ شہرت مجرم کی تشہیر سے کم ہوگی کلام انوکھی کے پسند نہ آئے گا اور یہ تمام اہتمام آپ کا

برباد ہو جائیگا آپ کو ناحق کی رحمت اور مجھے مفت نہامت اور ٹھانی پڑ گئی جیسے ایک شاعر کو مولانا جامی علیہ الرحمۃ کے روبرو رخصت حاصل ہوئی تھی لطیفہ ایک شاعر مہل گونے مولانا عبد الرحمن رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میں حج کو گیا تھا اپنا دیوان حجر اسود سے خوب ملا کہ اسکی برکت سے کلام اور سواد میں رو تسائی جا مل ہو مولانا بہت ہنسے اور فرمایا کہ اگر آپ نرم میں ملتا تو بالکل تیرک ہو جاتا اور ایک قطرہ بھی آنکھوں میں لگنا نہیکے واسطے ماتھ نہ اتا سو فیکر کرنا نہ اسی بات کا ہے کہ اہل جوہر اسے دیکھ کر آپکی تصنیع اوقات پر نہیں گے اور کہیں گے کہ یہ کلام بانی میں دھونے کے لائق تھا نہ چھاپا ہونے کے قابل بندنے کی دانت میں اسکا قصہ نہ فرمانا سب اور اس ارادے سے ماتھ اور ٹھانا واجب ہے زیادہ کیا گزارش کروں الیضا فرزند سعادتمند نور بصیرت جگر دراز ہو عمر تمھاری بعد دعا کے معلوم ہو کہ ہم اچھی طرح خیریت سے ہیں اور تمھارے گھر کی سب خیر و عافیت چاہتے ہیں فیضو خانسانا مل گل ہارے پاس پہنچا اسکی زبانی معلوم ہوا کہ ایک فقیر برائی تمھارے دروازے پر آکر بٹھرا اور یقین کیا کہ شعیبہ دکھا کر سونا بنانے کا قرآن کیا تنے سب لوگوں سے چھپا کر گھوڑے کا ساد بچا دو سو روپے اسے دیے اور وہ اوسی کو بستر و ٹھاکر کہیں چلتا ہوا اب تم اسکی تلاش میں سرگردان جنگل جنگل پھرا کرتے ہو بیشک تنے غلطی تو ہوئی کہ اس نکار کے قریب میں آگئے لیکن اب افسوس کرنا اور اسکی تلاش میں جا بجا پھرنا بھی حق ہے یاد رکھنے کے قابل ہے یہ لطیفہ کہ ایک پڑیا کسی زمیندار کے باغ میں جا کر کچے کتے میوے سب کاٹ جایا کرتی تھی زمیندار ہیشہ اسکی تاک میں تھا ایک دن انگوڑی ٹٹی پر جا ل لگا کر لکڑا اور فوج کرنے کا ارادہ کیا چڑیا نے زمیندار سے کہا جو تو مجکو چھوڑ دے تو میں اس احسان کے عوض تجکو کئی باتیں بتا دوں کہ اوسین تجکو بڑا فائدہ ہوگا زمیندار نے کہا تو پہلے بتا دے تو میں تجکو چھوڑ دوں چڑیا نے اوسکو تین نصیحتیں کہیں ایک یہ کہ حریف جو اپنے قابو میں آجائے تو چھوڑ دینا چاہیے دوسری بات جو قیاس سے باہر ہو یقین نہ لانا چاہیے تیسری گئی ہوئی چیز کے واسطے افسوس نہ کرنا ہے اور چوتھی ایک بات اور ہے کہ جب تو مجھے چھوڑ دیا تب کوئی زمیندار نے بعد سننے ان نصیحتوں کے

موافق اقرار کے اوسکو چھوڑ دیا تو چڑیا نے دیوار پر بٹھکر کہا کہ میرے پیٹ میں بیضہ مرغ سے بڑا
ایک موتی تھا اگر تو مجھے چھوڑتا اور زوج کرتا تو وہ موتی تیرے ہاتھ آتا زمیندار افسوس کرنے لگا اوسنے
کہا کہ اسے سادہ لوح تو میری بیوی تھی اس وقت بھول گیا کس واسطے کہ میں تیری حریف تھی
جب کچڑیا پاٹھا تو چھوڑنا کیا تھا اور بیضہ مرغ کے برابر تو میں نہیں ہوں تو پھر بیضہ مرغ سے
بڑھ کر موتی میرے پیٹ میں ہونا بالکل غلات قیاس ہے مگر تو نے اس پر اعتبار کیا اور اب جو میں تیرے
ہاتھ سے غل گئی تو اب افسوس کرنا محض لاحاصل ہے فقط غرض یہ کہ جو ہونا تھا سو ہوا اب اوس تیرے
کی تلاش اور افسوس کرنا محض بی فائدہ ہے آئندہ احتیاط کرو والدعا ایضا عزیز ارجاعات
اقبال نشان طال عمرہ واضح ہو کہ خط پہنچا حال معلوم ہوا دشمن جو تھارے درپے ہیں تم خدا پر
فکر کر جو کجا دامن پاک ہے اوسکو دشمن کی عداوت سے کیا پاک ہے نیک بختی عجیب چیز ہے اگر
نیت اپنی درست ہے تو دشمن قوی بھی سست ہے کیا تم نے نہیں سنا یہ لطیفہ کہ ایک میر اپنے
بادشاہ کے مرنے کے وعدے پر قرض دیتا تھا اوسکے دشمنوں نے بادشاہ کے حضور میں عرض کیا
کہ یہ شخص حضور کا بدخواہ ہے جو ایسا کلرزبان پر لاتا ہے بادشاہ نے اوس سے بلا کر پوچھا
کہ تو کیوں میرے حق میں ایسی بات کہتا ہے اوسنے عرض کیا کہ میں تو جہان پناہ کی خیر خواہی
کرتا ہوں کس واسطے کہ قرض کا ادا کرنا بہت شاق گزرتا ہے پس ضرور ہو کہ وہ دن رات
حضور کی سلامتی چاہتے ہیں لینے و حضور مرین نہ وہ قرض ادا کریں بادشاہ کو یہ بات سننے ہی
امیر کے ساتھ محبت کامل اور اوسکے دشمنوں کو ندامت حاصل ہوئی مگر وہ جلیں اختیار کرنا چاہے
کہ نیکنامی کے ساتھ مشہور اور حاکم راضی اور رعیت مشکور ہو حق تعالیٰ تمہارا نگہبان اور دوست
شاہ دشمن پشیمان رہے زیادہ کیا لکھوں ایضا بر جود ارسادات اطوار حفظ الہی میں ہو
بعد دعا اور تمنا دیدار کے واضح ہو کہ خط لکھا ہوا بارہویں ذیقعدہ کا پہنچا تھے جو لکھا تھا کہ
میان نور شاہ صاحب تمہاری مسجد میں بیٹھ رہنے کے ارادے پر آئے اور تم نے ایک حجرہ مسجد کا
خالی کر دیا لیکن دن کے بعد کبھی کبھری چھوڑ کے چلتے ہوئے کہ اب تک اونکا نشان و تہ

نہیں ملتا سود ریافت ہوا ہنسنے تمھیں پہلے بھی لکھا کہ اوکھا طرف ایسا نہیں معلوم ہوا کہ اس طرح
 یا توں توڑ کر سجدین بنیر رہیں چنانچہ ویسا ہی اتفاق ہوا حقیقت یہ ہے کہ نعمت اور
 توکل بہت مشکل اور بہت کڑوا گھونٹ ہے کہ اوس سے دم گھٹتا ہے شربت کا جام نہیں کہ کوئی
 حریص غٹ غٹا کر کیا رگی چڑھا جاوے دیکھو تو کیا خوب الزام دیا ایک کتے نے کسی بواہوں کو
 لطیفہ ایک فقیر خدا پر توکل کر کے کسی جا پر جا بیٹھا رزاق مطلق غیب کے کچھ رزق اوسے بھیجتا
 تھا اتفاقاً ایک دن اور ایک رات کچھ نہ پایا فقیر اٹھ ہی پہر کی بھوک سے گھبرا کر پہاڑ پر سے
 اتر آیا اور ایک یہودی کے دروازے پر جا کر سوال کیا صاحب خانہ نے تین روٹیاں بھیج دیں
 فقیر وہ روٹیاں لیکر پہاڑ کی طرہ چھ چلا اور اوس گھر کے کتے نے چھپا لیا اور بھوکنا شروع
 کیا فقیر نے ایک روٹی اوس کے آگے پھینک دی اور آگے چلا کتا وہ روٹی کھا کر پھر تیسرے دوڑا
 فقیر دوسری روٹی دے کر آگے بڑھا کتا وہ بھی کھا کر پھر سوچا تب فقیر تیسری روٹی بھی پھینک
 بھاگا لیکن کتے نے دامن کو تھم کر نہ چھوڑا فقیر نے کہا کہ اسے بھیجا تھے شرم نہیں آتی کہ
 اٹھویں پہر مجھے یہ روٹیاں تیرے ہی مالک کے گھر سے آئیں وہ سب بھی نے کھا لیں پھر
 اب میرے پاس کیا ہے جو تو ساتھ لگا چلا آتا ہے اور کیوں ناحق بھاڑے کھا تا ہے
 کتے نے جواب دیا کہ اسے پارسا شرم تھے چاہیے ذرا غور کر کہ میں کئی برس سے اس پر کبے
 گھر رہتا ہوں اور کہیں اور نہیں جاتا تو خدا کے دروازے پر بیٹھ رہتا تھا لیکن آٹھ پہر میں
 بھوک سے اتنا گھبرا کہ یہودی کے دروازے پر چلا آیا اب تو ہی انصاف کر کہ بھیجا کون ہے
 سوچنے کی بات ہے کہ مخلوق اپنے خالق کو برون بھول جاوے وہ حیوان کا الزام کس طرح
 نہ اٹھاوے شاہ جی کی کہلی تیسرے گودری بویا جو کچھ ہوا انکے گھر بھیج دیکو نکاب وہ نہ کھائے
 پاس آئینگے نہ اپنا منہ دکھائینگے رفقہ فرزند میرے خوش رہو بعد کامیابی دارین کے
 معلوم ہو کہ تمھیں امیر دن اور حاکم کی دربار داری اور اوکی خدمت میں حاضری کا
 اتفاق بہت پڑتا ہے اس واسطے لکھا جاتا ہے کہ ایسی باتوں کے واسطے علم مجلس ضرور رکارت ہے

اور یہ امر حاصل نہیں ہوتا جب تک انسان ہر فن سے ماہر نہیں ہوتا کہ جس فن کا تذکرہ آجائے
تو اوسمین موافق اپنی آگاہی اور وقیفیت کے مقبولیت اور ثنات کے ساتھ ایسی گفتگو کرے
کہ سنیے والے بہت دل لگا کر سنیں اور پسند کریں اور مداخلت اسی بات میں چاہیے جسمین
آپ کو دخل ہو نہیں مفت نداشت اور رسوائی ہوتی ہے چنانچہ یہ دو لطیفے ان دونوں باتوں سے
شہر دیتے ہیں لطیفہ ایک درویش کسی سے بولتا چلتا تھا ایک دن اکبر بادشاہ مع شیخ
ابوالفیض فیضی اور شیخ ابوالفضل وغیرہ ارکان دولت کے اوسکے پاس گئے مصاحبوں نے
آپس میں طرح طرح کی گفتگو شروع کی مگر درویش چپکا بیٹھا تھا فیضی نے کہا کہ شاہ صاحب! شاہ
آپکے ارشاد کے مشتاق ہیں حضرت بھی زبان مبارک سے کچھ فرمائیں تب درویش نے کہا
کہ تجھ سکندر جل کر نین اور مجھ سے کر بل کے میدان ملن کا تجھ پڑی ہو تیے اسے دیر سکندر
دو اقرنین اوریزید سے کہ بلاین کیا لڑائی پڑی تھی پس فیضی تو ایک علامہ عصر تھا کہنے لگا
کہ سبحان اللہ قطع نظر اور کلمات کے حضرت کو علم تو اربع میں کتنی بری مداخلت اور شہ قات
کیتا خوب درست ہے بادشاہ تو آزر وہ ہو کر اوٹھ کھڑے ہوئے اور درویش کی بے علمی
اوسکے بات کرنے سے ظاہر ہو گئی اگر زبان نہ کھولتا تو راز ڈھکا رہتا لطیفہ ایک شاعر نے
کسی امیر خیل کے پاس جا کر کہا کہ تو نے کچھ مال محتاجوں کے واسطے نکالا ہے اوسمین سے
مجھے بھی کچھ دے کہ میں محتاج ہوں امیر نے کہا کہ وہ مال صرف اندھوں کے واسطے
نکالا گیا ہے شاعر نے کہا کہ اس صورت میں تمنا میں ہی اوسکا سنتی ہوں کس واسطے
کہ حقیقت میں اندھا ہوں اگر اندھا ہوتا تو خدا کا دروازہ چھوڑ کر تیرے در پر کیوں آتا امیر کو
یہ کلام پسند آیا اور وہ مال اوسی کو دلو او بادیہ کیوڈہ درویش جو جاہل تھا اوسکو اوسکی
گفتگو نے خفیف کیا اور یہ شاعر جو عاقل اور قابل تھا تو اوسکی تقریر نے امیر کو شرمادیا دشمن
کے واسطے اسی قدر اشارت کافی ہے ایضا نور چشم میرے درباریوں اور علیحدوں کے واسطے
حاضر جوابی بہت ضرور ہے یعنی بات کا جواب بہت چست اور درست دینا چاہیے اور یہ بات

ہر شخص کو حاصل نہیں ہوتی تو علم اور ذکاوت پر موقوف ہے بلکہ اسکے واسطے ذہن اور فکر اور عقل رسا درکار ہے چنانچہ طبیعت کی رسائی اور نارسائی کا حال دونوں لطیفوں سے واضح ہو سکتا ہے لطیفہ کسی بادشاہ نے ایک عالم کو بلوایا اور یہ بھی لکھا کہ جواب کو فرصت نہ تو کوئی شاگرد ہی اپنا روانہ کیجیے اور انھوں نے ایک طالب علم بھیج دیا اور پچھتے دم سمجھا دیا کہ بادشاہ ویرارمین خرم گفتاری اور شیرین کلامی سے ضرور ہے طالب علم ویرارمین حاضر ہوا اور بادشاہ نے پوچھا کہ تمھارے استاد کے یہاں کس کس علم کا درس جاری ہے جواب دیا ورنی ریشم محل پوچھا کہ اوقات کس طرح بسر ہوتی ہے جواب دیا کہ پچھرا تجربی بادشاہ نے ان جوابوں سے متحیر ہو کر فرمایا کہ شاید اس شخص کو بالکل لیا کی بیماری ہو گئی تا چار عالم کو یہ سارا مابرا لکھا حضرت کیا عالم نے جو سبب ایسی بات کرنے کا پوچھا تو کہا کہ آپ نے خرم اور شیرین کلامی کرنے کا حکم دیا تھا سو میں نے ریشم اور ورنی اور محل سے زیادہ ترمی اور لڈو پیڑا برنی سے زیادہ شیرینی یاد کسی چیز میں نہ پائی اس واسطے ایسا کلام کیا لطیفہ ایک جاہل نے پیٹیری کا دعویٰ کیا بادشاہ نے اسے پکڑ لیا اور پوچھا کہ تو جو پیٹیری کا دعویٰ کرتا ہے تو معجزہ کیا دکھاتا ہے کہا دل کی بات بتا دیتا ہوں بادشاہ نے پوچھا کہ میرے دل میں اس وقت کیا ہے کہا کہ اس وقت آپ کے دل میں یہی ہے کہ میں بالکل جھوٹا ہوں فرمایا کہ ایسا دعویٰ کیوں کیا کہا کہ جو دعویٰ نہ کرتا تو حاکم تک کس طرح پہنچتا بادشاہ اس کے جوابوں سے بہت خوش ہوئے خلعت اور انعام دیکر رفاقت میں نوکر رکھا اور اندیش کے لیے اتنا ہی لکھنا کھات کرتا ہے واضح ہو کہ تلازمہ صنعت میں داخل ہے اور تلازمہ اس صنعت کا نام ہے کہ کسی چیز کو فرض کر کے اس کے سارے یا بعضے لوازم کو دوسرے مطلب میں ادا کوں اور یہ ادا کرنا ایسی خوبصورتی اور خوشنمائی کے ساتھ ہو کہ اگر دوسرا واقع ہو تو یہ نہ جانتے کہ کوئی لفظ اس لوازم کا بے محل اور بے معنی واقع ہوا اس کی مثال میں تین رستے لکھے جاتے ہیں فقط

رقعہ پہلا آخرت کے ملازمے میں

حافظ کریم فرمایا کہ زیادہ ہونے الطاف آپ کے بعد شوق ملاقات مسرت آیات کے کہ اوس کی تمنا میں ہوسے آتش دیدہ کی طرح پرمردہ رہتا ہوں گزارش یہ ہے کہ آج خدمت میں حاضر ہونے کا عزم بالخیرم تھا لیکن واقعہ عجیب پیش آیا کہ قاری محمد حسن صاحب کے انتقال سے جلسہ کا جلسہ درہم برہم اور سارا مدرسہ زیر و زبر ہو گیا اسی سبب سے متوقف ہو کر سنیۃ معذرت ارسال کیا جاتا تھا کہ حافظہ غیر شاکر صاحب ایک جلد کلام مجید لکھنؤ کے چھاپے کی آپ کے پاس سے لائے سبحان اللہ جیسا کلام اللہ میں پاتا تھا دیا ہی نہیں ہوا اگرچہ حافظہ محمد حسین صاحب اپنے چھاپے کی تعریف بہت مژدور شد کے ساتھ کرتے تھے لیکن اس کے خط کو اس کے خط کے ساتھ مطلق ذرا مستحسب نہیں ہے اب مجھے وقت کرنا چند طبلہ دن کا منظر ہے سودا اگر کا اگر چند روز ٹھہرنا ہو تو دیا مطلع فرمائیے ایسی طبع عالی ہدیتہ صحیف کی تلاوت کی طرف مائل اور دست از رو گردن مقصود کے ساتھ حاصل رہے السلام

رقعہ دوسرا شطرنج کے ملازمے میں

شہسوار میدان معنوت و صفازیت افزاے بساط محبت و دلا سلامت بندہ حرارت قلب کے عارضے سے تو حیران و ششدر رہتا ہے اب صنف دماغ کی بیماری نے اور بھی عاجز اور زبرج کر دیا ہے ہر دم ہی سوچ اور منصوبہ رہتا تھا کہ کدھر چلاؤں اور کون ایسی چال چلاؤں کہ یہ عارضہ بڑھنے نہ پاوے بارے ان دونوں حکیم شاہ رخ مرزا صاحب اس شہر میں وارد ہوئے تفریق ان کی اور سادگی مزاج کی بہت سنی جاتی ہے کہ ان کے نزدیک بادشاہ اور وزیر اور فقیر یکساں اور امیر و فیل نشین دونوں برابر ہیں مریضوں کی خبر گیری کے واسطے صبح سے پہنچ رات گئے تک بارہ درمی میں شطرنجی بچھائے بیٹھے رہتے ہیں بون توجیات محنت پر کسی کا اختیار

نہیں ہے اور زہر مہرہ آور شربت امارا اور غلی جھنڈی کون طبیب نہیں جانتا لیکن دستِ شفا
 بھی رکھتے ہیں اور غلاموں کو بیماروں کا مال مار لینے اور اپنی منفعت اور خورد و برد کے واسطے
 گران چیز بیچنے کی اجازت نہیں دیتے اس واسطے چاہتا ہوں کہ اون کی خدمت میں
 رجوع کروں لیکن مکان اور کافاصلے پر ہے پیادہ پا نہیں جاسکتا اگر کسی طرح کا مرج نہ تو
 علاج کو گھوڑا خواہ بالکی بھیج دیا کیجیے اور کچھ سائل ہو تو یا رشتا طرہوں نہ بار خاطر ہمت نہیں ہار
 یوں بھی جاسکتا ہوں نہیں تو لالہ اندر حبت چودھری یا مظفر زین واسے کی گاڑی کر ایسے
 کو مگالیا کروں گا ۔

رقعہ تیسرا گنجے کے تلماز مے میں

آفتاب سپر قدرت و قدر وانی ستر لچ اہل سخن و معانی سلامت جگنیر خان افغان ساکن
 رحمت گنج فائق علی اپنے بھائی اور ہمشیرہ اور غلام کو لیکر میر وزیر علی کی برات میں گئے جب
 نوشے کو نکلیا اور سقیہ کپڑے اوتار کر مرنج لباس شہانہ پہنا تا تب وہ غلام بہ تماش بد معاش
 چالاک کر کے اوتارے ہوئے کپڑوں کو فضل مین داب کر کہین چلا گیا ہر چند کہ چور کی تلاش ہوئی
 مگر سر دست ہاتھ نہ آیا جب کھانا تقسیم ہوا اور خان مذکور نے کھانا کھا کر روناں اور غلام کے
 واسطے اوس بے حیا کو تلاش کیا اور دستیاب نہوا تب بوجہ گئے کہ نوشہ کے کپڑے وہی
 بد ذات لے گیا یہ دریافت ہوتے ہی دونوں بھائیوں کے چپکے چھوٹے سب تراش خراش
 اپنی بھولے کہ اوس چور نے ہماری عزت خاک میں ملا دی بیچارے ندامت کے مارے اپنے
 گھر چلے آئے اب سنا جاتا ہے کہ وہ نک حرام منیو کی بین کی آپکی تحصیلداری کا علاقہ ہے ناور حکام
 ایک خانگی کے گھر میں چھپا بیٹھا ہے اس واسطے یہ نیاز نامہ مع اوسکے حلیہ کے کہ علحدہ ورق
 لکھا ہے خدمت میں بھیج کر تکلیف دیتا ہوں کہ اوسکو جلد گرفتار کر کے ادھر روانہ فرمائیے ۔
 معافی نہ رہے کہ اُمرا اور حکام کی ثنا اور صفت کا انداز تو اس کے دیا ہے سے معلوم ہو گیا

لیکن اگر باغ اور مکان کی تعریف منظور ہو تو اس کے لکھے کا طریقہ ہے

تاج گنج کے روئے کی تعریف

تاج قلم کا دماغ پھولوں کی خوشبو سے معطر ہے کاغذ کا صفحہ آئینہ کی سفیدی کی طرح منور ہے نظر کا ڈور مار گھلن کی طور پر تگین ہے نگاہ کا تار رشتہ نگہ رستہ کے مانند بنارین ہے کس واسطے کہ مجھے ایک باغ اور مکان کی صنعت لکھنی منظور ہے جبکی سیر سے چشم مردم میں نور ہے اس کے صحن اور دالان میں خدا کی قدرت کا گلن کھلا ہے چین اور میدان میں صانع کی صنعت کا تماشا ہے وہ کون مکان اور کیسا گلستان خوشا بھان ایسے بادشاہ عالی جاہ کا تیا سگا ہے کون قصر اور کیسا ایوان جو جناب عالیہ بادشاہ سلیم کا آرام گاہ ہے جس جگہ یہ دونوں آفتاب باہتاب سوتے ہیں چاند اور سورج دن رات اوس زمین کے تار ہوتے ہیں تاج بی بی کا روضہ جہان میں مشہور ہے اور بہرمن اوسکا جنت کی خوشبو سے معمور ہے اکبر آباد کیا بلکہ بارے ہندوستان کی اس مکان سے عزت ہوئی ہندوستان کیا بلکہ تمام روئے زمین کی اوس زمینت ہوئی اس چین کی ہوائے جو پھیلوں کی پابوسی سے خیال دماغ کو معطر کر دیا تو باغ کی عفتا نے نگاہ کے ذہن کو گلشن کے دامن کی طرح پھولوں سے بھر دیا سبحان اللہ کیا روضہ ہے کہ رضوان سیکے لطیف اور لطافت سے راضی اور خوشنود ہے بارک اللہ کیا باغ ہے حسین بہشت کی بہرنت موجود ہے سورج باغ کا ایک زرد آلو ہے چاند اس چین کا گل شہو ہے پہلے دروازے کی بندی دیکھنے کو جو آسمان گردن اور سر اوٹھائے تو اسکو انتخاب کی گڑی بیٹھائی شکل ہو جائے دونوں بازو کے سرے سے محراب کی چوٹی تک کلام مجید کا سورہ چوب قلم سے جو لکھا ہے عقل اوس طلسمات سے حیران ہے کہ ہر حرف جیسا نزدیک سے نظر آتا ہے ویسا ہی دوسرے دکھائی دیتا ہے اس فن کے مقبر انصاف سے دیکھیں یہ بات کیسی مشکل اور کس طرح کی تقسیم کامل ہے سنگ مرمر پر سنگ موسیٰ کی چچی کاری

یا آگہ سے سپیدی پر تیلون کی سیاری کی نموداری یا مشرق میں کافر کے قریب پر شک کے
 والے پڑے ہیں یا ہیرے کی تختی پر نیلم کے گین جڑے ہیں نیارا آسمان کی طرف تعجب کا ہاتھ
 اوٹھائے ہے کہ یہ غم دیکھیے اور اس بارگاہ کے ساتھ ہمہ سہی کا دعویٰ اور دم دیکھیے محراب
 غم ایرد سے اشارہ کر رہا ہے کہ اندر جا کر ذرا بہار کا عالم دیکھیے نہیں نہیں بلکہ غلطی ہوئی مجھے
 کہ محراب کا اشارہ یہ ہے کہ پہلے جو اسکو یہاں طاق پر رکھ جائے تب اس کے قدم بڑھائے
 پس جو اوپر چو کھٹ ناگھنے کی عزیمت ہوئی تو اوپر عقل اور حرکت رخصت ہوئی سیر سے
 سیر ہونا تو گاہ کے ہاتھ ہے لیکن حیرت یہاں ہر قدم کے ساتھ ہے سب کے پہلے بہار کی
 عکاسی بڑی شوکت اور شان کے ساتھ نظر پڑتی ہے مینے دور وہ سرو کے درخت نیک نیت
 جو انون کی طرح حسن کے جوہر سے اکڑتے ہیں زرد کے بھاری تو کیا حقیقت ہے جو اس کے
 ساتھ تشبیہ دون مگر باں لکھون تیون لکھون کہا پتھے اچھے سبز پوش مشوق ہر قطار میں
 کھڑے ہو کر ناز و انداز سے انگڑیاں لے رہے ہیں یا قلمان بہشت سے آکر آسمان کو اس
 بلخ کی خوبیوں سے خبر دے رہے ہیں نشوونما جو ہر چیز کو بڑھاتی ہے شاید سروی کے بل
 مین کمریہ یہاں آئی ہے یا آب و ہوا کی لطافت سے سرو کے پردے میں آپ ہی بڑھی جاتی
 ہے دو قطار کے درمیان جو ایک حوض زمین دوز اور طریل ہے گوئی سنیل اللہ سبیل ہے
 صاف پانی سے بھرا ہوا ہے او میں ہر سرو کے مقابل ایک ایک نوارہ جھوٹ رہا ہے
 اور ہر سرو نے زرد کے قوارے کا نقشہ اوڑا لیا اور پانی کے قوارے کے پیرے کو پانی کر کے
 بہا دیا بعد اسکے ملج حوض جو بہت شہر ہے نہایت خوبصورت اور خوشنما ہے آئینہ اسے
 دیکھ کر حیرت میں آتا ہے گاہ کا قدم بھلا جاتا ہے بہشت کی نہاد سکا خزانہ ہے آئینہ اسکا
 آبدار خانہ ہے بلکہ آئینے میں یہ روانی کمان اور وہ موجوں کی سلسلہ جنباقی کمان پانی
 اسکا دو دھڑے زیادہ مصفا ہے ہر سے زیادہ ٹھنڈا ہے چونہ جو شیر شست ہو جائے
 تو روا ہے پتھر جو بخ دو بہشت بن جائے تو کیا ہے ناز میں مشوق اس کے گرد بیٹھے ہیں لپٹا

اوس آئینے میں دیکھتے ہیں تو اون کے عکس سے صاف انکار ہے کہ پرے کو شیشے میں
 اوتا رہا ہے چاروں طرف سے قرارے چھوٹے ہیں گویا آسمان سے تارے ٹوٹے ہیں پانی
 زمین سے پانی کا درخت نکلتا اور پانی ہی کے پھل پھول سے پھلتا پھولنا خدا کی قدرت ہے
 آئینے کے شیشے سے موج کا کھڑے ہو کر چلنا اور ہوا کے ساتھ زور کر کے اوجھلنا عجب حکمت ہے
 عقل نے جب فکر کے دریا میں غوطہ لگایا تو دھنسنے کے اور حوض واقع ہونے کا سبب یوں
 سمجھ میں آیا کہ نگاہ پہلے اوس میں نہا کر پاک ہو لے تب روشنی کے طواف کی آرزو کرے اور رابطہ
 پہلے اوس کے پانی سے نکلیں کر کے منہ صاف کر لے تب بہار کی صفت میں گفتگو کرے اس
 حوض کی بادیں دریائی پہلی پھرتی ہے سینے میں آگ بھڑکتی ہے جوش کھا کر دیکھنے آتا ہے گویا
 سے سر ٹکرا کر بھیر جاتا ہے جس طرف آنکھ اٹھائیے اور جس طرف خیال دوڑائیے پہلا پہلی
 تو گرا تو تیا چنپا جو بی گیتی کیوڑا گلاب سدا بہار گیندا داؤدی گل عباس گل سفیدی ناتربو
 گل زنبق گل رعنا گل فرنگ گل چاندنی گل شہو گلنا سیوتی دوپہری سورج گھی لالہ نا فرمان
 سوسن ہزار زبان زنگس حیران قسم قسم رنگ رنگ کے پھول پھول رہے ہیں پیارے مسکاتے
 درختوں پر صبح شام کو دھوپ چھانہ کا عالم تپوں پر شبنم کی طراوت اور ڈالیوں پر خریوں کا
 غل پریوں کی آپس میں چھیڑ چیل زو جانوں کے غول بھولیوں کی مہنسی اور ٹھٹھول سین
 گل کے مہنتے کہیں بلبل کے چھپے ہیں مورا اور دھرتی کرتا ہے سنتوں کا جنون زور کرتا ہے کوئل
 وہاں کوک اور ٹھٹی ہے یہاں سینے میں ہوک اور ٹھٹی ہے سپیا جو وہاں بولا پی کہاں پھرتی وہاں
 بدن میں جی کہاں دہیڑکی اور دھرتی سے طور پر دھن ہے اور حیات کے جامے کی اور خیر
 ہے طوطے کی جوابات ہے گویا نبات ہے مینا کو شیریں کلامی سے کام ہے ناکاموں کا کام ہی
 تمام ہے جگنو کا چکنا باغ کا مسکنا دونوں وقت کا بلنا شبو کا چکنا سنبھل کا بال کھیر ناچھلیو کا
 حوض میں تیزا ہوا کا چلنا دل کا چکنا سبزے کا لہلہا ناچریوں کا چھپانا پر زادوں کا بھولنا
 شفق کا پھولنا گلزار خیال کا تماشا دکھاتا ہے یہ سمان دیکھ کر کوئی پھول سا پھولنا نہیں سہا ہے

کوئی بوسے گل کی طرح گرجان پھاڑ کر نکلا جاتا ہے بلکہ بے لاگ دل کو کھینچتا ہے شہیلی کی اہلی
 وضع پر روح شہید ہے شہیدی کی ٹیٹوں پر چاندنی لوٹ پوٹ ہے جسکی ہمارے چاند کے جگر
 بین دن اول پر چوٹ ہے عشق چوچر عاشق کی طرح بیچ وقاب کھاتا ہے تو بجا اور شریعے مقبوت
 کے طور پر سائے سے شہرنا ہے لالہ فعل سے بہتر تہہ زہر کا ہمسرہ کیا دیون کے کنارے کی ہری
 ووب کا شانی نکل سے زیادہ خوب اور مرغوب درختوں کے تھالے ہیں یا دودھ کے بھرے ہوئے
 پیالے ہیں آتشباری یا آئینہ پشت برہوار ہے پانی کی چادر پر نقش و نگار ہے قلم قدرت کا یادگار
 ہے نہر کی جو ایسی اکھیلین کی چال ہو تو دل کیونکر نہ پاٹال ہو متاب سرور کے ساتھ ہم غم
 ہے یا کوئی جوان سبز رنگ بادلوں پرش ہے گلزار کو دکھ کر لعل نگاروں پر لوتا ہے سبزے
 کے رنگ سے زرد ہر کھاتا ہے یہ لالے آتش کے پر کا لے ہیں جسکے دیکھنے سے جینے کے
 لالے ہیں اور دل ہی دل میں دن غ پڑتے ہیں چاندنی نے سبزے میں کھیت کیا ہے یا
 سبز محل پر تیش کبر کے چھڑک دیا ہے کتنے کو فلم کر کے ایسا برابر کیا ہے کہ اس کے پتے اور
 پھولوں سے گریسا ہے اور سرن بوٹیوں کا قالیچہ بچھا دیا ہے موسری کی جو بھینٹی بھینٹی خوشبو
 ہے تو صبا کو اسکی سبب ہے یہ ہارنگھار کی نگاریاں ہیں یا آگ کی چنگاریاں ہیں بہر حال
 رنگتیں ہیں یا قوت کا خون بہہ پالا لڑا زمین میں کھلایا جہاں سے شعلہ نکل پڑا اگر کتب و ہوا کی
 طاقت ہی ہے تو موتی صدف میں کھل کر کلیون کا روپ نکھائیگا اور مچھلی کا کاٹا سبز
 ہو جائیگا میرے کا نام زبان پر آیا اور عداوت کے منہ میں پانی پھرایا کو لا سنگتہ رنگتہ چکرتہ
 ناز کی تیون قدر و اگر تفتنا لو آتا رہیب ہی آگور آتاس نا شیا پی کیلا آؤ و سیر کرک شریف
 قرما ہے با دام ناریل چروچی تو آگ تہج الایچی کھل بر محل کہتے آملی جا میں پھلیند
 امروہ شہوت پوڑا کھرنی کروند کوئی ایسا پھل نہیں جو اس باغ میں نہوتا ہو اور ساگ
 نگار ہی سے لیکر خری لپٹی تک کوئی ایسی شے نہیں جسے باغبان نہ بوتما ہو کہ میں کوئی سنگتہ
 چین کا چین آگ بھجور کا جو گیا کہ میں فالسے کی رنگت سے زمین کا دامن اوڑھا ہو گیا سیسے

آفتاب کی رحمت دفع ہو جاتی ہے تب ہی برہن میں فرجی لاتی ہے تاں تپائی سے روح راحت پاتی ہے
 آفتاب نے خلق کے منہ پر قوت اور روح پران سے بھر دیے مشرق و قوت کے دانت کھٹے کر دیے اور
 بیوہ بیان کا غرور ہے جس پر دل ستاروں کا لوٹ پوٹ ہے آسمان دن رات سو سو طرح کا
 جھانک میں رہا تب انکھوں کی تڑپی سے ایک خوشہ پر دین کا کچا ہے بھرا کا سوا و صفت اس خیمہ کاری
 کے اب تک چکا نہ سکا کیلا یہاں ایک ایک گود میں ہزار ہزار جھلکا ہے مادہ نور ہاں آسمان پر
 اکیلا نکلتا ہے اس زمین کا اگر خزانہ یا سدا ہے پرست میں مغز اور سکا جلو اس ہے ہندو اور فرج کا
 آفتاب ہے جس میں موجود ایک ہی جگہ اب دو در ہے شہوت عالم کا قوت آخر بالکل شکر اور
 افرود علو اس ہے دو آہ ہو جنھوں پر مشرق و قوت کے تر خاوشی ہے کہ پر سے سامنے شیرینی کا
 و عوٹے نافع کو شہی ہے دوات قلم کی زبان چوتی ہے گویا تیکر پھر آفتاب کا غنہ کو چات سہا پ
 چیر نکلتا ہے اور اسکو مصری بتایا مالی ڈالیاں سرون پر ہے جا بجا کھڑے ہیں انعام کے سیسے
 اڑے ہیں کوئی پھولوں کا بار لا تا ہے کوئی گلہ سترہ دوسرے دکھاتا ہے پھر حور و صفہ نظر آیا تو
 سمان آنکھوں میں سایا کہ جو دیدنے خواب کی آنکھوں کے کھجی دیکھا نہ شیریں سے مثال کے کانون
 سے کہیں سنا ہے یرو و نہر ہے یا قلعہ برین آسمان ہے یازمین اسپر ستر کاس ہے یا سہج
 کی کرن گنبد ہے یا نور کا مسکن قیر تان ہے یا روضہ رضوان مکان ہے یا جواہرات کی
 کان ہے جو پتھر ہے جواہرات سے بہتر ہے صبح نئے مہر کے لسی صفائی تب خاک و مٹی
 صورت بنائی سنگ ہوئے گوشہ تجلی نے طور پر جلایا تھا دس درگاہ کی صرف میں آگاہی
 سایہ دریا میں ایسا رہتا ہے جیسا برج آبی میں آفتاب حوض میں چاند ایسا نظر آتا ہے
 جیسا دریا میں جہاب دیوار میں منہ نظر آتا ہے گویا آئینہ ہے جلا کیا ہوا گنبد سے دماغ تارہ
 ہوتا ہے گویا قراہ ہے گلاب سے بھرا ہوا صبح کی طہا شیر سترکاری کی صرف میں لائی گئی
 جو ایک دہی نور کا عالم دکھاتی ہے رات کا شکر و شفق کی زعفران پس کر گارے میں
 ملائی گئی جوج ملک وہی خوشبو دماغ میں آتی ہے آفتاب کے ترخ کا عوٹ پر ذکر مناسب ہے

پیا لے میں موتی کی آب سے ملایا تھا جو چوٹے میں یہ نور اور ایسی صفائی ہے بہشت کے کافور کو شفق کے ساتھ آفتاب کے کمرل میں پسکے صبح کے دامن میں چھانا تھا جو رنگ نے یہ آب زاب پائی ہے جالیوں کی نزاکت میں عقل کام نہیں کرتی کہ تپہ کو موم کر کے بال کا قلم پار کر دیا ہے یا خیال کا جالا سمجھ کر نگاہ کی نوک سے جیسا چایا کام بنایا ہر ایک جالی میں وہ ملاحظت ہے کہ دیکھنے میں نیپر کی حالت ہے کاغذ وصلی پر حرفوں کا او بھرا پن تو معلوم بھی ہوتا ہے یہاں پھر کی کچی کاری کا تہ جو نظر آتا ہے نہ پونہ اور جوڑ نہ کہیں سے بہت ہے نہ بلند پھر قبر کا تعویذ اہل خیر سے اوکلی بار کیا ان سمجھنے کو عقل کو ادراک ہے نہ ادراک کو تیز ہے دیکھا جا ہیے کہ جب یہ مکان تمامی کی حجت اور زری نور لفت کے گنگا جمنی پناہی کے پردے اور وہ پہلے سنہرے بڑا موقع کار سہی سے جو پیش اور موتوں کی کھالوں اور ہیرے نمرود وغیرہ جواہرات کے آویزون سے بنا بنایا اور راستہ اور الماس تراش کنول اور مرد گیان اور جہاز خانہ کس نقشے اور بانڈ مائن اور دیو اگیر مائن اور قد لیون وغیرہ شیشہ الٹے سجاسیا اور پیراستہ ہو گا مجاہد کو اب پرتز اور تمامی اور شجری چادرین چڑھا چڑھا کر انگیٹھیان اگر او عود قناری اور شک تاناری اور جہر سار کی ٹلگاتے ہن گے جوڑیاں زمردی سنہری روہیلی گرو سے ہلاتے ہو گے تب کس اہل عبارت کی نظر ٹھنڈی ہوگی اور کیلک گاہ کام کرتی ہوگی بس کہ شیشہ در جس کے ابائے لکھنے کی ست ہوس کہ کلام طول ہوا جاتا ہے حاکم کے حکم سے عدول ہوا جاتا ہے جو بیانی تیری مشورہ ہے تیرے قلم کو ہر طرز کی تحریر کا زور اور قدور ہے پر فزائیش سے مجبور ہے کہ رنگین عبارت لکھنے کی اجازت نہیں نہیں تو تجھے کس طرز کی تحریر کی طاقت نہیں لیکن یہاں عجب کام کیا ہے کہ ساوگی میں گننی کانگ کما دیا ہر سوید و شونگی سیر کر لیے گلزار ہشیہ بہار جو اور جاسد وکی لفظیں کھٹکتا ہوا خار ہے

دوسرا قاعده

واضح ہو کہ ہندوستان میں شادی وغیرہ تقریبات کے رفات کثرت سے تقسیم ہوتے ہیں سیکڑوں اور ہزاروں کی نسبت پہنچتی ہے یہاں تک کہ اب تخفیف تصدیق کے اگر چھپانا ممکن

ہوتا ہے تو چھپو لیتے ہیں اور سب جگہ مسلمان اور ہندو دونوں قوم میں یہ رسم بہت جاری ہے اسکو نوپکے
تھے کہتے ہیں اور اب تک تو اکثر فارسی ہی نابین لکھے جاتے ہیں لیکن اگر اردو میں لکھا جائے تو اسکی صورت یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ ماشکر خدا کا کہ اندونون پر خوردار سعادت اطوار سید قدس
طال اللہ عمرہ کی شادی دہش ہے چنانچہ حبیب کی شائیسون تاریخ
سابق اور انٹھائیسون بھدی اور اونٹیسون برائی کی تقریب ہے
ارباب نشاما کے رقص اور سرود کا جلسہ قرار دیا گیا اسوٹے
اتماس ہے کہ تینوں تاریخ شام سے تشریف لاکر محفل کی
زیبا وزینت برعائے اور مستعدی کو مہربانست فرمائیے نقطہ
رستہ محمدیہ حسین

اور کتب اور قتنہ وغیرہ تقریبات کیواسطے بھی اسی طرز سے لکھا جاتا ہے فرق اسی قدر ہے کہ شادی
جگہ قتنہ خواہ کتب لکھنے میں آتا ہے اس طرح کہ حبیب کی شائیسون تاریخ سہ پہر کے وقت یا تیسرے
یا صبح کے وقت رجز دار قدس حسین طال اللہ عمرہ کا کتب خواہ قتنہ ہے امیدوار ہوں کہ تشریف لاکر
راقم کو سر فراز و ممتاز فرمائیے اور اس طرح کار تمہ سرخ کاغذ پر اور جس جس کو بلانا منظور ہوتا ہے اسکا
نام رقم کی پشت پر اور اپنا نام عبارت کے خاتمے پر لکھ کر اور کبھی تقاضہ کر کے اور سیر طر فین کے نام لکھ کر
تقسیم کرتے ہیں اور جو لوگ تھوڑے ہوتے ہیں یا کچھ لوگ کسی کچھری میں خواہ اور جگہ ایک جگہ ہوں تو
تو اکثر ایک بند کی پشانی پر اوپر سطح کی عبارت لکھ کر اسکے نیچے چھوٹے پھرنے لکھنے کھینچ کر ایک کا
نام دیک کر کے بھیج دیتے ہیں اور ہر شخص اپنے اپنے نام پر مالد کر دیا کرتا ہے اور غوس وغیرہ تقریبات
رجز سادے کاغذ پر ہوتے ہیں عبارت اسکی بھی اسی طرز کی ہوتی ہے یعنی یہ کہ خلائی تاریخ مجلس
شیرک میلاد شریف کی یا نفلان بزرگ کے غوس کی مجلس خواہ سماع کی محفل بندہ خانے میں قرار
پائی ہے قدم رنجہ فرما کر نواب ماسل کیجیے نقطہ واضح ہو کہ آدمی کا خط و خال جیسے ہندستانی

سہرا میں چہرہ اور سر کا رنگ زردی یا سرخ کی علامت ہے اگر چہ اس کا رنگ زردی ہو لیکن اس میں تحریریں
بھی ہوتی ہیں اور اس کے ہوا اکثر فاری کے الفاظ دیکھنے میں آتے ہیں اس واسطے خاص کر زردی میں
اس کی تحریر کا لکھنا یا جاننا چاہیے

حلیہ

سافلا یا گزرا یا گہرا یا کالانگ پٹے خواہ زلفین یا سارے سر میں جو بوسے خواہ کا لایا پیدا یا لایا
سرخندہ یا چوڑی خواہ تنگ پستانی بڑھا خواہ اوپر یا شروع جوانی یا بچہ بچہ میں بڑی یا چھوٹی یا
کرنجی یا بھنگی آگین ایک آنکھ میں بھٹی یا کالاجیا یا ہر پٹے خواہ چھوٹے کان چھوڑ خواہ گھنے دانت
اوپنی یا چوٹی ناک گال یا ہنڈیر یا جھان کھین ہو دو خواہ ایک تل ناک پر مسہ کاہ پر توڑی چہرے پر چہرے
کھین ہو گول یا کٹائی چہرہ سبزہ آغا یا سپین بھنگی ہر دین دار میں نوٹ لے جو چھین کتر سے یا چار پڑ
کا صفا یا یا گل موچے رکھائے ہوئے یا خشنی خشی خط یا لمبی داڑھی سفید یا سیاہ خواہ ہمہ یا بھدی کا
خضاب کیے ہوئے یا کھوسا یا بھنگا یا محو لایا یا بادل کوتاہ یا لمبی گردن موٹا خواہ دماغ اور ناک
اسکے جو شکل اور صورت کا نقشہ ٹھیک ٹھیک دریافت ہو اور زبان ایسی لکھے جو مجموعہ میں آوے

چوتھا باب تحریر و سائیزات کی تعلیم میں

دستاویزوں کے بیان میں جاننا چاہیے کہ دو یا کسی شخصوں کے درمیان میں جو کچھ معاملہ ٹھہر کر کوئی
کاغذ لکھا جاتا ہے اس کو وثیقہ اور دستاویز کہتے ہیں اور اس زمانے میں دستاویزوں کے لکھے جانے کا
بہت رواج ہے اور اکثر دستاویز میں مروجہ میں تفصیل اور کئے ناموں کے یہ ہے متک اور نامہ نمونہ یا
ترہن نامہ تہ نامہ نقل نامہ تحفہ نامہ مختار نامہ وکالت نامہ شرط نامہ قبولیت نامہ حاکمیت نامہ
امانت نامہ تمکین نامہ رسید قبض الوصول قمار غلطی راستی نامہ صلح نامہ فیصل نامہ وصیت نامہ تقسیم نامہ
متک اور دستاویز کہتے ہیں کہ کوئی شخص کسی سے روپیہ قرض لیکر دستاویز لکھ کر قرض
لینے والے کو مدیون اور قرضدار اور دینے والے کو دائن اور قرضخواہ کہتے ہیں اور روپیہ کا دینے والا

اپنا قرض مانگے تو اسکو تقاضا اور لینے والا جو روپیہ دیکر سے تو اسکو اذابو تے ہیں اور صبح و شام کا وعدہ کرتا ہے تو اسکو لیت و مل اور حیل و حرا اور مال و مال کمال کہتے ہیں فقط

نشان ہوگی اور نقشہ اس کے لکھنے کا اس طرح ہے

۲۲۔ اپریل ۱۸۵۷ء مطابق ۹۔ جمادی الثانی ۱۲۷۵ھ ہجری

اور کبھی ٹیڑھے آدمیوں کی طرف سے تشنگ لکھنا پڑے تو نقشہ اس کی تحریر کیا ہے

مگر مبلغ بچا جس ہزار روپے جو بعضی اوسکے بچپن ہزار روپے ہوتے ہیں ساہ بہار لال گوہر لال صاحب کوئی کوٹھی سے سکا زمین قرض لیے اور اسکے وصول کیا سطلے دو ہزار روپے ماہواری کی قسط مقرر کر دی گئی اور کما جاتا ہوا کہ صاحب کو روپیہ اصل مع سود روپے سیکڑیکے حساب سے جب تک تمام ادائیگیاں دلاو بیاق بنوا عالم علی کارندہ متعینہ جاگیر علاقہ پروا وغیرہ سے دو ہزار روپوں کی قسط ہر مہینے میں پہنچاتا رہا کسی طرح وعدہ خلافی نہ ہوئی فقط

المبلغ
النصف منه
وعنه

المزوم انصار حوین ما و ذیجر السه العجمی مطابق ۱۲- اکتوبر ۱۳۱۱

عبدالغفور و تحفظ
میں سے کہ اگر اسے گواہ ہوا
تو اسے ہر قسم کے آزار سے
محفوظ رکھنا۔

اقرارنامہ اوس دستاویز کہ کہتے ہیں کہ کوئی کسی بات کا قول اور اقرار کر کے کاغذ اسی کا کہتے اور اسکی شرط کیواسطے چھ جدا درجہ نہیں ہے انوع اور اقسام کا اقرار نامی ہوتے ہیں نقشہ اور کاغذیہ شکل کی ہر دو طرح لکھا گیا

مثال اسکے مضمون کی

ہم شہادت علی قوم کے سید رہنے والے قصبہ دولی متعلقہ دار السلطنت لکھنؤ کے مین جوئے پھیس روپیہ اجرت تحریر کتاب شاہنامہ کے پیشگی کے طور پر نشی امیر محمد صاحب کی سرکار سے وصول کیے اس صورت میں اقرار کرتے ہیں کہ چار مہینے میں شاہنامہ نقل کر کے نشی صاحب کی خدمت میں پہونچا دیں گے اور جب ساری کتاب لکھ کر پہونچا دیں تب تا قی اجرت تحریر کے روپیہ چار ہزار کے حساب سے لینے اور اگر نقل تکمیل میں تو روپیہ پیشگی کا اور کاغذ اور روشنائی اور نسخہ اور قلم باعذر منشی صاحب کی پھر دینگے اس واسطے یہ اقرارنامہ لکھ دیا کہ سند ہو اور وقت پر کام آوے فقط المرقوم تاریخ و ماہ فلان سن فلان چھلکا چھلکا اور اقرار نامے کا مضمون اور تحریر کا ایک ہی ہوتا ہے لیکن ان دونوں میں فرق اس قدر ہے کہ اقرارنامہ کبھی آپس کے اقرار پر اور کبھی حاکم کے سامنے لکھا جاتا ہے جیسے اقرارنامہ ناشی وغیرہ اور چھلکا صرف نامی لکھا جاتا ہے

مثال اوسکی

ہم کہ نواز سنگھ زمیندار زمیندار موضع سرٹیان پرگنہ دنوار ضلع اگرہ کے مین جوئے اور سٹے رام روپ زمیندار موضع بھدوی بابت سرحد اور سیوان کے تکرار اور نزاع چلی جاتی تھی اور اب ہنگامہ اور قضایا کے سبب سے تھانہ دار نے ہکو صاحب بمبٹریٹ کے حضور میں چالان کیا اور حاکم مدوح کے حضور سے حکم داخل کرنے چھلکا کا صادر ہوا اس واسطے اقرار کرتے ہیں کہ آئندہ کو کسی طرح کا قضا فیہ اور فساد نہ کریں گے اگر کریں تو سوز و پے جس زمانہ داخل کریں اور مجرم سرکار کے ہوں فقط

بیعت

اوس دستاویز کہ کہتے ہیں کہ کسی چیز کے بچنے کا اقرار اپنے والی طرف سے لینے والے کے نام لکھا جاسے

اور زمانہ سلطنت اہل اسلام میں وہ ہمیشہ بائیں کے اقرار سے قاضی کی طرف سے لکھا جاتا تھا اور اب اس طریقے پر لکھا جاتا ہے اور اسکو قبائلی بھی کہتے ہیں اگرچہ قبائلی عربی میں دستاویز کو کہتے ہیں جیسے قبائلی مکان اور قبائلی نکل وغیرہ لیکن اب عوام خاص کر بیاضی کو قبائلی کہتے ہیں اور بچے والوں کو بائیں اور لینے والے کو شتری اور بکلی ہونی چیز کو شے بیہ اور تمیت کو ثمن بولتے ہیں اور ایک رت بیع کی یہ بھی ہوتی ہے مثلاً کسی پر روپے کی ڈگری عدالت سے ہو جائے یا سہ کار کی مالگاری کا روپیہ کسی زمیندار پر باقی ہو اسکو وصول کے واسطے حاکم اسکی جائیداد کو کنے کا حکم دیتا ہے اسکو نیلام کہتے ہیں اور جو کوئی وہ جائیداد خرید کر لے اسکو خریدار نیلام اور نیلام دار کہتے ہیں اور سدا ب بیع کی جو اسکو دی جاتی ہے اسکو قبائلی نیلامی کہتے ہیں بیاضی کی تحریر کا نقشہ بھی نقل نقشہ تحریر کے ہو

مثال بیاضی کی

ہم کہ شریف خان ولد لطیف خان اور وزیر خان ابن کبیر خان ذات کے پٹھان نہنے والے شہباز گرو محلہ قاضی باڑہ کے ہیں جو ایک منزل حویلی قاضی باڑہ کے محلے میں ٹھنہ عمارت کی واقع ہے اور اندر اسکو ایک دالان در دالان پچیم پنج کڑیوں سے بٹا ہوا اور ہر دالان کی بغل میں ایک ایک کوٹھری اور ایک دالان پورب رویہ کہ اسکو دہنے اور بائیں طرف کو ایک شہ نشین اور اوتر طرف ایک دالان دہنے طرف ایک آبدار خانہ اور بائیں جانب کوئی نہ میں پائخانہ اور کھن کی طرف ایک سائبان جبکہ باورچی خانہ کہتے ہیں اور درمیان میں صحن مربع کہ اسکی زمین ستر گز یکسر ہے اور پچیم طرف کے دالان کی چھت پر ایک کمرہ انگریزی جسکے چاروں طرف دروازے کھڑے کھڑے دوازہ گزاریں لگ کے ہیں اور پورب کے دالان کی چھت پر ایک نگلہ کاپی اولاد کے سانے کی چھت پر ایک پانچاڑ چھوٹا سائبانہ ہوا ہے اور چاروں حدیں اس کا نلی اس تفصیل سے ہیں

شریف

حد خانقاہ بیان امام علی شاہ سے ملی ہے حد مسجد شاہ معصوم سے متصل

شہادۃ نورین طوائف کی جوہلی

شیخ بہنو ترک سوار کا مکان

سودہ مکان موروثی اور نجدی ہم دونوں مقرون کے قبضے میں کہ ہم دونوں چھپے بھائی ہیں بلا شرکت کسی دوسرے شریک اور حصہ دار کے چلا آتا ہے ان دونوں ہم دونوں نے اس مکان کو اپنی خوشی خاطر سے بدون اس بات کے کہ کسی نے چھپ کر پورا اور ظلم اور جبر یا بدستی کیا ہو پانچ ہزار روپے پر کہ نصف اس کے دو ہزار پانچ سو روپیہ ہوتا ہے ہزار محمد بیگ ولد مرزا احمد بیگ قہم مغل رہتے والے شہر اور محلہ نڈ کورہ کے ہاتھ بیچ ڈالا اور روپیہ تترہی موصوف سے دام دام بیچ لیا اور تترہی کو اس مکان پر قایض کر دیا پس اولاً بذرا جسکو شرع میں تقاضی بدلیج کہتے ہیں ہو گیا اور ہم اپنے ہوش و حواس میں اور عقل کی درستی کے ساتھ بغیر سکھانے اور بیکانے شخص غیر کے یہ قبلا بینامہ لکھ کر اقرار کرتے ہیں کہ بعد اسکے ہمارے وارثوں کو تترہی اور اسکے وارثوں سے اس مکان کی بابت کبھی کچھ دعویٰ نہ ہوگا اگر ہم خواہ ہمارا کوئی وارث تترہی یا اسکے کسی وارث پر کچھ دعویٰ کرے تو جھوٹا ہو اور سہرگز سنا نہ جائیگا اور اگر کوئی شریک خواہ حصہ دار ظاہر ہو کر اس مکان میں اپنے حصہ کا دعویٰ کرے اور اٹھ کھڑا ہو خواہ ہی اسکی ہم مالکوں کے قہقہے ہیں اور جب ایجاب و قبول دونوں طرف سے عمل میں آیا تو بیع کی تکمیل و صحت میں کوئی جگہ کلام کی باقی نہ رہی اس واسطے یہ قبلا بینامہ لکھ کر معتمد لوگوں کی گواہیوں سے تکمیل کر دیا کہ ضرورت کے وقت سند کامل ہو اور حاجت کے وقت کام آوے فقط

المقوم مارفہوین رمضان سنہ ہجری

اور قبلا بینامی کا نقشہ بھی اوسطرح کا ہے مگر عبارت کی تحریر میں البتہ فرق ہے چنانچہ

قبلا بینامی کی مثال

واقف ہو کہ پہلی جنوری سنہ ۱۳۱۷ء کو انیتل جوہلی واقع نواکچ محلہ فیروز نگر محد و مسجد و مفضلہ

شروع
جنوب
شمال
عکسیت شیخ علی بخش مدنی علیہ کی شیخ مناس علی مدعی کی اجراء گری میں کہ مدعی علیہ مذکور کے نام
محکمہ منصفی اول سے پہلی نومبر ۱۹۷۷ء کو صادر ہوئی تھی موافق قانون ختم شدہ ۱۹۷۷ء کے فیلام ہولی
اور شیخ بیدار علی نے معرفت جیمز ش ملازم ایجنس کے حق مرافق مدعی علیہ مذکور کا جس قدر جوئی مذکور
میں واقع ہے جو من لیک سو چھپتر روپے لکھ پنی کے خرید کیا اور خریداری اسکی ادوی تاریخ سے
نافذ ہے المرقوم تاریخ نہ اوس دستاویز پر عامل فیلام اور حاکم محکمہ کے دستاویز مہدالت کی لازم ہے

رہن نامہ

اوس دستاویز کہتے ہیں جس میں کسی چیز کے گرو کرنے کا حال کی مقدار روپے کے عوض میں لکھا ہو اور
زمینداروں میں اسکے کئی طریق جاری ہیں ایک یہ کہ زمین میں جسے اپنی جائداد کو رہن کیا زمین
شیخ گرو رکھا اوس جائداد پر قبضہ کرادے اور اس کے محاصل پر تصرف کا اختیار دے تو ایسے
رہن کو بیوک بندھک کہتے ہیں دوسرے یہ کہ زمین بعد گرو کرنے کے بھی آپ ہی اپنی جائداد پر قابض رہے
مگر دستاویز میں یہ شرط لکھے کہ جب تک زرہن ادا نہ ہوگا ہم اس جائداد کو کہیں دوسری جگہ بیع خواہ رہن
یا ہبہ کرینگے ایسے رہن کو دسٹ بندھک کہتے ہیں اور یہی بات چل رہا ہے کہ زمین اتنے عرصے تک
قابض رہے بغیر لینے زرہن کے چھوڑے او سکوپٹ بندھک کہتے ہیں اور ایک صورت رہن کی اور
بھی ہوتی ہے کہ کچھ میعاد رہن کی مقرر کر کے زمین میں کہ شلادور برس کے اندر روپہ ادا کر کے
نہ چھوڑالیں تو نئے مرقوم میسے گروی چیز بیچ ہو یا دیگی تو او سکوپٹ یا نوفا اور پور میں کٹ جائے کہتے ہیں
جو زرہن ادا کر کے اپنی چیز چھوڑالیتے ہیں تو او سکوفک رہن اور اٹھاک رہن کہتے ہیں اسکی
تخریج بھی مثل مینامے کے ہوتی ہے فرق ادوی قدر ہے کہ مینامے میں ہی کے الفاظ اور مینامے
لکھا جاتا ہے رہن نامے میں رہن کا مضمون یہاں ہے

مشال اوکی

یہ مسئلہ نیز بیضا سے لکھا جاتا ہے کہ فرق استعد ہے کہ فروخت کی جگہ ہرن نام لکھا جائے
اور ہرن کے معاملے میں جو شرطیں ادنی ہوں وہ لکھ دیا جائے مثلاً باغ کے بہر نامہ میں ہرن
لکھا جائے کہ یہ وہ جات اور پھل پھول ترکاری وغیرہ جو کچھ وہ زمین پیدا ہوتا ہے سب ہرن کو معاف
کر دیا جائے ہم سب روپیہ ہرن لکھا اور کرین تب باغ اپنا چھوڑا پس اور گاؤں کی بابت اس طرح کی عبارت
لکھ سکتے اور پیداوار لکھا اور ہرن سب ہرن کو حق حلال ہے جب زر ہرن اور کرین تب گاؤں ہرن کے
پیوستہ جات اور فک ہرن کے وقت نہ ہو دعویٰ و صلوات کا ہرن کے نہ ہرن کو زر ہرن کے سودا
مطلب ہمے ہو گا کہ مٹی چاہیے اگر اسی طرح کی شرط چھڑ گئی ہو نہیں تو جو شرط ہو سکے فقط

ہب نامہ

اوس مسئلہ کو کہتے ہیں زمین کی کسی طرف سے کسی کو کسی چیز بخش دینے کا حال لکھا جائے اوکی
وہ صورتیں ہیں اگر وہ زمین بدون لینے عوض کے بخشا ہو تو صرف ہب کہتے ہیں اور اگر کچھ عوض لیکر
بخشا ہو تو ہب بالعموم کہلاتا ہے اور ہب لکھا میں ہب کو دان کہتے ہیں اسی سبب کہ اوس زبان میں
ہب نامہ کو دان پڑھتے ہیں صورت اوکی میں مثل عدوت بیع نامہ کو ہے صرف بیع اور ہب کے لفظوں کا فرق ہوتا ہے

مشال اوکی

اس تحریر کی صورت بھی بیضا سے لکھا جاتا ہے اور زمین نامے کی صورت ہے صرف اتنا فرق ہے کہ بیع اور
ہرن کی جگہ ہب اور بخشش کا لفظ لکھا جاتا ہے یعنی اگر وہ ہب ہے تو ہب لکھ لیکر ہب کیا ہو تو دان
لکھنے کا دستور ہے کہ ہبے محبوب لکھ ایک جگہ کلام اللہ خواہ ایک قبضہ آتشیر یا چائیں روپیہ لیکر یا باغ یا گانو
خواہ مکان ہب بالعموم کر دیا اور اگر کچھ لیا ہو تو صرف اور ہب بخشش کرو یا لکھیں گے باقی حد اور حدود
اور قرض اور دخل وغیرہ الفاظ اور عبارت اسی طرح لکھنے چاہیں جو بیع نامہ کی مثال میں لکھے گئے

نکاح نامہ

جس وقت ویزین صورت نکاح اور قنینہ ہر کا حال لکھا جائے اور منکوحہ کا نام یا کابین نامہ یا منکوحہ کے
ہر نام دو کو نام اور دو لہجہ کو منکوحہ لکھتے ہیں نقشہ اور سکا بھی اسی طرح کا ہے فقط

مثال و سکی

تک و حیدر اوس قاضی الحاجات کو درباب ہے جسے گراہون کو ایمان کی راہ دکھائی اور مالال در حرم کی
راہ بتائی اور صاف حرام سے اجتناب کرنے کا حکم دیکر دو دین تین بار چار نکاح کی اجازت اور حج
عدا کر کے اور منکوحہ ایک ہی نکاح کی رخصت دی اور ہزاروں درود اور سلام اور پیغمبر عاقل و
امت کو خدا کے حکم بجالانے اور حرام سے بچانے کے واسطے یوں تاکید فرمائے کہ نکاح میری سنت ہے
جو میری سنت کے پھرے اور خورشید ہو وہ میرا نہیں ہے اس واسطے بندہ ضیف محمد رشید و امیر محمد سعید و امیر
شاہ جہان آباد کا رہنے والا حال دار شاہ جہان پور کا اقرار کرتا ہے کہ اپنے اپنی رضا و رغبت و توافقت
اور ہوش و عاقل کی دوستی سے شہادہ حمیدہ خانم عوف کو ہر باہوش و عاقل کی بیٹی کے ساتھ سید
مستوفی علی کی وکالت سے کہ او سکی وکالت پر مولوی دلی اللہ اور مولوی خلیل اللہ دو گواہوں نے
قاضی شرعی کے روبرو گواہی دی تپاش ہزار پور اور ایک شہو ایک شرنی کا ہر مقرر کے نکاح اور عقد
صحیح شرعی نہ خفیہ اور نہ کتمان کے طور پر بلکہ شہرت اور اعلان کے ساتھ واقع ہوا اور میں عالمین
جہان شہر کے بہت سے رؤساء عظام اور مشائخ کرام حاضر و موجود ہیں تمام ہوا ایجاب و قبول
حاضرین مجلس کے روبرو اس واسطے یہ وثیقہ نکاح نامہ لکھ کر حاضر مجلس کی گواہوں سے مکمل و درست
کرا دیا گیا کہ سیدہ منسوب ہو کر حاجت کے وقت کام آوے

محض نامہ

کسی احوال کے ثابت کرنے کے واسطے جو کاغذ لکھ کر واقع کاروں کی تہر اور گواہان کے ہاتھ

اوسکو محض نامہ اور صورت حال کہتے ہیں اور اوسکے بھی کہنے کا اندیشہ ہے

مثال دوسری

جو خداوند مطلق اور عالم برحق کے نزدیک امر حق کا چھپانا اور اسے شہادت اور گواہی سے لگنوجانا گناہ ہے اس واسطے یہ احقر ان نام نہ مجھ اگر ام اپنی حق پر گواہی طلب کرتا ہے اور رواسے کرام و مشائخ عظام سے اسے شہادت چاہتا ہے اس بات پر کہ میرے جد اجداد شیخ ولی محمد نے بابائیں میں سے ہو کر لکھنؤ سے آکر مین اگر حکومت اختیار کی تائی کی سنڈی مین ایک قلعہ مکان بخت اور خانہ باغ اور کھیت تھانہ اپنے مال کسویہ خاص سے تعمیر کر اگر قابض اور مقرب رہے عرصہ دو برس کا ہو کہ بقضائی آئی فوت کر گئے اوسے اسلام قلی جلیانے میری غیبت مین کہ مین ادوں نون تلاش سحاش کیواسطے سید رگابو کو گیا تھا اوس اداک پر قبضہ کر لیا اور اب جو مین آگرے مین اگر طالب اپنے حق کا ہو انو نامہ غصب کی راہ سے ساری اداک کو اپنی کسویہ خاص ظاہر کر کے مجھے دخل نہیں دیتا ہے حالانکہ اس ملکیت موروثی کا سوا میرے کوئی دوسرا مالک نہیں ہے اس واسطے اسید وار ہون کہ جس شخص کو اس حقیقت حال سے آگاہی اور واقفیت ہو تو اور گواہی اپنی اس کلم غذبہ پر کورے کہ عند خدا جو اور خلقت خدا کے نزدیک مشہور ہوگا فقط حسب ریز یا بیخ سونو مین ذیقعدہ سنہ فلان

مختار نامہ

کسی شخص کو کسی کام کے واسطے مختار کر کے جو سند مختاری کی لکھ دیتا ہے تو اسکو مختار نامہ کہتے ہیں اور اس کے اختیارات کیواسطے حدود و حصر مقرر نہیں

مثال دوسری

ہم کہ رام چند رمدی زمیندار موضع کھموی پر گئے راٹھ ضلع کاپلی کے مین جو اکثر مقدسے ہمارے لیت والی مین دائر مین اور دائر ہونوالے مین اس واسطے ہم نے مقدسے کی خبر گیری اور پیروی کے واسطے ان سال

مختار اور اپنی ذات کا قائم مقام کیا اور کرتے ہیں کہ مختار سلطو ہمارے مقدمات میں جو کچھ سوال اور جواب کے
اور جو دلیل و ستادیز گذرانے اور کسی کو مقرر کرے اور جو روپہ خزانے میں داخل یا ہمارا وصول کرے وہا
ہم کو مثل کیسے ہوئے اپنی ذات کے قبول و منظور ہے قطعاً المرقوم غلام سہ نلالان

وکالت نامہ

مثل مختار نامہ کے بے فرق و ہمین اسبقدر ہے کہ مختار شخص ہو سکتا ہے جو شخص کسی حکم میں حاکم کی
جانب سے مختاری کے عہدے پر مقرر ہو وہ بھی اور سوا اس کے اور بھی مقدرے والا اپنی طرف سے جس کیسے
نام نہ مختاری لکھ دی اسے مختار نامہ کہتے ہیں اور وکیل کبھی کے حاکم کی طرف سے وکالت کے
عہدے پر مقرر ہوتے ہیں اور ہمین جب کیسے نام نہ وکالت لکھی جائے اس کو وکالت نامہ کہتے ہیں سید
سوا اون لوگوں کے نام کے نہیں ہو سکتی مختار وکیل کا جو عدالت سے مقرر ہے حال کے درجہ کے
موافق وینا پڑتا ہے یا وعدہ کر کے راضی کرتے ہیں وکیل کو نوائے کو توکل کہتے ہیں

مثال و سبکی

ہم کہ حسین علی مختار سید نور الدین علی علیہ کے ہیں جو مقدمہ شیخ مسیح بنیش اسمعی کا سید نور الدین علی علیہ
کے نام کو واسطے والا پانے دس ہزار روپے قرضے کے عدالت دیوانی ضلع آگرہ میں دائر ہے اس واسطے سے
اپنے نام کے مختار نامے کے ذریعے سے مولوی امان علی کو مدعی علیہ کی طرف سے جودا کرنے کے لئے مختار بنا دیا
مختار کے ادا کرنا فرا کر کے وکیل مقرر کیا اور کرتے ہیں کہ شارا لیا جو کچھ سوال و جواب کرے اور دلیل
دستاویز گذرانے وہ سب ہم کو مثل کیسے ہوئے اپنی ذات کے قبول و منظور ہے قطعاً

سخت

زندہ نون اکثر تو اسے کہتے ہیں جو کوئی کسی کا مکان کر یا کو لیکر دستاویز وکی لکھ دے یا ادنیٰ قسم کے لوگوں کو
نوکر لکھ کے ادن کی نوکری کا کاغذ لکھے مثال و سبکی
سرخ لالہ مثل سین گمانتہ او دو چند مہاجن کو نام نہ ہے ایک قطعہ مکان واقع قلعہ جوہری بازار کو

اگر منزل میں گمانیہ اور سے چند صاحبین سے میں روپے باجوڑی پر کر لیا اور اگر تھے ہیں کہ اگر میری
 بلا غدر و دغا کر رہا ہوا ہو چکا ہے ہیں اور مرتبہ شکست و خست مالک مکان کے قوت سے اور جو ہم کوئی طلب
 اور کر رہا مکان کا اپنے آرام کے واسطے بناوین اور اپنی خوشی سے اس مکان کو چھوڑنے کا ارادہ کریں تو اس
 اپنے سے بنا کر ہوسے قطعہ کی قیمت کا مطابق کریں اور جو مکان مالک اسے اور چکا ارادہ کرے تو وہ جیسے بہتر
 خواہش کرے اور بناے مکان کی قیمت موافق نرخ بازار کے اور اگر سے قطعہ رقم ۲۰۰ روپے یا ۲۰۰ روپے یا ۲۰۰ روپے

سیط

سرکار کو جو زمیندار گاؤں کی بابت یا زمیندار رعیت کو اراضی کی بابت یا سرکار یا زمیندار یا گاؤں کی بابت
 زمین کا محصول مقرر کر کے لیکر اجارہ دے اور ساتھ لکھ دے تو اس کو یہ کہتے ہیں اور دوسرے قسم کو جیسے
 کو اجارہ دے کہ اس اجارہ دینے والے کو جو زمیندار لینے والے کو ساجا اور چھیکہ دیتے ہیں پھر ساجا اگر انافع
 کچھ ٹھہر کر دوسرے شخص کو اجارہ دے تو اس معاملے کو گلگنا بولتے ہیں **مشال سی**

تو اسے قرار

پیشہ پیرخان ولد بیون خان کشنکار ساکن محاذ دریا آباد کے نام فتح علی بیگ نمبر دار یا لکڑہار چارم
 موضع ریوٹی پور رگنہ سارا ضلع فیروزنگر کی طرف سے یہ کہ جو مواری ایک بیگہ اراضی فروغ نمبر ۱۰۱
 واقع موضع ریوٹی حسب درخواست پیرخان مسطور کے عوض مبلغ پانچ ہزار روپے سالانہ زریعہ کے
 ہمیشہ کے واسطے نامبرہ کی کاشتکاری میں دی گئی اس قرار سے کہ نصف زریعہ فصل خربزہ نصف
 فصل زریعہ میں ہوی الیہ نمبر دار کو ادا کرتا ہے اور اگر ہوی الیہ زریعہ کے بروقت ادا کرے میں نمبر دار کو
 نو نمبر دار کو اعتبار ہے کہ بھلا بھلا سہی اس کے نام نافذ کر کے زریعہ وصول کر دے اور اس وقت میں
 یہ بھی اختیار ہے کہ اس کو بعد فصل کر دے اور جب تک کہ ہوی الیہ قول قرار کے موافق زریعہ ادا کرے
 میں قاصر نہ ہو تک میں اس کو بعد فصل نہ کر دے اس واسطے یہ چند کلمے بطریق پیشہ کے لکھ دیے کہ

حاجت کے وقت کام آوے نقطہ رقم فی التالیخ

وضوح ہو کہ سب سے بڑا شرط کا حال میں مناسب ہو بلکہ جانباً علی سے طرف اس کے ہوا اور حسب

جانب اونے سے طرف اعلیٰ کے ہو یا طرفین کا درجہ برابر ہو تو مثال قرار نامے کے ہیں کہ فلان اور فلان کے لکھنا مناسب ہے لیکن بغیر میں اغلاط کی تحسیر یا دس میں بھی ہوگی

قبولیت

رعیت یا مستاجر یا لکھنا دار جو دستاویز قول و قرار کی زندہ یا خشک داریا زمیندار سکا کو لکھنے اور اسکو قبولیت کہتے ہیں مثال و سلی

میں کہ پیرخان ولد جیو خان ساکن محلہ دیا آباد کا ہون جوینے موادی ایک بگہ اراضی فرویدہ زمین جو ہیں واقع موضع یونی پرگنہ سارا ضلع فیروزنگر فتح علی بیگ ندوہا لکھنا حصہ چارم موضع کو کی طرف سے اپنی کاشتکاری میں لی اس قرار سے کہ نصف زمین بیج فصل خربہ اور نصف فصل سیت میں زمیندار کو اور اگر ہون اور اگر زمین بیج کے بروقت ادا کرنے میں قاصر ہون تو زمیندار کو اختیار ہے کہ بقضا بطہ سرسری میرے نام نالشی کر کے زمین بیج وصول کرے اور اسوقت میں بھر بھی اسکو اختیار ہوگا کہ محکومہ غل کرے اور اراضی میرے قبضے سے نکال لے اس واسطے یہ چند کلمہ بطریق قبولیت کے لکھ دیے کہ عند الحاجت کام آوے فقط المرقوم

ضامی

کیسی طرف سے جو کسی بات یا کوئی چیز کے واسطے ذمہ داری اپنی لکھ دے تو اسکو ضامی اور لکھنے والی کہتے ہیں اور اسکی کئی قسمیں ہیں اگر کسی قدر زمین کا ذمہ دار ہو کر دساویز لکھی ہے تو مال ضامی ہے اور اگر اس شرط سے لکھ دی کہ جب قدر فلان شخص نقص نقص کر جائے ہم اسکو ادا کریں گے تو اسکو نقصان ضامی کہتے ہیں اور یہ آپس میں ہوتی ہے یا عدالت میں کیسے خرچے وغیرہ کی ذمہ داری کی جاتی ہے اور اگر کسیے حاضر کرنے کا ذمہ کیا ہے تو حاضر ضامی اور اگر کسی کام کی ذمہ داری کی ہے تو ضل ضامی ہے ہر ایک تحریر کا طور ایک ہی مثال سے واضح ہوگا مثال و سلی

ہم کہ ٹھکانہ اختیار نہ کرنا شروع کیے یا پر گنہ بجا جو ضلع کا پتہ ہے۔
 جو کسی دور اور شہر کے بارے میں دیکھ کر ہی مدافعت قطع باغ واقع موضع بسولی کی مطلق سے
 حاصل کی اور اس کے اجر کا حکم بعد لینے تقریر ضامنی کے صادر ہوا اس واسطے ہم بابت سے دعوے کی
 بلا مشروطیات اور مبادیات کے ضامن ہو کر اقرار کرتے ہیں کہ اگر نامبروہ عدالت صدر سے ہا جابے
 جہت قدر تقریر اس کا ثابت ہو گا ہم ہا عذر ادا کر گئے ہم اور ہمارے وارثوں کو کچھ عذر نہ ہو گا اور موضع کو ہا
 اپنی جائیداد کو اس ضامنی میں مغمول کرتے ہیں جب تک مقدمہ عدالت صدر سے فیصل ہو گا اور اسکو
 بیع خواہ رہن وغیرہ کے ذریعے سے کہیں منتقل کر گئے یا دیں لکھے کہ ٹھکانہ اور شہر کے بارے میں دعوے
 نے جو دوسرے لادرام متن مباحث سے قرض لیے ہیں ہم ذمہ کرتے ہیں کہ اگر وہ ادا نہ کر گئے ہم
 لاکھام ادا کر گئے یا لکھا جائے کہ جو زور اور شہر کے بارے میں دعوے کی علت میں مانگو ہے اور اس کے
 فعل ضامنی یا حاضر ضامنی طلب ہے اس واسطے میں مقرر اقرار کرتا ہوں کہ نامبروہ کبھی کوئی حرکت
 نامشایستہ نہ کرے اگر تو میں اس کے عذر سے جو ادبی کر دے گا یا یہ کہ میں اسکو حاضر کر دے گا
 اگر حاضر نہ کر سکوں تو اس کے عذر کا جواب دے گا فقط المرقوم

عاریت نامہ

اگر کسی سے کوئی چیز کہیں مان میں کے واسطے مانگ لیا جاوے اور اسکی دستاویز لکھنی ہو تو اسکو عاریت
 کہتے ہیں اس میں خاص عاریت کا معنی لکھا جاتا ہے نہیں بلکہ حال اسکا مثل حال اقرار نامہ کے ہر دور
 اس طرح اگر کچھ زمین گھر بنائیکے واسطے اسقدر روپیہ پورا نہ یا سالانہ ادا کر دیا جائے کہ من کچھ حق مقرر کر لیں شہر
 لیا جاوے تو اگر دستاویز اسکی خواہیں کی جائے ہے تو اسکو اقرار نامہ عوامی کہتے ہیں تو عریت نامہ کہتے ہیں

امانت نامہ

اگر کسی کوئی چیز بچے پاس رکھ کر دستاویز لکھ دے تو اسکو امانت نامہ کہتے ہیں دونوں کی مثال
 ایک ہی مثال سے واضح ہو گا مثال اسکی

ہم کہ الہارخان رسالہ داراکرم اللہ محمد اسراکن شلع الالبوس کے بن جوہنے ایک فرد سنبول کی دو جینے
کیواسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے مستعاری ہے اسواسطے یہ عاریت نامہ لکھ دیا یا یہ کہ محمد بخش نے قطعہ
زمین چارٹ کے سالانہ کے وعدے پر گھر بنانے کیواسطے شیخ محمد بخش صوبہ دار سے لیکر جوہلی بنائی اور
سکونت اپنی اوس میں اختیار کی اسواسطے یہ عریت نامہ لکھ دیا فقط المرقوم

تملیک نامہ

اپنی ملکیت کی چیز جو کوئی لیکر دیکر اوسکو مالک کر دیتے ہیں اوسکی دستاویز جو لکھی جاوے تملیک نامہ ہے اور
ریطح اگر لیکر مسجد کا متولی یا دارگاہ یا خانقاہ کا مہتمم قرار دیکر سند لکھے تو اوسکو تولیت نامہ کہتے ہیں مثال اوسکی
صرف اسبقدر کافی ہے کہ جسطح اوپر کی مثالوں میں لکھا گیا مقرر کا نام لکھ کر یوں لکھے کہ جوہنے قطعہ
پانچ واقع موضع دولت پور کہ محمد وزیر خان سا مان کو دیکر اوسکو ہر طرح مالک و مختار کر کے یہ تملیک نامہ
لکھ دیا یا ملا حسین اکبر آبادی کو مسجد یا خانقاہ کا متولی اور مہتمم قرار دیکر یہ تولیت نامہ لکھ دیا فقط

رسید

لکھ روپیہ خواہ کوئی چیز کسی سے لیکر جو دستاویز لکھ دے اوسکو رسید کہتے ہیں اور یہ رسید یا تحصین
دستاویزوں کے طور پر لکھی جاتی ہے یا رقم کے طور پر مثال اوسکی
معد کے نام مقرر کے لکھا جائیگا کہ سور و سپہ خانی بابت چکونڈ سے وصول ہوئے اسواسطے یہ رسید کرادی
اور رقمین بعد القاب کے لکھا جائیگا کہ دو شاہرہ جو آپ نے بخشو خدنگا کے نامہ بھیجا تھا سو پونچا

قبض اوصول

مثل رسید کے ہے لیکن جو خواہ یا اور کوئی دو معین مثل شہنشاہی یا سالانہ کے وصول کا تو لکھا جائیگا
اکثر اوسکی کو قبض اوصول کہتے ہیں مثال اوسکی
مقرر کا نام لکھ کر جسطح لکھا پندرہ روپیہ بابت دو شاہرہ شہر سراج الاول بابت شہنشاہی خواہ سالانہ مقرر کی

پہر میں تولید اسرار کی تحویل سے ہموک وصول ہوئے اس واسطے یہ قبض الوصول لکھ دیا گیا

فارغ خطی

کسی سے لین دین کے حساب کا تصفیہ اور روپیہ سب بیباق اور ادا کر کے دستاویز لکھائی جائے یا اپنے نوکر سے حساب سمجھ کر دستاویز لکھ دی جائے تو اسکو فارغ خطی کہتے ہیں مثال و سکی مقرر کا نام دستور معینہ کے موافق لکھ کر یوں لکھی جاتی ہے کہ جو جسے اور زیر سے لین دین کی بابت حساب تھا آج اس کے مقابلے میں سب حساب ملی ہو کر دستور اسی روپے پونے گیا رہائے حساب کی رو سے پانا ہزار اس کے دو واجب نکلا اور شمار الینے سب دام دام اور بیباق کر دیا یا یہ کہ جو خرچ ہمارا پر خرچ خانہ سال کے ہاتھ ہو اٹھتا جاتا تھا آج نامبرو سے حساب سمجھ لیا گیا کچھ اس کے دو باقی اور کسی طرح کا نقدین نقدین اور کٹاہت ہوا اس واسطے یہ فارغ خطی لکھ دی گئی اور نوکر کے واسطے جو دستاویز لکھی جاتی ہے اسکو صافی نامہ بھی کہتے ہیں

راضی نامہ

کوئی کسی پر مالش کرے اور پھر کسی طرح راضی ہو کر جو دستاویز لکھ دے تو اسکو راضی نامہ کہتے ہیں لیکن جو اس مالش سے دست بردار ہو کر آپ سے آپ باز اسے تو اسکو باز نامہ کہتے ہیں مثال و سکی بعد لکھنے نام مقرر کے اس طرح لکھتے ہیں کہ جو مجھے واسطے دلا پائے تین سو روپے اہل مع سود سکی کے مدعی علیہ یہ مالش کی تھی اور مدعی علیہ نے ہموک نقد جنس دیکر راضی کیا اس واسطے یہ راضی نامہ لکھ دیا اور بھی ایسے مضمون کو سوال میں لکھ کر جہاں بقدر دائرہ رہا ہے گزارتے ہیں

صلح نامہ

صلح نامہ کے ہے لیکن دونوں میں اتنا فرق ہے کہ راضی نامہ میں ہموک ہوا مدعی علیہ علیہ راضی ہو گیا ہوا مدعی علیہ علیہ راضی ہو گیا ہوا صلح نامہ میں دونوں ملکر صلح کر کے نہیں ہو سکتا مثال و سکی صلح لکھنے نام مقرر کے یوں لکھتے ہیں جو مقدمہ ہمارا بابت نکلا راستہ و ادنیٰ لام موضع بھوانی پور پر گشت زمانہ

عدالت دیوانی ضلع عازمی پور میں تھا ہم فریقین نے اس طرح صلح کر لی کہ میں رام سنگھ مدعی وضع پر
داخل پاکر واصلات اور خرچے سے دست بردار ہوں اور میں نرائن راؤ مدعی علیہ مدعی کو ملکا عذر
تکرار موضع پر قابض کر دوں گا اس واسطے یہ صلح نامہ لکھ دیا کہ آئندہ کو کام آوے

فیصل نامہ

ہر چند کہ حاکم جس مقدمے کو فیصل کرے وہ بھی فیصل نامہ ہی لیکن اب جو بیچ لوگ قضیہ چکا فیصل
کرتے ہیں اس کو فیصل نامہ نہ تالی کہتے ہیں اگرچہ مضمون اس کا مع حقیقت حال مقدمہ کے
بھی ہوتا ہے لیکن حاصل مطلب لکھنے کا طرز یہ ہے مثال دیکھی
فیصل نامہ تالی لکھا ہوا رام دین موکل در بند راجن تواری اور پٹت کا لکھا پٹت نامہ تالی کا
تاریخ پہلی اکتوبر ۱۹۰۷ء کو حال یہ ہے کہ مقدمہ ادا جا کر مدعی اور مجیم سین مدعی علیہ کا بابت تکرار
منافع مالگزار کی عدالت میں درپیش تھا اور طرفین نے اتفاق نامہ تالی کا عدالت کے سامنے
لکھ کر ملوگون کو ثالث مقرر کیا آج ملوگون نے ایک جگہ ملکر کے مقدمے کے سب کاغذات اور
طرفین کی دستاویزات دیکھے ہماری تجویز میں مدعی کے دستاویزات کہ اوپر خود مدعی علیہ کے
حقیقی بھائی کے دستخط ہیں اور گائون کا پٹواری بھی اس کی تصدیق کرتا ہے اور دعویٰ اس کا
سچا معلوم ہوا اور مدعی علیہ نے سو اے دو چار چھپوین کے کہ اوپر مدعی کے دستخط نہیں خط اس کا
اون چھپوین کے خط سے ملتا ہے اور کوئی دستاویز یا دلیل کہ اس کی رو سے بیان اس کا درست معلوم ہو
پیش نہیں کیا اس صورت میں ہم ثالثوں کے اتفاق سے یہ تجویز قرار پائی کہ مدعی کا دعویٰ بابت
منافع مالگزار کی مدعی علیہ پر واجب ہے اس واسطے یہ فیصل نامہ موافق حکم حضور کے لکھ کر ارسال
کیا جاتا ہے آئندہ جو حضور کی رائے ہو تھا واضح ہو کہ یہی مقدمہ طرفین کی رضامندی سے
عدالت سے ثالثوں کو سپرد ہوتا ہے اور کبھی فریقین بلا ذریعہ عدالت کے اپنے قضیہ کو تصدیق کئے
ثالثوں کو سپرد کرتے ہیں تو اس کے فیصل نامے میں کسی حاکم کو حضور میں فیصلہ جیسے کا ذکر نہیں آتا فقط

وصیت نامہ

اگر کوئی شخص اپنی زندگی میں اپنے وارث یا کسی دوسرے شخص کو اس طرح حکم دے کہ بعد میرے
اس کام کو یوں کیجیو اس مال کو یوں دیجیو تو اسکو وصیت نامہ کہتے ہیں اور جو اسکا کاغذ
لکھا جاتا ہے تو اسکو وصیت نامہ کہتے ہیں مثال اسکی

جو ظاہر ہے کہ حیاتِ ستعار کو کچھ اعتبار نہیں ہے اور ہر عاقل کو دوشینی اور عاقبت اندیشی کے اقتضا
پختگی اور مطالب کی جسکاسر انجام پذیر ہونا بعد اپنے فوت کے دنیا اور آخرت کے مصالح کو لیے
منظور ہوا اسی حال و احوال سے ہے جب تک زبان اور ظلم اس کے اختیار میں ہے اس واسطے بندہ
علی محمد خان ولد فرزند عیاجان ساکن محلہ کٹہہ اراد تھان منمحلان شہر فریاد آباد کو اپنے ہوش و حواس میں
رضا و رغبت سے بدون زور اور زبردستی کسی شخص کے یہ وصیت کرتا ہے کہ منجملہ دیہات فی
اور مالگزار می ملک اور مقبوضہ میرے کی چک ملوی آرامنی سمائی واقع سواد موضع فرخ نگر معلقہ گرنہ
رسول آباد میں ایک سو نوے روپے سالانہ کو مینے واسطے اخراجات ضروری مسجد مجاہد کٹہہ اراد تھان کے جو
تعمیر کی ہوئی راقم کی ہے اور جس کے اخراجات کی کفایت میری زندگی تک مجھے تعلق رکھتی ہے تقریر کیا
بعد میرے محاصل آرامنی مذکور کا بیع قادر بخش کے نام سے جو میری جانب سے متولی مسجد مذکور کے مقررین
اور میرے محمد علیہ میں مسجد مذکور کے مصارف ضروری سے متعلق رہیگا اور اوس میں میرے وارثوں کو کس طرح
کے تعرض کا اختیار نہیں ہے میرے وارثوں کو لازم ہوگا کہ محاصل چک مذکور اور پور وقت معین کے
وصول کر کے متولی مذکور یا بعد اوس کے جو متولی کہ برضا مندی میرے وارث کے مقرر ہوگا سو بچا دیا کرے
اور اگر اس بات میں اونکی جانب سے کچھ اغراض اور اخراجات ہو تو متولی یا ناما دیوں کی نالیش پر حاکم وقت
کی طرف سے اعانت مالکانہ اوس میں لازم ہوگی اور اوس صورت میں متولی کے تقریرین اہل محلہ کو اور اہل محلہ کے
اختلاف کی صورت میں حاکم وقت کو اختیار ہوگا اور منجملہ محاصل مذکور کو دس پونہ ہر حق متولی ہوگا اور بقی
ضروریات مسجد کے صرف میں آئیگا اس واسطے یہ چند کلمہ بطریق وصیت نامہ کے لکھے گئے اور نقل و سکی بھی حشر
میں داخل کر کے حوالے متولی حال مسجد کے کی گئی کہ عند الحاجة کام میں آوے المرقوم

تقسیم نامہ

اگر دو یا کئی شریک شرکت کا مال آپ یا قاضی اور حاکم کے حکم سے بانٹ لیں اور کاغذ و سکا لکھا جائے تو اس کو تقسیم نامہ اور قسمت نامہ کہتے ہیں

مثال و سکی

ہم کہ سید ولد ار حسین اور سید مظفر حسین دونوں بیٹے سید اشرف حسین زمیندار اور ساکنان موضع اشرف نگر
پرگنہ سکندرہ ضلع مظفر نگر کے ہیں جو موضع ریوتی اور کھر دوہر پور اور اشرف نگر اور شیر پور واقع پرگنہ
مذکورہ مکانات اور باغات وغیرہ جو ادون موضع میں واقع ہیں ملکیت موروثی ہم دونوں بھائیوں کے
اور اب مصلحت وقت و یکمک آپس کی رضامندی سے یہ بات قرار پائی کہ دیہات مذکورہ مع مکانات
اور باغات کے نصف نصف آپس میں تقسیم ہو جائیں اور آئندہ کوئی خرشتہ اور نزاع باقی نہ رہے
اس واسطے کل جائداد وغیرہ بعد مساوی کرنے اسکی مالیت کے اوپر دو تفریق کے اس طرح تقسیم کی کہ
کل موضع ریوتی اور شیر پور مع مکان اور باغ وغیرہ جو ادو میں واقع ہے اونیصف موضع اشرف نگر
مستقل اوپر دو تھوک کے ہے اور حد فاصل ادون دونوں تھوک میں شرک کاری واقع ہے تھوک پورہ
محمّد ولد ار حسین کے حصے میں اور موضع کھر دوہر پور مع مکان اور باغ وغیرہ جو ادو میں واقع ہے اور
تھوک چیم موضع اشرف نگر محمد مظفر حسین کے حصے میں درائی اور حویلی مسکوئہ قدیم واقع اشرف نگر
جو تھوک چیم میں واقع ہے بلا تفریق محمد ولد ار حسین کے کہ نیسے سکونت اپنی موضع ریوتی میں اختیار
کی محمد مظفر حسین کے قبضے میں رہی اور مطابق اس تقسیم کے کلکٹری میں سوال دیکھے نامہ لکھا گیا
ہم میں سے حسب تقسیم مذکورہ بالا کے جداگانہ خانہ ملکیت میں داخل کرادیا جاوے اور اگر کسی موضع
اشرف نگر کی سرکاری زمین بک جائے تو ایک بائگی اور ایک ایک فرد اس تقسیم نامے کی جو اوپر دو کاغذ جداگانہ
کے قریب ہونے ہم دونوں کے پاس رہینگے اور ہم میں سے کسی کو یا ہمارے وارثوں کو خلاف شرط

مندرجہ اس تقسیم نامے کے اختیار عرض ہدیہ ہوگا اس واسطے چند کلمے بطریق تقسیم نامے کے لکھ دیے
کہ حاجت کے وقت کام آوے۔ المرقوم فلان سنہ فلان

واضح ہو کہ ان دستاویزات کے نمونے میں صرف طرز تحریر و دستاویزات ضروری کا ظاہر کیا ہے
لیکن شرائط ہر قسم دستاویزات اور میان انواع مطالب کا اوسمین موقوف اور بصورت اور ممالک
خاص کے ہے اور حصر اوسکا ممکن نہیں ہے مبتدوئی تعلیم کہ واسطے اس قدر کافی ہے کہ ان
مشا لو کو دیکھ کر ہر قسم کی دستاویز میں ہر طرح کا مطلب لکھ سکتا ہے کچھری کے کام کرنا اور کو ان دستاویز
کی تحریر سے واقفیت ہونا بہت ضرور ہے اور یہ بھی واضح ہو کہ ان دستاویز و کئی مشا لون سے
بات ہرگز نہ سمجھی جائے کہ کتاب جو نواب علی القاب ام اقبال کے ارشاد کے موافق لکھی گئی تو دستاویز
بطور دستور العمل کے ہونگے یعنی اگر کوئی دستاویز موافق اس کتاب کے نہ ہوگی تو صحیح دستور ہوگی
سوا ایسا نہیں ہے بلکہ یہ مثالیں صرف واسطے دریافت کرنے طرز تحریر کے لکھی گئیں

حالت

الحمد للہ کہ اس فقیر خاکسار نے جو ایک دست یز نگار و ریکتا سرا با لطف و سخا کجھ فیض و کمال بخشید
حسن و جمال صاحب علم و ہند و جوہر خرم فرود بشیر سر آمد منشیان جاوید نگار خلیل مخدوم ان شیریں گفتار
محزون باقت و قابلیت معدن فصاحت و بلاغت و بیہ نظیر بشیر صاحب تدبیر کریم ابن کریم صاحب
محبوب تشہید انیم شیرازہ کتاب روز معانی گلہ شہ بہار خندان بی عیب و بے ریا بے لوث اکل
صاف طہینت صفا طبیعت جناب منشی علامہ غوث صاحب ادائے لطف کے توسط سے حاکم
جلیل بقدر قدر افزائی اہل ہند بھر ناپید اکنار شوکت و شان ابرگر ہر اہمیت و حسان جوہر مراد و مقصود
واسطے پیوند اتحاد و عدل و وجود صاحب سعیت و قلم عزت چتر و علم بحر کریم ابرہیم آفتاب خشم ہایوں شہیر
فیاض عالم وزیر اعظم دستور بکر عالمی مرتبت والا ذلت ارسطو فطرت سکندر مصلحت فریدون جنت
افغان محنت جہاد غور سید کلاہ رعیت پناہ کیوان بارگاہ جناب نواب مستطاب زریں

جمیس طامس صاحب بہادر نقشت گورنر بہادر دام قہالم
 کی فرمائش پہنچنے والی تھی مولا کا انجام بخوبی ہو گیا اور حق تعالیٰ نے ہم کو اور ہمارے دوست کو
 سرخرو فرمایا ہر چند کہ یہ مختصر اس سرکار والا اقتدار میں جیسے سلیمان کے تخت کے سامنے ایک چوٹی
 کا پر اور دریا کے مقابلے میں ایک قطرے سے بھی کمتر ہے آفتاب کے زور و شعل جلا ناز سے کوچ کرنا
 اور متاب کو کمان کا جامہ پہنا نایا آئینہ دکھانا اور ختن میں مشک نافہ لگانا اور بہشت میں ایک پھول
 کی ٹنگڑی کا پونچا نا ہے لیکن اس لحاظ سے کہ سلیمان نے چوٹی کی دعوت قبول فرمائی اور ریانے
 قطرے کی ابرو بڑھائی آفتاب ڈوٹنے کو محروم نہیں چھوڑتا اور راہ کمان سے ننہ نہیں مٹو تا جس سے
 مشک کی ناموری اور بہشت سے پھول کی جلوہ گری ہے امیدوار ہوں کہ یہ تہذیب قبول و کتاب کا
 ہر پھول ہو چارون بابا کے اگر نظر عنایت سے دیکھے جائیگا تو مضامین اس کے ہر شے جہت میں
 خوشی کی نوبت بجائینگے چار و نظرون اس کی دھوم ہو جائیگی اور قبولیت کی شہرت میری عزت کا شہر
 بڑھائیگی اگرچہ چار باب کی یہ ایک کتاب ہے لیکن حقیقت میں ہر ایک باب علیحدہ ایک کتاب ہے یعنی
 چارون باب میں سے جس بات کی تعلیم منظور ہو تو اسی بات کا ایک باب اور سب باتوں کا سکھانا
 منظور ہو تو ساری کتاب پڑھائی جاوے اور بڑے فخر و نیازش کا مقام یہ ہو کہ نو اب ستاب علی
 القاب دام قہالم کے حضور فیض گنج سے جو یہ کتاب اسطے دریافت کرنے صحت اور سقم اور حسن و قبح
 کے حاکم خالی خصال قدر دان اہل کمال معدن اخلاق و فروغ مخزن شفاق و قوت آسمان و سما
 جلالت و برتری کوہ شکوہ عدالت و سروری اکبر و ابرہمت و سخا و آئینہ آئین صفات و صفا گوشت
 جو درخشش و خیر و ج و دانش و بینش والا گہر بند اختر صاحبی ہر ہند و اہل ہند پر درجناب و
میسور صاحب بہادر اسکو ایر دام دولہ کے پاس آئی تو حاکم مدح کے قدروانی
 کی راہ سے بہت پسند فرمائی ہر مقام کو نظر عنایت سے ملاحظہ فرمایا اور محنت کی دوا دیکر جمیس و فرج سعادت کا
 رتبہ بڑھایا خدا ایسے حاکم منصف و قدردان کو سلامت رکھے مگر اہل جوہر کی عزت بڑھائی ہوں اور خفا کی
 پرورش فرمائی ہوں پس اب کتاب خاتمے کو دعا و خیر فرم کرنا ہوں انہی جہت کا قبا کے نام میں چار و نظرون

ختم ہے مروج عالیجاہ کے اقبال کا غیر بلند اور مستحکم اور دولت کی گردن تان و ملت نشان پر سے قطعاً

خاتمہ طبع مطبوع ہر طبع حسن بیان کا گزرا ان مطبع نامی ملک
دو جناب فیض ناب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای دام اقبال

بہادر خیران وہ بہار ہے جسے رنگ ثبات ہوئے قرار ہے گلہا ز گلین معانی و مضامین تعریف کسوا
کس گل میں یہ رنگ ہوئے کمان یہ نمونہ ہے طبع نسیم آہنیم دولٹ گلہا محمدی حسن ارقمیت
سالت پناہی سے شام نیار اقامت شاتان کوتازگی دوام ہے گلشن بھی غلد مقام ہے
صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمدی و آلہ و اصحابہ اجمعین الی یوم الدین ببارکے
پوشیدہ زہے کہ ان ایام تہذیب فرجام میں مطبع کا نور شاخ گلزار مطبع او وہ اخبار
کے سرسبز روز افزون سے رشک ریاض فرخار ہے نامی و گرامی دیار و مصاربے گل سرسبز جند
تو نہال حدیقہ نعت بلندی نصارت قزاق وستان دانشوری طراوت پیرو گلستان ہنر پروری
تروکتے خیابان بہت زور جناب فیض ناب منشی نول کشور صاحب سی آئی ای دام اقبال
اس حسن کا طرح پر در آو اس گلشن کا نقش طراز حبیبیسا عالی نجم عالی شیم کا خانہ دار و کارخانے
کو کیونکر نہ رونق و اعتبار ہو فکر و ہندوستان میں اس عظمت و شان کا مطبع و کیا دینا ہمیں
جلد عمدہ سامان مطبع مطبوع ہر طبع بکثرت موجود و مینا ہنزون کتابین کلاں و خرد ہر مشک طیار
ہو میں شہر روزگار ہو میں نظریہ فائدہ رسانی اقامی و ادانی کے کتابچہ جواچادی توای نظم و نثر
اردو زبان بہادر خیران خیر طبع لائبریری عدیل ناظم بے نود مذہبی غلام امام صاحب
مختص ہشتہب کہ نگینی عبارات اور نشینی فقرات میں گلزار نشان اور سیرابی معانی و شکلاہی
سبانی سے ادلی بخش خاطر نظر گیان ہے ماہ فروری ۱۳۲۵ء میں نہایت خوبی و رعایت
خوش اسلوبی سے بارہم رنگ بست انبیاء ہوئی متعلمان اس زبان کے لیے سرمایہ
انتفاع ہوئی بہت کمال کرہ

انشائے دلاویز تلامذہ شطرنج میں مصنفہ
مولوی عبدالغفر آروی۔
انشائے عجیب۔ اسمین رقعات ہیں سوای فقط
فارسی کے فقط عربی نہیں تو مصنفہ منشی محمد جعفر۔
الہامیہ الانشاء۔ مصنفہ محمد ظہیر الدین۔
انشائے صغیر بلبل۔ مع صحت نامہ یہ بزرگرتہ کی انشاء
تین عبارت کی ہے مصنفہ مولوی عبداللہ خان۔
علوی خروجی ہنگایہ شنگاری میں ہر تہ قہا ہے۔
انشائے دلکش۔ جاتی نامہ مصنفہ منشی فتح جند۔
انشائے لبہ لفظ۔ سب قلم صنعت سقوط النقا
میں ہیں تصنیف منشی کامتاہ شاہ۔
انشائے لطیف۔ ہم باسمے تصنیف منشی ہلال
رقعات نامہ لکیری۔ جو خود بادشاہ عالمگیر نے طر
شاہزادگان کے تحریر فرمایا۔
رقعات غزنی۔ مصنفہ مولوی عبدالغفر آروی
رقعات قلیل۔ جمہیں عبارت مطابق حکم اہل
زبان ہے مصنفہ مرزا محمد حسین قلیل۔
جہان انشا افضل۔ علوی وزیر اکبر شاہ۔
چتر۔ مصنفہ ارادت خان واضح اور مشہور پختہ
ظہیری ہے پورے حاشیہ پر دو شرح ہیں۔
۱۔ شرح۔ از عبدالزاق عینی۔
۲۔ از مولوی عبداللہ۔
۳۔ حیدر پیدل۔ مصنفہ مرزا عبد القادر پیدل۔
رقعات چھٹی نر این۔ مصنفہ منشی چھٹی نر این۔
رقعات مظہری۔ سلیم عبارت کو رہے
مصنفہ محمد صادق حسین۔
رقعات ایمان اللہ حسین۔
ات نظامیہ۔
ان حکمت۔ از مولوی عبدالغفر آروی

پنجرقعہ ولایت۔ مصنفہ سید ولایت حسین۔
رقعات فیض الین۔ مصنفہ منشی نند کشور۔
رقعات نامی۔ مع تقریقات تصنیف مولوی
حکیم الدین سید ناصر اسکول۔
وستور المکتوبات۔
وستور الصیدان۔ مصنفہ منشی لوندرائے۔
فیاض دبستان۔ مکاتیب ہیں از منشی ولایت
گزار ولایت۔
سلک مسلسل۔ مصنفہ منشی جبر کاہ شاہ۔
لذۃ الافہام۔ مصنفہ سید محمد علیخان غزنوی اور
کشتا میں نامہ مع تقریقات تصنیف منشی راجن
توقعات کسے۔ وستور العمل خیرہ نو شیران
مصنفہ ویدو مرزا جمال الدین طباطبائی۔
ابو الفضل۔ دفتر منشی منشی مولوی باوعلی
اشک از ابو الفضل۔
رسائل طغرا۔ مع رقعات طغرا منشی۔
حسن عشق۔ عبارت تین ہے کہ ہمیں کھداتی
حسن و عشق میں نور عبارت ارانی دیکھایا پختہ
کاہر حایا ہے مصنفہ نعمت خان علی۔
مینا بازار۔ رلیکن عبارت مصنفہ ارادت خان واضح۔
شرح مینا بازار۔ سادہ شرح ہزار مولوی انام
صہبائی دہلوی۔
سہ شرح مولوی۔ مع مقدمات ثلاثہ مشہور
نشر ہے از ملا نور الدین تہ نشینری۔
شرح سہ شرح مولوی۔ شرح نویس کی شرح
از مولانا محمد سعید اللہ۔
شد شاہ اب۔ از ملا ظہیر ام تفرشتی بزرگرتہ کی
انشاء کو کہ مولوی باوعلی اشک کے خوشی فرما کر
اوسکو ساتھ فرسنگ اوسکو لغات کی منضم کی۔

رفت گل تو بهار شمع من
نهر القصاصت خشتی - اهل خرو
سینه مرا از حسین تیریل
شبه ۱۱۱۱

مہینہ مراکز حسین قلیل

الاماني

عبدالحق دہلوی۔

از سخنان - از کتب نواب عبدالرشید قاضی دادلاری
 قاضی دادلاری توفیق یافتند و بعد از این بین
 مذاق کا مصنفه سید اشرف علی خاوری -
 عبدالقادر البلیغی - علم طاعت و بدیع بیرون
 مولوی محمد الدین غلامی -
 رساله الواح - بانوی توفیق فارسی کا
 شکر ہے۔

کتاب فی البدایین

ریاضی معروف ابتدائی کتاب در شریعت
عربی شیرازی۔

چنانچہ مسٹر جلی لکھنؤ میں لکھے ہوئے
 انا تو اوزوں کے انجمنی کا لکچر
 چنانچہ مسٹر جلی لکھنؤ میں لکھے ہوئے
 انا تو اوزوں کے انجمنی کا لکچر

CALL No. { ۵۹۱۵.۳۵ • ACC. No. ۵۹۱۵.۳۵
 AUTHOR.....
 TITLE:.....

URDU STACKS

ش ۳۵۱۵ ۵۹۱۵.۳۵
 ۲۱۸۸۹

.....

Date	No.	Date	No.
URDU STACKS			

MAULANA
 AZAD
 LIBRARY



:-RULES:-

ALIGARH
 MUSLIM
 UNIVERSITY

1. The book must be returned on the date stamped above.
2. A fine of Re. 1/- per volume per day shall be charged for textbooks and 10 P. per vol. per day for general books kept overdue.